ساہیوال کے نعت گو

(ساہیوال ڈویژن کے شعرا کا تذکرہ و انتخابِ نعت)



مرتب

ڈاکٹر نوید عاجز



ڈاکٹر نوید عاجزؔ نوجوان محقق و نقاد اور شاعر ہیں نیز اپنے میدان ہائے عمل میں تن دہی سے مصروف ہیں۔ زیرِ نظر تذکرے سے قبل بھی شعری اور تحقیقی کاوشیں سامنے لا چکے ہیں۔ نعتیہ ادب سے ان کی دل چسپی نیک شگون ہے۔ دو سو سے زائد شعرا کے تذکرے پر مشتمل یہ دستاویز اس لیے وقعت و اہمیت کی حامل ہے کہ کسی عہد یا خطے کے ادب کا موجودہ و آئندہ زمانے میں تحقیقی و تنقیدی مطالعہ اس بنیادی لوازمے پر منحصر ہے اور یہی دستاویز آگے چل کر ادبی امکانات کی دریافت اور وسعت کا پیش خیمہ ثابت ہوگی۔

ڈاکٹر نوید عاجزؔ نے پس منظری مطالعے کے بعد ساہیوال کے نعت گو شعرا کے تعارف و تذکرے کی ضرورت کو محسوس کیا۔ انھوں نے موجودہ شعرا اور رفتگان کی ادبی حیثیت کو ساہیوال کے نعتیہ منظر نامے کے پس منظر و پیش منظر میں نہ صرف بخوبی اجاگر کیا ہے بلکہ اسے ادبی تاریخ میں محفوظ بھی کر دیا ہے۔ غزل گو شعرا کے ہاں دستیاب نعتیہ شاعری کے نمونے بھی ان کی نظر میں رہے ہیں۔ گویا موضوع کا احاطہ کرنے کی قابلِ قدر کاوش کی گئی ہے۔ کتاب کی ابتدا میں شامل تحریریں ڈاکٹر صاحب کے ذوقِ تحقیق اور تنقیدی اُپج کی غماز ہیں مواد کی فراہمی سے لے کر ترتیب و تجزیے تک جس سلیقے اور احساسِ ذمہ داری کا اظہار نوید عاجز نے کیا ہے وہ اس کتاب کو معتبر اور وقیع بنانے میں معاون ثابت ہوا ہے۔ مجھے قوی امید ہے کہ ڈاکٹر نوید عاجزؔ مستقبل میں بھی نعتیہ ادب میں تعمیری اضافے کے لیے مستعد اور دیانت دار رہیں گے اور ہمیں شاد کرتے رہیں گے۔

سید صبیح رحمانی

مدیر ”نعت رنگ“ کراچی

حُسنِ ادب پبلشرز فیصل آباد

0321-7044014
0301-7044014
rawisharifhussain@gmail.com
Street No 9, Makkuana Jaranwala Road Faisalabad

ساہیوال کے نعت گو

مرتب

ڈاکٹر نوید عاجز

حسنِ ادب فیصل آباد

03217044014

Sahiwal kay Naat Go

By

Dr Naveed Aajiz



ضابطہ

نام کتاب	:	ساہیوال کے نعت گو
مرتب	:	ڈاکٹر نوید عاجزؔ
سرورق	:	ڈاکٹر عارف حسین عارفؔ
اہتمام	:	ادبی تنظیم اظہارِ نو، پاک پتن
ناشر	:	حسنِ ادب، فیصل آباد
تاریخ اشاعت	:	جنوری 2024
قیمت	:	1500 روپے

انتساب

اپنے دادا عبدالرحمٰن مرحوم

اور

اپنے سُسر ارشاد حسین مرحوم

کے نام

عہدیداران ’’اظہارِ نو‘‘ پاک پتن

بانی:	ڈاکٹر نوید عاجزؔ
سرپرستِ اعلیٰ:	جمشید کمبوہ
سرپرست:	ڈاکٹر رحمت علی شاد
صدر (تاحیات):	شریف ساجد
سینیئر نائب صدر:	موج دین فریدی
نائب صدر:	محمد یونس فریدی
جنرل سیکرٹری:	ڈاکٹر فہد ملک
جوائنٹ سیکرٹری:	عباس علی شاہ ثاقب
انفارمیشن سیکرٹری:	مزمل فرید
فنانس سیکرٹری:	علی رضا عابد

☆☆☆

حسنِ ترتیب

الف: یارانِ عدم آباد

ب: یارانِ بزم

غزل گو شعرا کی نعت

الف: رفتگانِ شہر

ب: زینتِ شہر

☆☆☆☆☆☆☆

دیباچہ

نعت گوئی ایسا مبارک عمل ہے جس کا آغاز خود اللہ رب العزت نے کیا ہے۔ وحی الٰہی کے ذریعے انبیا کرام کو شانِ رسالت سے متعارف کراتے ہوئے اطاعتِ رسولِ کریمؐ کا فرمان سنایا گیا۔ جب حضور نبی رحمتؐ جلوہ افروز ہوئے تو اللہ رب العزت نے ''ورفعنا لک ذکرک'' کے الفاظ سے فروغ نعت کی تحریک کی دعوت دے دی۔ آج دنیا کے ہر خطے اور ہر زبان میں توصیف رسالت کے سرمدی نغمے گونج رہے ہیں۔

ساہیوال کا خطہ بھی فروغ نعت کی تحریک میں توفیق ایزدی سے اپنا کردار ادا کر رہا ہے۔

۶ مئی ۱۹۸۹ء میں اکرم کلیم نے ششماہی ''اقلیم'' کا نعتیہ انتخاب نمبر مرتب کیا اس میں عربی ، فارسی نعت کے نمائندہ نعت گو شعرا کے علاوہ اردو کے کلاسیکی شعرا سے عہد موجود تک کے نمایاں شعرا کا نعتیہ کلام شائع کیا گیا۔ اس کے دس سال بعد علی رضا نے ''درود اُن پر سلام اُن پر'' کے عنوان سے ایک نعتیہ انتخاب کی اشاعت کا اہتمام کیا۔ یہ انتخاب بھی ملک پاکستان کے معروف شعرا کے کلام سے مزین ہے۔ ۱۴۳ شعرا میں ساہیوال کے چند معروف نام بھی شامل ہیں۔

اس کے بعد ایزد عزیز کے سہ ماہی جریدہ ''سطریں'' کا عقیدت نمبر ۲۰۰۵ء کے قریب شایع ہوا جس میں حمد ، نعت ، سلام اور مرثیے کو جگہ دی گئی۔ اس میں شامل تیرہ نعتوں میں زیادہ تعداد مقامی شعرا کی ہے۔

۲۰۱۷ء میں نوجوان شاعر عبدالخالق آرزو نے ''نعت میرا انتخاب'' کے عنوان سے ایک انتخاب شایع کیا۔ اس کی ایک سو اڑتیس نعتوں میں چھ نعتیں مرتب کی شایع ہوئیں۔ یہ انتخاب بھی ساہیوال کے چند شعرا کے علاوہ ملکی و غیر ملکی شعرا کے کلام پر مشتمل تھا۔ اسلم حمید نے ساہیوال کی نعتیہ روایت پر ایم فل سطح کا مقالہ تحریر کیا ہے لیکن اس میں صرف شہر ساہیوال کے شعرا شامل ہیں۔

اس بحث سے جو مجموعی صورت حال سامنے آئی ہے وہ یہ ہے کہ قیام پاکستان سے عہد موجود تک دس پندرہ نام ہی تواتر سے منظر عام پر ہیں، اس لیے ضرورت محسوس ہوئی کہ ڈویژن ساہیوال کا ایک جامع منظر نامہ اُجاگر کیا جائے جس میں صرف اور صرف مقامی شعرا کا کلام موجود ہو اور اس میں نوجوان شعرا کو خصوصیت سے موقع دیا جائے تا کہ وہ اپنی توجہ صنف نعت کی طرف مرکوز کر

سکیں۔انتخاب میں چھوٹے بڑے شاعر کی تخصیص کرنے کے بجائے الف بائی ترتیب دے کر نو جوان شعرا کو خصوصی طور پر خوش آمدید کہا گیا ہے۔کیا خبر کس کے دل سے نکلا ہوا شعر بارگاہِ رسالت میں منظور و مقبول ٹھہرے۔انتخاب کو شاعر کے بنیادی تعارف کے ذریعے تذکرے کی شکل اس لیے دی گئی ہے کہ ہوسکتا ہے کہ آج کا تذکرہ کل کی ادبی تاریخ ثابت ہو یا ادبی تاریخ مرتب کرنے والے کسی محقق کے لیے آسانی کا ذریعہ بنے۔انتخاب ہٰذا میں چند اہم نام اس لیے شامل نہیں کہ ان احباب کے دامن سخن میں نعت کی نعمت موجود نہیں۔

فروغ نعت کے لیے پلیٹ فارم کا دستیاب ہونا از حد ضروری ہے۔جہاں نعتیہ مشاعرے باقاعدگی سے ہوتے ہوں، وہاں سب شعرا نعت کی سعادت سے مالا مال ہوتے ہیں۔حبیب اسلام پوری رینالہ خورد سے دور موضع اسلام پور میں اپنے گھر ماہانہ نعتیہ مشاعرے کا اہتمام فرماتے تھے۔آج اُن کا اور ظفر اقبال شاد کا نعتیہ مجموعہ شایع ہو چکا ہے۔ساہیوال میں سید ریاض حسین زیدی ''ادب سرائے'' کے پہلے دور میں نعت کا اہتمام کرتے ہیں جو خوش آئند امر ہے۔پاک پتن میں راقم کی رہائش گاہ پر جناب شریف ساجد کی سرپرستی میں ادبی تنظیم ''اظہارِ نو'' ماہانہ طرحی نعتیہ مشاعرے کا اہتمام کرتی ہے۔اس کے زیرِ اہتمام ۲۰۱۷ء سے اب تک پچاس سے زائد نعتیہ نشستیں ہو چکی ہیں اور ''ساہیوال کے نعت گو'' کے عنوان سے ۲۲۴ شعرا کے اس تذکرے کی اشاعت کا سہرا بھی تنظیم ہٰذا کے موٗقر احباب کے سر جاتا ہے۔کتاب ہٰذا کی تیاری و اشاعت کے جملہ مراحل میں دامے، درمے، سخنے معاونت فرمانے والے جملہ احباب کی شکر گزاری کے ساتھ اللہ رب العزت کے حضور دعا گو ہوں کہ یہ کاوش قبولیت سے سرفراز فرمائے اور جملہ نعت گویان کے لیے وسیلہ شفاعت بنائے۔آمین

ڈاکٹر نوید عاجزؔ

(بانی ادبی تنظیم ''اظہارِ نو'' پاک پتن)

ساہیوال کا نعتیہ منظر نامہ

ساہیوال قدیم تاریخی آثار کا حامل خطہ ہے۔ راوی اور ستلج کے درمیان واقع اس لہلہاتے خطے نے قبل از تاریخ سے موجودہ عہد تک کئی نشیب و فراز دیکھے ہیں۔ ہڑپہ، دیپال پور، گوگیرہ، پاک پتن، ستگھرہ، حجرہ، قبولہ اور ملکہ ہانس اپنے اندر تاریخی اہمیت کی بے شمار داستانیں سموئے ہوئے ہیں۔ اس خطے کی یادداشت میں آریاؤں کی چڑھائی اور ایرانی بادشاہ اسفندیار داریوش اوّل، سکندر یونانی اور محمد بن قاسم کے حملوں کے علاوہ مغلوں، سکھوں اور انگریزوں کی عمل داری کی کئی کہانیاں محفوظ ہیں۔ ہڑپہ کی تہذیب انسانی فکر و تمدن کے ارتقاء کے اولین مراکز میں سے ایک ہے۔ اس کے تمدن کا سلسلہ وادی ژوب، خطہ سمیر، ارض بابل اور ساحل نیل سے ملا ہوا تھا۔(۱)

ساہیوال ڈویژن کم و بیش انھیں علاقوں پر مشتمل ہے جو کبھی منٹگمری میں شامل تھے۔ ۱۸۴۹ء میں انگریزوں نے پنجاب پر قابض ہونے کے بعد پاک پتن کو اس علاقے کا صدر مقام بنایا۔ تین سال بعد اسے گوگیرہ منتقل کر دیا گیا۔ ۱۸۶۴ء میں ریلوے لائن بچھائی گئی تو ساہی قبیلہ کے گاؤں کے قریب اسٹیشن قائم کیا گیا۔ یہاں دفاتر قائم کیے گئے۔ آمد و رفت اور چہل پہل بڑھی تو اس شہر کو مرکزی اہمیت حاصل ہوگئی جس کے پیشِ نظر ۱۵ جنوری ۱۸۶۵ء کو گورنر پنجاب سر رابرٹ منٹگمری کے نام پر ضلعی صدر مقام کو یہاں منتقل کر کے ضلع منٹگمری قائم کر دیا گیا(۲)

قیامِ پاکستان کے ایک عرصے بعد عوامی مطالبے پر ۱۴ نومبر ۱۹۶۶ء کو ضلع منٹگمری کا نام ''ساہیوال'' رکھ دیا گیا۔(۳)

یکم نومبر ۲۰۰۸ء میں قائم ہونے والا ساہیوال ڈویژن تین اضلاع، ساہیوال، اوکاڑہ اور پاک پتن پر مشتمل ہے۔ اس علاقے کی سرحد مشرقی سمت سے انڈین پنجاب اور بہاول نگر سے، مغرب میں فیصل آباد اور ٹوبہ ٹیک سنگھ سے، شمال میں قصور اور ننکانہ صاحب سے اور جنوب میں وہاڑی اور خانیوال سے ملتی ہے۔ اس کا رقبہ ۹۷۸،۳ مربع میل جب کہ آبادی بہ مطابق مردم شماری ۲۰۱۷ء تہتر لاکھ اسی ہزار تین سو چھیاسی نفوس پر مبنی ہے۔(۴)

اس خطہ کی ادبی روایت کے قدیم نقوش زمانے کی دست برد سے محفوظ نہیں رہ سکے۔ پہلا معروف حوالہ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ کے اشلوک کی صورت میں ملتا ہے۔ یہ اشلوک

اپنی آفاقی صداقتوں کے پیشِ نظر گرنتھ صاحب میں بھی شامل ہیں اور پوری انسانیت کے لیے راہنمائی کا باعث ہیں۔ ان کے بعد مولانا عبدی کا نام سامنے آتا ہے۔ آپ کا اصل نام عبداللہ اور تعلق ملکہ ہانس سے تھا۔ آپ کا زمانہ شاہ جہاں اور اورنگ زیب عالم گیر کا ہے۔ تحفہ الفقہ (۱۰۴۵ھ) اور فقہ ہندی (۱۰۷۵ھ) آپ کی یادگار ہیں۔ (۵)

ملکہ ہانس کی تاریخی اہمیت میں ایک اہم حوالہ ہیر وارث شاہ کا بھی ہے۔ سید وارث شاہ نے ملکہ ہانس میں قیام کے دوران میں یہ لازوال منظوم قصہ تصنیف کیا۔ اس قصے کا آغاز نعتیہ اشعار سے مزین ہے۔

دوئی نعت رسول مقبول والی، جیں دے حق نزول لولاک کیتا
خاکی آکھ کے مرتبہ بدا دتا، سبھ خلق دے عیب تھیں پاک کیتا
سرور ہوے کے اولیاں انبیاں دا، اگے حق دے آپ نوں خاک کیتا
کرے امتی امتی روزِ محشر ، خوشی چھڈ کے جیو غم ناک کیتا(۶)

سخن ڈبائیوی (۱۸۸۶۔۱۹۷۰) کا اصل نام سید محمد ظفر شاہ بخاری ہے۔ صوفی بزرگ تھے۔ ان کا مزار پاک پتن میں ہے۔ اُن کے کلیات میں تین مجموعے شامل ہیں جن میں حمد، نعت اور تصوف کے موضوعات نمایاں ہیں۔

سر رکھ دیا ہے اب تو ترے پائے ناز پر
انجام کچھ سہی یہ اٹھایا نہ جائے گا(۷)

شیخ عزیز الدین عظامی تقسیم کے بعد ہوشیار پور سے ساہیوال میں آباد ہو گئے اور ۱۹۵۷ء میں یہیں وفات پائی۔ درس و تدریس سے وابستہ تھے۔ مولانا گرامی کے شاگرد تھے۔ ان کا کلام آسان فارسی میں ہے۔ اُن کے کلیات میں نعت کے عمدہ نمونے ملتے ہیں جن میں عشق و وارفتگی کے علاوہ رفعت خیال کی خوبی بھی پائی جاتی ہے:

چگونہ نسبت بالائے او سرو چمن جوید
قد موزونش می گرد خراج از سدرہ و طوبیٰ(۸)

ساہیوال میں نعتیہ روایت کا ایک معتبر نام منظور احمد مہجور (۱۹۶۹ء۔۱۹۰۳) کا ہے۔ عربی، فارسی اور اردو ادب کا گہرا مطالعہ رکھنے والے یہ نقشبندی مشرب سے فیض یاب درویش وادیِ نعت میں نہایت عجز و نیازی کے ساتھ گل ہائے محبت لیے وارد ہوئے۔ فروغ سیرت کو پیش نظر رکھتے

ہوئے قرآنی تلمیحات کے استناد سے مزین نعت کہی۔ اسلوب میں فارسی تراکیب نے عالمانہ شکوہ پیدا کردیا ہے۔ فارسی کلام بھی زوردار ہے۔ اُن کی نعت کی تفہیم مطالعہ قرآن وحدیث کے بغیر مشکل ہوجاتی ہے۔ اُن کے ہاں علم معرفت اور عشق کا رچاؤ نعت کی تشکیل میں کلیدی کردار کا حامل ہے:

ختام نکتۂ اکملت تم ہی سے مزین ہے
رسول کافۃ للناس و ختم المرسلیں تم ہو(۹)

اسلام آباد کا نام تجویز کرنے والے قاضی عبدالرحمٰن (۱۹۹۰۔۱۹۰۸) کا خاندان امرتسر سے ہجرت کے بعد عارف والا منتقل ہوا۔ وہ ایم سی ہائی سکول عارف والا کے ہیڈ ماسٹر تھے۔ اُن کا نعتیہ مجموعہ ''ہوائے طیبہ'' ۱۹۸۱ء میں شائع ہوا۔ اُن کی نعت کا موضوعاتی دائرہ شریعت کے تابع ہے۔ انھوں نے سادہ طرزِ بیان اپناتے ہوئے جدید نعت کے تقاضوں کو عمدگی سے نبھایا ہے۔ فضائل کے ساتھ حیاتِ طیبہ اور تعلیماتِ نبوی کا بیان انھیں مرغوب رہا ہے۔ سادگی اور شیرینی کی حامل نعت کہی ہے۔

وہ اُمی تھا مگر دنیا کو عالم کر دیا اُس نے
جہالت سے نجات انساں کو دلواتا ہوا نکلا(۱۰)

دیپال پور سے تعلق رکھنے والے حدید مرزا شاعر صحابہ کے لقب سے معروف ہیں۔ اُنھوں نے بیس ہزار سے زائد اشعار صحابہ کی شان میں کہے۔ ۱۹۳۵ء میں شعر گوئی کا آغاز کیا۔ اُن کا نعتیہ مجموعہ ''زادِ آخرت'' ۱۹۵۸ء میں شایع ہوا۔ ان کی نعت سلجھے ہوئے اسلوب کی حامل ہے:

مجاہد کی ضرب عمل نعت ہے
بہ حق شہیداں اجل نعت ہے

ڈاکٹر الف۔ د۔ نسیم (۲۰۰۲ء۔۱۹۲۰ء) کے دو نعتیہ مجموعے ''نسیم رحمت'' اور ''نسیم طیبہ'' شایع ہوئے ہیں۔ اُن کی نعت موضوع اور اسلوب ہر دو لحاظ سے کلاسیکی رنگ سخن کی حامل ہے۔ عشق و وارفتگی عروج پر ہے۔ جوش و جذبہ پورے جوبن پر ہے۔ اظہار محبت میں شدت ہے اور قدغن لگانے والے شیخ و واعظ نشانہ تنقید پر ہیں۔ اُن کے ہاں عقل و عشق کا تصادم واضح ملتا ہے۔ شیخ پر طنز کے نشتر بھی برسائے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ بے خودی، خود سپردگی اور دلی وابستگی کے مناظر دیدنی ہیں۔

عجب ہے اے شیخ! میری حالت خدارا مجھ کو یہ دے اجازت
میں کوچۂ روضۂ نبی کے ہر ایک ذرے کو سجدہ کر لوں

نبی کے روضے سے آنکھیں ملنا نہیں ہے واعظ یہ شرک کرنا
میں کیوں نہ خاک درِ محمدؐ کو اپنی آنکھوں کا سرمہ کر لوں (۱۲)

فیض صحرائی (۲۰۱۰۔۱۹۲۶) اور قیس جالندھری (۲۰۰۰۔۱۹۲۹) دونوں کا تعلق دیپال پور سے ہے۔ فیض صحرائی کا شعری مجموعہ ''صراط فیض'' حمد، نعت اور منقبت کی اصناف پر مبنی ہے۔ اُن کی نعت آہنگ کے تابع جذبوں کی ترجمانی کرتی نظر آتی ہے۔

قیس جالندھری کی نعت مشکل پسندی سے دامن بچا کر سادگی کے ساتھ ادائے مطلب پر توجہ مرکوز کرتی نظر آتی ہے۔ اُن کے ہاں محبت وعقیدت سے انکار ممکن نہیں۔ شہر طیبہ سے انھیں خاص لگاؤ ہے۔ محبت کے بے شمار رنگ اُن کی نعت میں جلوہ گر ہیں:

ہم تو گدائے شہر رسالت مآب ہیں
ذرے جہاں کے عظمت صد آفتاب ہیں (۱۳)

گوہر ہوشیار پوری (۲۰۰۰ء۔۱۹۳۰ء) عمدہ غزل گو شاعر ہیں۔ عمر کے آخری عشرے میں نعت کی طرف مائل ہوئے۔ ''آرزو حضوری کی'' اُن کا نعتیہ مجموعہ ہے۔ مجموعی طور پر سہل ممتنع کے شاعر ہیں۔ مصرع کی بنت اور بندش کی چستی سے شناسا ہیں۔ بے ساختہ شعروں کی اُن کے ہاں کمی نہیں۔ دل سے نکلے شعر کہتے ہیں۔ موضوعات میں حضوری کی تمنا کے علاوہ اصلاح امت کی تشویش اور استمداد کا رُجحان قلبی گہرائی سے بیان ہوا ہے۔ اُن کے نزدیک اُمت مسلمہ کی بحالی وعروج کا راستہ سیرت رسولؐ سے منسلک ہے۔ بقول ڈاکٹر اسحاق آسی:

''گوہر ہوشیار پوری دنیا میں انسانوں کی اصلاح، اُن کے سکھ چین اور فلاح کا مرکز حضورؐ کی ذات اور آپؐ سرکار کی نسبت کو قرار دیتے ہیں۔'' (۱۴)

گوہر ہوشیار پوری کے ہاں نعت میں رنگ غزل کے حامل اشعار بھی فراواں ہیں جن کی چاشنی وتاثیر الگ ہی مزہ دیتی ہے۔ مثال میں یہ شعر دیکھیے:

آپؐ نے عشق سا وحشی بھی مسلمان کیا
آپؐ کے ذکر پہ آداب میں آ جاتا ہے (۱۵)

اقبال صلاح الدین (۲۰۰۵۔۱۹۳۳) اوکاڑہ سے تعلق رکھنے والے شاعر، نقاد اور محقق

ہیں۔ درس وتدریس سے وابستہ تھے۔ اقبال صلاح الدین کا نعتیہ مجموعہ ''حدیث آشنا'' نعتیہ ادب میں ایک خوب صورت اضافہ ہے۔ قادیانی مذہب سے تھے مگر سینے میں جناب رسول کریمؐ کا عشق دھڑکتا تھا۔ اُن کے نعتیہ اسلوب کا منفرد پہلو عشق وسرشاری کا وفور ہی ہے۔ اُن کا نصف کلام قصیدے کے شکوہ اور لفظی جلالت کا حامل ہے جب کہ نصف کلام سادگی وسلاست سے عبارت ہے۔ ہر دو صورتوں میں ادب واحترام اور جذبۂ عشق یکساں موج زن ملتا ہے۔ احوال ذات کے بیان میں کہے اشعار میں تازگی کا احساس دوچند ہوگیا ہے۔ دوشعر ملاحظہ فرمائیے:

مرے مجروح جذبوں نے شفائے جاوداں پائی
حکیم شہر طیبہ نے تبسم سے دوا کی ہے(۱۶)

ایک فرشتہ لاکھوں ہی تصویریں تیرے وصفوں کی
میرے ذہن کے پردے پر پھیلا جاتا ہے رات گئے(۱۷)

نصیر احمر (۲۰۱۶۔۱۹۴۰) کی اوّل وآخر پہچان نعت گوئی ہے۔ اُن کے پانچ حمد ونعت کے مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔ اُن کا شعری شعور پختگی کا حامل ہے۔ الفاظ کی نشست وبرخاست کا عمدہ استعمال کرتے ہیں۔ نکھرا ہوا شگفتہ اسلوب قاری کی دل بستگی کا سامان کرتا نظر آتا ہے۔ رسولِ پاکؐ کے فضائل وشمائل کے علاوہ داخلی جذبوں کے اظہار سے اُن کی نعت کا مرقع تیار ہوا ہے۔ نعتیہ اسلوب جدت ادا کا مظہر ہے۔ بقول ڈاکٹر شہزاد احمد:

''شاعر نے اپنی نعتوں میں نیاپن اور تازگی کی علامت کو برقرار رکھا ہے۔ ان کی کئی نعتیں بالکل جدا رنگ، منفرد طرزِ بیان اور علیحدہ انداز لیے ہوئے ہیں۔'' (۱۸)

اُنھوں نے توحید رسالت کے فرق کو ملحوظ رکھا ہے اور عرفانِ توحید کو حضور نبی کریمؐ کی دعوتِ حق کا نتیجہ قرار دیا ہے۔

آپؐ نے بخشا زمانے کو عجب وحدت کا رنگ
ہر طرف سے دوڑتی آئی منور چاندنی(۱۹)

شکیب وجدانی (۲۰۲۰۔۱۹۴۶) کا اصل نام پروفیسر رانا صابر حسین ہے۔ تصوف سے لگاؤ انھیں نعت کے قریب لے آیا۔ وفورِ عشق روز افزوں ہونے کے باعث تین نعتیہ مجموعوں ''اے

چاند ربیع الاول کے، کشکولِ گدائی، محمد جانِ محبوبی‘‘ کی اشاعت سے ہم کنار ہوئے۔ اُن کا اسلوب سادہ اور موضوعات صدق وخلوص کے آئنہ دار ہیں۔ وہ روایت سے جڑے ہوئے آدمی ہیں اور یہ بات اُن کے کلام سے بخوبی عیاں ہے۔

غمِ زمانہ کے مارے لوگو!، نہ ڈھونڈو جگ کے سہارے لوگو!
قسم خدا کی سب آفتوں میں ، وہی اماں ہے، وہی اماں ہے(۲۰)

حبیب اسلام پوری (۱۹۴۲-۲۰۱۱) پیشے کے لحاظ سے ہیڈ ماسٹر تھے۔ گھر میں ماہانہ نعتیہ نشست کا اہتمام کرتے تھے۔ ’’نعتِ محبوبِ خدا‘‘ اُن کا نعتیہ مجموعہ ہے۔ مقصدی انداز نعت انھیں مرغوب ہے۔ وہ نعت کو فروغ سیرت النبیؐ کے ذریعے کے طور پر دیکھتے ہیں۔ ان کے بعد پروفیسر میاں محمد افضل امامیہ کالج سے صدرِ شعبہ عربی ریٹائرڈ ہوئے۔ وہ بھی دامنِ نعت سے وابستہ ہیں۔ سادہ انداز میں کلام ہے۔

اکرم سعید اکرم: (۱۹۵۱ء-۲۰۱۶ء) چیچہ وطنی کے قریب 110/12L میں مقیم تھے۔ اُن کا نعتیہ مجموعہ ’’فیضان نعت‘‘ ۴۸ نعتوں کے علاوہ چند مناقب اور قطعات لیے ہوئے ہے۔ اُن کی نعت عقیدت کی خوشبو سے معطر ہے۔ انھوں نے نعت کو جناب رسول کریمؐ سے ملاقات کے ذریعے کے طور پر لیا ہے۔ اس میں جذبوں کی وارفتگی اور استغاثہ وفریاد کی لے پر آرزوؤں کے گیت مچلتے ہوئے ملتے ہیں۔ اُن کے ہاں روانی وغنایت کا خاص اہتمام ملتا ہے۔

خود جس کو کہا نورِ مبیں ذاتِ خدا نے
وہ نور مدینے میں ضیا بانٹ رہا ہے(۲۱)

قمر حجازی (۱۹۵۲-۲۰۱۹) کا تعلق اوکاڑہ سے ہے۔ ’’ارفع ذات محمد کی‘‘ اور ’’چلو میرے نال مدینے‘‘ اُن کے نعتیہ مجموعے ہیں۔ اُن کی اردو نعت پر پنجابی کے واضح اثرات ہیں۔ اُن کا اسلوب عام فہم، سادہ اور دل آویز ہے۔ اُن کی پنجابی نعت زیادہ اثر دار ہے۔ انھوں نے اردو نعتیہ ماہیے لکھنے کا بھی خوب صورت اہتمام کیا ہے۔ سیرت کے مختلف پہلوؤں سے سجی نعت اُن کے جذبہ صادقہ کی مظہر ہے۔ فضائل نبیؐ کے باب میں ایک شعر ملاحظہ ہو:

پسینہ بھی معطر ہے تو سانسیں بھی معنبر ہیں
ہے کستوری سے بھی بڑھ کر نبیؐ منٹھار کی خوشبو(۲۲)

حافظ عبدالرحمٰن انجم (۱۹۵۲-۲۰۱۱) کا نعتیہ مجموعہ ’’شہر شرف‘‘ فنی وفکری گہرائی کے ساتھ زبان وبیان کی چاشنی لیے ہوئے ہے۔ اُن کی نعت محاسنِ رسول کریمؐ سے مزین ہے۔ اُن کا تخیل عمدہ اور اسلوب سلجھا ہوا ہے۔ ساہیوال میں ادب سرائے کے تحت سید ریاض حسین زیدی کے ساتھ فروغ

نعت کے کارواں کے نمائندہ شعرا میں شامل کیے جاتے ہیں۔ اُن کے نعتیہ مضامین میں وسعت پائی جاتی ہے۔ عجز کا مضمون ملاحظہ ہو:

حیات آموز ہیں جن کی ادائیں
مرے بس میں کہاں اُن کی ثنائیں(۲۳)

کرم علی کیفی (۲۰۲۱۔ ۱۹۵۵) دو پنجابی اور دو اردو مجموعہ ہائے نعت ''بقعۂ نور، عکس جمال مصطفیٰ، من ٹھار نبی اور مدنی ماہیٔ'' کے خالق نعت خوانی کی محافل کی نقابت سے نعت گوئی کی طرف مائل ہوئے۔ اسلوب سادہ اور عام فہم ہے۔ عشق و وارفتگی کا اظہار مدینے حاضری کی تمنا کے ذریعے ہوا ہے۔ پنجابی میں اُن کا تخیل اور لب ولہجہ زیادہ اثر دار ہے کیونکہ پنجابی نعت ان کی پہلی شناخت ہے۔

دین دی گنڈھڑی سر تے چائی مدنی ماہی سوہنے نے
قوم دی بیڑی بنے لائی مدنی ماہی سوہنے نے(۲۴)

مرتضیٰ ساجد (۲۰۲۳۔۱۹۶۷) ہومیو ڈاکٹر تھے۔ چار شعری مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔ نعتیہ مجموعہ ''حضوری کی تمنا'' فضائل نبوی، استغاثہ امت، احوال ذات اور معجزات نبوی کے دل آویز بیان سے مملو ہے۔ تشبیہات واستعارات کا مشاقانہ استعمال فراواں ہے۔ اُن کے ہاں خیال کی رفعت بھی اپنی گل کاریاں دکھاتی نظر آتی ہے۔ زیادہ تر مضامین قرآنی ماخذات سے کشید کیے گئے ہیں۔ اہل بیت سے عقیدت کا اظہار اُن کی نعت میں ایک اور نمایاں موضوع کے طور پر ابھرا ہے۔ ایک شعر دیکھیے:

حرف ملتے ہیں ، زباں ملتی ہے، جاں ملتی ہے
جب نبوت کسی کنکر کی طرف دیکھتی ہے(۲۵)

نعت گوئی کی اس منزہ روایت کو توانائی بخشنے والے حیات شعرا میں کئی اہم نام شامل ہیں۔ ان میں بسمل صابری (پ: ۱۹۳۷ء) سرفہرست ہیں۔ بین الاقوامی سطح پر پاکستان کی نمائندگی کر چکی ہیں۔ اُن کا ایک مشہور شعر جو اردو ادب میں ان کی پہچان بنا، ملاحظہ ہو:

وہ عکس بن کے مری چشمِ تر میں رہتا ہے
عجیب شخص ہے ، پانی کے گھر میں رہتا ہے

پروفیسر بسمل صابری کا اصل نام بسم اللہ بیگم ہے۔ پختہ فکر کی حامل شاعرہ ہیں جن کے اسلوب میں تازگی کا احساس قاری پر خوش گوار اثرات مرتب کرتا ہے۔ انھوں نے مترنم کلام لکھا ہے اور اسے ترنم سے ادا کرنے کا ہنر بھی جانتی ہیں۔ اُن کی نعت افراط وتفریط سے احتراز کرتے ہوئے عقیدت کے

رستے پر گامزن ہے۔نسائی لہجہ پوری آب وتاب کے ساتھ جلوہ گر ہے۔موضوعات اسلامی و تاریخی روایات سے اخذ کیے گئے ہیں۔ادب واحترام سے مزین اُن کا کلام جدت اور ندرت ادا کی خوبی سے مالا مال ہے۔بلاشبہ خواتین کی نعتیہ شاعری میں وہ ایک توانا فکر کے ساتھ سامنے آئی ہیں۔

کمالِ زندگی بن کر بصیرت کا سفیر آیا
وہ دیکھو شہرِ خوباں میں فقیروں کا امیر آیا(۲۶)

پرفیسر ریاض حسین زیدی (پ:۱۹۴۰ء) کا نام ساہیوال میں فروغ نعت کی ایک تحریک کی حیثیت رکھتا ہے۔اُن کے ہاں ''ادب سرائے'' کے اجلاسوں میں پہلا دور نعت کے فروغ کے لیے وقف ہے جس کے ۳۴۵ اجلاس منعقد ہو چکے ہیں۔''ریاض مدحت، جمال سید لولاک، ذکر شہ والاؐ، اے رسولِ امینؐ'' اُن کے نعتیہ مجموعے ہیں۔انھیں پہلے اور تیسرے مجموعے پر قومی اور صوبائی سیرت ایوارڈ سے نوازا گیا ہے۔اُن کا کلیات راقم کے زیرِ ترتیب ہے۔جدید طرزِ فکر کے شاعر ہیں۔ انھوں نے نعت کو فروغ سیرت کے ذریعے کے طور پر اپنایا ہے۔خوش آہنگ تراکیب اور مفرس و معرب الفاظ کے امتزاج کا حامل اسلوب اپنے اندر انفرادیت کی خوبی سموئے ہوئے ہے۔اُن کی نعت افراط وتفریط اور غلو سے پاک ہے۔ادب واحترام کی فضا میں نسبت کے اعزاز اور فدایت کی آرزو کا ذکر روحانی تقویت کے سارے لوازمات پورے کرتا نظر آتا ہے۔ان کے ہاں آزاد نظم، غزل اور قصیدے کی ہیئت میں نعتیہ کلام موجود ہے۔

وقت بنجر تھا مگر آپؐ کی رحمت کے طفیل
شجرِ زیست پہ کیا خوب ثمر آیا ہے(۲۷)

شریف ساجد (پ:۱۹۴۳ء) ادبی تنظیم اظہار نو پاک پتن کے تاحیات صدر ہیں۔فروغ نعت کے حوالے سے اُن کی خدمات قابل ستائش ہیں۔تنظیم ہذا کے تحت ہر ماہ طرحی نعتیہ مشاعرے کا انعقاد ہوتا ہے۔''لفظ لفظ نعت'' کے خالق شریف ساجد کلاسیکی مزاج کے پختہ شاعر ہیں۔نئی زمینوں نے کلام میں تازگی بھر دی ہے۔غنائی لہجہ، بے ساختگی اور سوز وگداز کے علاوہ استفہام، تضاد، تقابل اور دعویٰ و دلیل کا انداز اُن کی نعت کے نمایاں اوصاف ہیں۔تخلص کا عمدہ استعمال کیا ہے۔فضائل رسول کریمؐ اور داخلی جذبوں کا بیان انھیں زیادہ مرغوب ہے۔

خجلت سے پریشان ہیں کستوری و عنبر
سُن سُن کے ترے جسم کی مہکار کا چرچا(۲۸)

احمد جلیل (پ:۱۹۴۶ء) ''نچھاور جاں مدینے پر'' اور ''مرا محور مدینہ ہے'' کے خالق ہیں۔ وہ گیریژن ہائی سکول اوکاڑہ سے ۲۰۰۶ میں پرنسپل کے فرائض سے سبک دوش ہوئے ہیں۔ اُن کے ہاں آزاد نظم، معریٰ نظم، مسدس، مثنوی، گیت، قطعہ اور فرد کی صورت میں نعتیہ کلام موجود ہے۔ دوسرے نعتیہ مجموعے میں اہلِ بیت کے اٹھائیس مناقب بھی شامل ہیں۔ اُن کی نعت شیفتگی و جاں سپاری کے جذبات سے مملو ہے جس پر زبان و بیان کا لطف اور موضوعات کا تنوع مستزاد ہے۔ غزل کی مشقِ سخن نے اُن کے نعتیہ اسلوب کو ایک دل آویز آہنگ عطا کیا ہے۔ وہ نعت کے جدید تقاضوں سے بخوبی آگاہ ہیں۔ عصری شعور کی جھلک امتِ مسلمہ کی دگرگوں صورتِ حال کا نوحہ بن کر اُن کی نعت میں گداز پیدا کرتی نظر آتی ہے۔ نعت کی وادی میں عرفی جیسے شعرا کی تعلّی عجز کے سانچے میں ڈھل جاتی ہے، اعتراف کی یہی صورت احمد جلیل کے ہاں بھی ملتی ہے۔ اُن کی نظم ''بیان و نطق کا عجز'' الفاظ و معانی کی کم مائیگی کی شکست کا برملا اعتراف ہے:

نبی کی مدحتیں
اب تک یہاں جتنی ہوئی ہیں
مجھے لگتا ہے سب تشنہ رہی ہیں
حقیقت یہ ہے
میرے مصطفیٰ کی مدحتیں
لفظوں، بیانوں اور حرفوں سے ورا ہیں
محمد مصطفیٰ ان سب مدارج سے کہیں آگے کھڑے ہیں
خدا کے بعد وہ سب سے بڑے ہیں (۲۹)

تصدق حسین (پ:۱۹۴۷) قبولہ کے باسی ہیں۔ درس و تدریس سے سبک دوش ہو چکے ہیں۔ اُن کا نعتیہ مجموعہ زیرِ طبع ہے۔ اہم نعت گو ہیں۔ اُن کی نعت سوز و گداز کی حامل ہے۔ اس علاوہ جذباتی وابستگی کی جھلک بھی دیکھنے کو ملتی ہے۔ تمناؤں کے گداز سے مملو یہ شعر دیکھیے:

جو اپنے ہاتھوں وہ وقت ہجرت عدو کی جانب اُچھال دیتے
میں اُن کی بینائی چاٹ لیتا ، میں اُن کی آنکھوں میں خار ہوتا

(غیر مطبوعہ)

حاجی رحمت علی رحمت (پ:۱۹۴۷) کا تعلق اوکاڑہ سے ہے۔ اُن کے مجموعے ''رحمت

بیکراں‘‘ میں مدینہ حاضری کی طلب کا موضوع نمایاں ہے۔ مدینہ اُن کا عشق ہے۔ اس کے علاوہ امت کی یاوری کا استغاثہ اُن کی دردمندی کا غماز ہے۔ اُن کا نعتیہ اسلوب عوامی لب و لہجے کی سادگی لیے ہوئے ہے۔ عقیل رحمانی (پ:۱۹۴۸) ساہیوال کے عمدہ مذاق کے شاعر ہیں۔ ٹیکسٹائیل انجینئرنگ سے وابستہ ہیں۔ اُن کا شعری مجموعہ ’’تتلیاں، پھول، انگارے‘‘ ہے۔ اُن کی نعتیں ماہ نامہ بیاض میں تسلسل سے شایع ہو رہی ہیں۔ اُن کے شعروں میں سیرت وسراپائے رسولؐ کا امتزاج دیکھا جاسکتا ہے۔ مصرعے کی بنت سے واقف ہیں۔ عشق رسولؐ میں ڈوب کر نعت لکھتے ہیں۔ ایک شعر ملاحظہ ہو:

حرف کی کلیوں سے جب شعر سجاؤں آقاؐ
باغِ جنت کی مہک نعت کا چہرہ دیکھے(۳۰)

پروفیسر نیلم شعیب (پ:۱۹۴۹ء) کے نعتیہ مجموعے کا نام ’’وسیلہ‘‘ ہے جو حسن عقیدت کا خوب صورت اظہار ہے۔ عمدہ ورواں زمینوں میں موضوعات کا تنوع جلوہ گر ملتا ہے۔ تاریخی واقعات کا استناد اپنی جگہ مسلمہ ہے، اس کے ساتھ نکھرے ہوئے اسلوب میں نسائی جذبوں کا بے ساختہ اظہار تازگی کی جو بہار لیے ہوئے ہے، وہ قابل داد ہے۔ مثال دیکھیے:

حضورؐ! کون سنے آپ کے سوا رونا
سنانے آئی ہوں اپنی کہانی درد بھری(۳۱)

موج دین فریدی (پ:۱۹۴۹ء) کے چار شعری مجموعے شایع ہو چکے ہیں جب کہ نعتیہ مجموعہ ’’موجِ مدحت‘‘ زیرِ طبع ہے۔ پاک پتن کے سینئر شعرا میں شمار ہوتے ہیں۔ فارسی کے اُستاد رہے ہیں۔ اس لیے اُن کے کلام میں خوش نما فارسی تراکیب دیکھنے کو ملتی ہیں۔ اُن کا کلام غنایت اور ترنم کا حامل ہے۔ مثال میں یہ شعر دیکھیے:

اے شفیع الوریٰ، احمد مصطفیٰ، سرورِ دو جہاں رکھ لو میرا بھرم
ہو کرم کی نظر اے حبیب خدا، سن لو آہ و فغاں، کم ہوں رنج و الم

(غیر مطبوعہ)

شفقت حسین قاضی (پ:۱۹۵۰ء) کے ہاں تخلیقی وفور اور تنقیدی شعور دونوں موجود ہیں۔ اپنے نعتیہ مجموعے ’’شاہ کون ومکاں‘‘ ----- جو مخمس، مسدس مثنوی، قطعہ اور غزلیہ ہیت کی نعتوں پر مبنی ہے ----- کے دیباچے میں انھوں نے حرف ندا ’’اے‘‘ اور، تو، تجھے، اور تمھیں کی ضمیروں کا استعمال ناجائز قرار دیا ہے۔ یہی نہیں انھوں نے اپنے سارے کلام میں یہ ضمیریں نہیں برتیں۔ اُن

کے ایک مخمس ''فرمادیا سرورِعالم نے'' کے سارے بند احادیث کے ترجمے پر مشتمل ہیں۔ اُن کے موضوعات حدود دین کے اندر ہیں۔ احتیاط کا دامن کہیں چھوٹنے نہیں پایا۔ انھوں نے اپنے اشعار کے ساتھ بخاری، مسلم یا ترمذی شریف کے حوالے دے کر موضوعات پر استناد کی مہر ثبت کر دی ہے۔ ان کا اسلوب رواں اور شگفتہ ہے۔ وہ ذکر رسول کریمؐ کو عام کرنے اور بلند کرنے کے خداوندی مشن پر کاربند ہیں۔

جب سے قائم ہوئی ہے خدائی ، جب تلک یہ خدائی ہے قائم
آپؐ کا ذکر ہوتا رہا ہے، آپؐ کا ذکر ہوتا رہے گا(۳۲)

پروفیسر اکرم ناصر(پ:۱۹۵۲ء) ساہیوال کے جید شعرا میں سے ہیں۔ ان کا شعری مجموعہ ''اجمال'' عمدہ اور شستہ اسلوب کے ساتھ تازہ فکری کا احساس لیے ہوئے ہے۔ اُن کی نعت داخل سے خارج کا سفر کرتے ہوئے فرد اور سماج سے اپنا انسلاک کرتی نظر آتی ہے۔ وہ سیرت النبیؐ کے ذریعے فرد کو اصلاح نفس کی دعوت دیتے ہیں۔ اُن کے ہاں دیگر موضوعاتِ نعت میں فضائل و شمائل اور معجزات نبیؐ کا بیان نمایاں ہے۔ اُن کا نعتیہ مجموعہ زیر طبع ہے۔ اُن کا نعتیہ کلام ماہ نامہ بیاض کی زینت بنتا رہتا ہے۔ ایک شعر دیکھیے:

ہر شخص کے بس میں نہیں ہر بات کا کہنا
اور نعت کا کہنا تو ہے پھر نعت کا کہنا

(غیر مطبوعہ)

رامش منہاس:(پ:۱۹۵۵ء) کا اصل نام محمد حسین ہے۔ محکمہ تعلیم سے سبکدوشی کے بعد ہڑپہ سے ساہیوال منتقل ہو گئے ہیں۔ اُن کا نعتیہ مجموعہ ''میں نعت لکھوں سلام لکھوں'' ۲۰۲۳ء میں منظر عام پر آیا۔ غزلیہ ہیئت کے علاوہ انھوں نے قطعہ اور نظم میں بھی نعت کہی ہے۔ احساسات کے شاعر ہیں۔ تخیل اور احساس کو لفظوں میں یوں پروتے ہیں کہ منظر اپنی جزئیات کی آب و تاب اور رعنائی سمیت آنکھوں کے سامنے اُبھر آتا ہے۔ فدایت اور مہجوری کی جذباتی کیفیت کو عمدگی سے قلم بند کرتے ہیں۔ ایک شعر دیکھیے:

بڑے پُر خطر تھے یہ راستے کہیں سنگ تھے ، کہیں خار تھے
میرے مصطفیٰؐ نے قدم قدم ہمیں ٹھوکروں سے بچا لیا(۳۳)

محمد علی صابری (پ:۱۹۵۷ء) تحصیل چیچہ وطنی میں ہیڈ ماسٹر رہے۔آج کل لاہور میں مقیم ہیں۔روزنامہ آفتاب میں روزانہ اُن کا ایک قطعہ شائع ہوتا ہے''ثنائے محمد''۲۰۱۵ء میں شائع ہوا۔صاحبِ نعت جناب رسولِ کریمؐ سے قلبی وروحانی نسبت اور گہرے لگاؤ کا احساس اُن کا کلام پڑھ کر بخوبی ہو جاتا ہے۔رموزِ شعر پر کامل دسترس رکھتے ہیں۔الفاظ کی بندش، چستی اور برمحل استعمال سے آگاہ ہیں۔فکر کی تازگی اور اسلوب کی شگفتگی نے اُن کی نعت کو قابلِ توجہ بنا دیا ہے۔فدایت اور سرشاری کی کیفیت ان خوبیوں پر مستزاد ہے۔نمونہ کلام ملاحظہ ہو:

نہ کی جس نے توقیر جگ میں شہ دو سرا کے لکھے کی
یہ دیکھا زمانے نے لوگو! سر اس کا قلم ہو گیا ہے(۳۴)

محبّ اللہ نوری (پ:۱۹۵۸ء) شیخ الحدیث اور مفتی ہونے کے علاوہ آستانہ عالیہ نوریہ کے سجادہ نشین ہیں۔ایک دینی، علمی وادبی مجلّہ ماہ نامہ''نورالحبیب''اُن کی ادارت میں نکلتا ہے۔اُن کا نعتیہ مجموعہ''ارمغانِ نعت'' فکروفن کے حوالے سے عالمانہ شان کا حامل ہے۔شعر کی جمالیات اور فن کی نزاکتوں سے روشناس ہیں۔موضوعاتِ نعت میں فضائل رسول کریمؐ، خودسپردگی، حاضری کی تمنا، رحمت للعالمینی اور معجزات نبویؐ نمایاں ہیں۔صنائع بدائع کا عمدہ استعمال بھی خوبی سے کرتے ہیں۔اُن کے ہاں صنعت تلمیح کے اکثر ماخذات قرآن وحدیث سے اخذ کیے گئے ہیں:

آپ کا ہاتھ اللہ کا ہاتھ ہے، آپ کا ساتھ اللہ کا ساتھ ہے
بندگی رب کی ہے بندگی آپ کی، ہے کلام خدا ہی کلام آپ کا(۳۵)

عبدالستار شاہد ہومیوڈاکٹر ہیں۔اُن کا اُردو نعتیہ ماہیوں کا مجموعہ''سرکار کے جلوے ہیں'' ۲۰۱۷ء میں شایع ہوا۔اُن کے ماہیے پنجابی ڈکشن کے اثرات لیے ہوئے ہیں۔ان میں ہجر کا گداز، حاضری کی آرزو اور شفاعت کی التجا کا رنگ نمایاں ہے۔

ہو نظر کرم آقاؐ
اوگن ہاروں کا
رکھ لینا بھرم آقاؐ(۳۶)

پروفیسر رضاء اللہ حیدر (پ:۱۹۶۰ء) گورنمنٹ کالج اوکاڑہ سے پرنسپل کے عہدے سے ریٹائرڈ ہوئے ہیں۔حمد ونعت اُن کا اوڑھنا بچھونا ہے۔عقیدت کا جوش اور فدایت کا جذبہ پورے عروج پر ہے۔اُن کے داخلی احساسات نے نعتیہ آہنگ میں گداز کی کیفیت سمودی ہے۔وہ الفاظ کو

قرینے سے برتنے کا ہنر جانتے ہیں۔شعری شعور اور فن کی نزاکتوں پر گہرے عبور سے اُن کی نعت پختہ کاری اور فنی مہارت کا عمدہ مرقع بن کر سامنے آئی ہے۔مدینے کی فضا، خاک پاک، موسم اور کلیوں سے انھیں والہانہ لگاؤ ہے۔اکثر نعتیں مدینے کی ردیف یا مدینے کے ذکر سے مملو ہیں۔اسلوب کی تازہ کاری کے حامل دو شعر دیکھیے:

فراق طیبہ میں بہتے ہیں اشک بہنے دو
محبتوں کی کہانی انھیں بھی کہنے دو
تو کیا جو آبلے پاؤں کے پھر سے کھِل اُٹھے
رہ مدینہ میں کچھ اور درد سہنے دو(۳۷)

شریف طیب (پ:۱۹۶۲ء) بنیادی طور پر نعت خواں ہیں۔اُردو پنجابی میں نعت بھی کہتے ہیں۔اُن کی نعتیں محافل میں خوب سراہی جاتی ہیں۔اُنھوں نے اپنی نعت میں عوام الناس کے دلوں کی ترجمانی کی ہے۔روضۂ رسول کریمؐ کی حاضری، شفاعت طلبی اور میلا دشریف کی برکات کے موضوعات عام ہیں۔عام فہم اور سادہ لہجے میں حضور نبی کریمؐ سے وابستگی اور لگاؤ کا اظہار کیا گیا ہے۔''منزل مری مدینہ'' کے بعد اُن کا پنجابی مجموعہ ''شاناں میرے حضور دیاں'' شایع ہونے کے مراحل میں ہے:

طیبہ کو پھر رواں ہے طیبؔ مرا سفینہ
رستہ ہے ان کا رستہ ، منزل مری مدینہ(۳۸)

علی رضا (پ:۱۹۶۸) کا تعلق ساہیوال سے ہے۔خوش الحان نعت خواں ہونے کے علاوہ خوش فکر نعت گو بھی ہیں۔اردو نعت کا ایک عمدہ انتخاب ''درود اُن پر سلام اُن پر'' کی اشاعت کا سہرا اُن کے سر ہے۔اپنے نعتیہ مجموعے ''ثنائے سرور'' پر وہ صوبائی اور وفاقی سیرت ایوارڈ سے نوازے جا چکے ہیں۔متنوع موضوعات ، حفظ مراتب کی پاسداری، غنائی لہجہ، تخیل آفرینی، علامتی انداز اور غزل کا شیریں وشگفتہ طرزِ بیان اُن کی نعت کے نمایاں اوصاف ہیں۔فکر وفن کے حوالے سے انھیں ایک تازہ کار شاعر قرار دینے میں کوئی امر مانع نہیں۔ایک دل گداز شعر دیکھیے:

ساحل پہ مقدر کا سفینہ نہیں دیکھا
سرکار! ابھی میں نے مدینہ نہیں دیکھا(۳۹)

ظفر اقبال شاد (پ:۱۹۶۹ء) کا تعلق رینالہ کے قریبی علاقے اسلام پور، اوکاڑہ سے

ہے۔محکمہ زراعت سے اسٹینو گرافر ریٹائرڈ ہیں۔حبیب اسلام پوری کے ہاں نعتیہ مشاعروں میں شریک ہونے سے ''توشۂ آخرت'' کے عنوان سے نعتیہ مجموعہ ۲۰۱۷ء میں منظرِ عام پر آیا۔نعت گوئی کو آخرت کے لیے وسیلۂ شفاعت خیال کرتے ہیں۔انھوں نے سادگی کے ساتھ اپنے جذبۂ شوق کو الفاظ کے پیرہن میں ڈھالا ہے۔اُن کی نعت مقصدی طرزِ فکر لیے ہوئے ہے۔اسلوب پر روایت کا پرتو ہے۔فکرِ آخرت کا احساس گہرا ہے۔اصلاحی موضوعات کا بیان انھیں مرغوب ہے۔حفظ مراتب کو اس قدر مقدم رکھا ہے کہ ان کی اکثر نعتیں اللہ کے حضور مناجات کے رنگ میں ہیں۔مثال ملاحظہ ہو:

مقدر شاد ایسا ہو قضا آئے مدینے میں
خدایا اب تو پوری ہو مرے دل کی جو حسرت ہے(۴۰)

جمشید کمبوہ (پ:۱۹۷۰ء) ایم فل ہونے کے علاوہ پاک پتن میں سینئر ہیڈ ماسٹر ہیں۔اُن کی چار مطبوعات میں سفرِ نعت، (۲۰۱۲) اُن کا نعتیہ مجموعہ ہے۔اُن کا شعری شعور جمالیات کے قرائن سے مزین ہے۔نعتیہ رباعی میں بھی عمدہ کلام کہا ہے۔اُن کے ہاں سادہ و مرصع اسلوب کے دو دھارے کامیابی سے مقصدیت کی راہ پر گامزن ہیں۔لفظی شکوہ و جمال کی حامل تراکیب جدت کی حامل ہیں۔کلام میں روانی اور ترنم کا آہنگ بدرجہ اتم موجود ہے۔عشقِ رسول کریمؐ کا جذبہ جو اُن کے دل میں موجود ہے، اُن کے اشعار سے بھی مترشح ہے۔وہ ایک ہمہ جہت شاعر ہیں۔بقول ڈاکٹر رحمت علی شاد:

''اُن کی شاعری جدت کے اعتبار سے انفرادیت کی حامل ہے۔انسان اور انسان دوستی، قومی اور بین الاقوامی معاشی اور معاشرتی مسائل نے بھی اُن کی شاعری پر گہرے اثرات مرتب کیے ہیں۔''(۴۱)

دعوتِ فکر ان کی نعت کی ایک نمایاں صفت ہے۔وہ امت کو حضور نبی کریمؐ کے اسوۂ حسنہ کے اتباع کی دعوت دیتے نظر آتے ہیں۔

والضحیٰ ، والیل، کے معنی سمجھ میں آئیں گے
کیجیے سرکار کے شام و سحر سے دوستی(۴۲)

سید عون الحسن غازی، گیلانی (پ:۱۹۷۱) شیخوشریف، اوکاڑہ کے ایک علمی، ادبی اور روحانی گھرانے کے فرد ہیں۔اُن کی چار مطبوعات میں سے ''شمائل'' مجموعہ نعت و منقبت ہے۔اُن کی

نعت تخلیقی وفور اور فکری اپج کی آئنہ دار ہے۔مضامین کی پیش کش میں جدت ادا کا عنصر نمایاں ہے۔ اُن کے اشعار پڑھ کر تازگی اور طمانیت کا مسحور کن احساس فکر ونظر کو اپنے حصار میں لے لیتا ہے۔ دوری ومہجوری کا دل گرفتہ بیان، امت مسلمہ کی زبوں حالی کا استغاثہ اور داخلی کیفیات کا اظہار بہ حضور سرورِ کائنات یوں پیش کیا ہے کہ گویا اُن کے دل کا بوجھ ہلکا ہوگیا ہو اور انھیں منزل مراد مل گئی ہو۔ اعتراف عطا کا ایک شعر ملاحظہ ہو:

ہاں ، آگیا ہوں آپؐ کی رحمت کی چھاؤں میں
ہاں ، آپؐ کے کرم کا شجر مل گیا مجھے(۴۳)

علی صابر رضوی (پ:۱۹۷۸ء) خوش فکر نعت گو شاعر ہیں۔نقد نعت میں بھی پیش پیش ہیں۔اُن کا نعتیہ مجموعہ زیر طبع ہے۔اُن کے نعتیہ مضامین حدودِ شریعت کے تابع ہیں۔جدید لہجے میں شعر کہتے ہیں۔انھوں نے اپنی نعت کا مرقع مضمون آفرینی اور رفعت خیال کے رنگوں سے تیار کیا ہے۔

اُڑے تھے ذرے مگر آسمان تک نہ گئے
مرے مبالغے بھی اُن کی شان تک نہ گئے

(غیر مطبوعہ)

سید محمد ضیا محی الدین گیلانی (پ:۱۹۸۵ء) ہڑپہ کے صوفی گھرانے کے فرد ہیں۔ایم فل اسلامیات ہیں۔اُن کا نعتیہ مجموعہ ''خیال طیبہ'' (۲۰۰۰) ابہام سے ہٹ کر سادہ طرزِ بیان کے ذریعے ابلاغ کا حق ادا کرتا نظر آتا ہے۔خصائل وفضائل رسول پاکؐ اور داخلی جذبوں کی ترجمانی چھوٹی بحر میں خوبی سے سرانجام دی ہے۔مضمون آفرینی کی مثالیں بھی دیکھنے میں آئی ہیں۔مجموعی طور پر اسلوب سادہ و دل نشیں ہے:

آپؐ کے اک تبسم کا اعجاز ہے
رنگ نکھرا ہے جو اس چمن زار کا(۴۴)

ان نعت گو شعرا کے علاوہ غزل کہنے والے شعرا میں چند نام ایسے ہیں جن کی نعت جدت ادا میں شگفتگی اور تازی کا احساس لیے ہوئے ہے۔ان میں اوکاڑہ سے مسعود اوکاڑوی، پروفیسر رانا غلام محی الدین، فضل احمد خسرو، محمد نعمان مفتی، شاہ زیب نوید، احمد ساقی۔ساہیوال سے فدا بخاری، ڈاکٹر ندیم عباس اشرف، واصف سجاد، ارجمند قریشی، عدنان بشیر، شبیر شاہد، عمر فاروق انشا، اور شوکت کاٹھیا جب کہ پاک پتن سے یونس فریدی، ڈاکٹر اظہر کمال، سید فیض الحسن فیضی، امبر بخاری، ڈاکٹر محمد

عمران، ناظم زرسنز، عباس علی شاہ ثاقب، احمد شاد اور فضا موسیٰ کے نام نمایاں ہیں۔ مستقبل میں مذکورہ شعرائے کرام سے شعبۂ نعت میں نئے امکانات کے دریچے وا ہونے کی امید کی جاسکتی ہے۔ اس امر کی توثیق کے لیے ساہیوال کے نمائندہ شعرا کے چند اشعار ملاحظہ ہوں:

وہ جس کے شانۂ اقدس پہ فرش کا غم تھا
وہ جس کے پائے مبارک میں عرشِ اعظم تھا

محمود علی محمود

خدا کا گھر تو ہے کعبہ ، اگر وہاں نہ ملا
تو پھر ضرور ملے گا خدا مدینے میں

اکرم خان قمر

ستم گر سرکشی مجبور ان کے پاؤں کے نیچے
خدا نا آشنا دستور، اُنؐ کے پاؤں کے نیچے

عبدالقیوم صبا

وہ فخرِ رسل، فخرِ بنی آدم و آدم
انسان کی تکریم کا سامان وہ انسان

شریف ساجد

مسام جتنے بدن پہ ہیں اُس پہ اتنے سلام
وہ جس کو فکر تھا مزدور کے پسینے کا

حاجی بشیر احمد بشیر

بہرِ مزمل نویسم، ثانیاً بانت سعاد
دے مجھے چادر مگر محشر کے موسم کے لیے

سید اصغر علی شاہ

میرے رسول مجھ کو مدینے بلائیے
سینے میں رہ نہ جائے یہ سینے کی آرزو

مسعود اوکاڑوی

دنیا میں بھی وابستہ سرکارؐ کے دامن سے
ہم حشر میں بھی ہوں گے سرکارؐ کے دامن میں
جمشید کمبوہ

وہ چاہے عرش ہو یا فرش ہو مرے مولاؐ
اُگے ہوئے ہیں ابھی تک ترے ظہور کے پیڑ
نوید حیدر ہاشمی

نسلِ انسان کے محسن، مرے آقا، مولا
جن کا کوئی نہیں اُن کے بھی خواہا، شاہا
پروفیسر رانا غلام محی الدین

حشر میں آپ کے دامن سے لپٹ جاؤں گا
میری بخشش کا طریقہ تو ہے آسان بہت
نعمان فلک

☆☆☆☆☆☆

حواشی وحوالہ جات

۱۔ندیم عباس اشرف،ڈاکٹر،(مرتبہ)،شہرغزل،اظہارسنز،لاہور،۲۰۱۷ء،ص:۶۸

۲۔مشتاق عادل،تاریخ ساہیوال،مہکاں پبلشرز،ساہیوال،۲۰۰۹ء،ص:۱۷

۳۔ایضاً۔ص:۱۷

۴۔WWW.Sahiwal. gov.pk

۵۔ندیم عباس اشرف،ڈاکٹر،(مرتبہ)،شہرغزل،اظہارسنز،لاہور،۲۰۱۷ء،ص:۸۰

۶۔سیدوارث شاہ۔ہیروارث شاہ،بک ہوم،لاہور،۲۰۰۶ء،ص:۵

۷۔نویدعاجز،شہرفرید کے شاعر،سجادپبلی کیشنز،لاہور،۲۰۱۳ء،ص:۳۲

۸۔عزیزالدین عظامی،مولانا،کلیات عظامی،شرکت پریس،لاہور،۱۹۸۵ء،ص:۵

۹۔منظوراحمدمہجور۔بام عرش،ماوراپبلشرز،لاہور،۱۹۹۲ء،ص:۸۷

۱۰۔قاضی حبیب الرحمٰن،آئینہ ادب،لاہور،۱۹۸۱ء،ص:۳۴

۱۱۔حدیدمرزا،ابرمناقب،منہاج القرآن پبلی کیشنز،لاہور،۲۰۰۷ء،ص:۴۸

۱۲۔عبدالخالق آرزو۔نعت میراانتخاب،مدرلینڈ پرنٹنگ ایجنسی،لاہور،۲۰۱۷ء،ص:۲۵

۱۳۔قیس جالندھری۔جان ارض وسما،ریحانہ ڈائجسٹ پبلی کیشنز،لاہور،۱۹۹۶ء،ص:۱۰۲

۱۴۔اسحاق آسی،ڈاکٹر۔ساہیوال کی شعری روایت میں گوہرہوشیارپوری کی خدمات،اسلامیہ یونی ورسٹی،بہاول پور،۲۰۱۲ء،ص:۱۹۹

۱۵۔گوہرہوشیارپوری،آرزوحضوری کی،اظہارسنز،لاہور،۱۹۹۶ء،ص:۱۰۴

۱۶۔اقبال صلاح الدین،حدیث آشنا،عزیزپبلشرز،لاہور،۱۹۸۱ء،ص:۱۵

۱۷۔ایضاً۔ص:۱۳۷

۱۸۔شہزاداحمد،ڈاکٹر۔ایک سوایک پاکستانی نعت گوشعرا،رنگ ادب پبلی کیشنز،کراچی،ص:۲۶۶

۱۹۔نصیر احمر۔ مینارۂ رنگ ونور،شمع ادب، لاہور،۲۰۱۵ء،ص:۶۷

۲۰۔شکیب وجدانی،محمد جانِ محبوبی،المدینہ دارالاشاعت، لاہور،۲۰۰۶ء،ص:۴۷

۲۱۔اکرم سعید اکرم۔فیضان نعت،احسن پبلی کیشنز، فصل آباد،۲۰۱۰ء،ص:۳۰

۲۲۔قمر حجازی،ارفع ذات محمدؐ کی،مکتبہ فجر، لاہور،۲۰۱۸ء،ص:۸۰

۲۳عبدالرحمٰن انجم۔شہر شرف،اعوان نعت محل،فیصل آباد،۲۰۰۶،ص:۱۴

۲۴۔کرم علی کیفی۔ مدنی ماہی، اکبر لاہوری فاؤنڈیشن، لاہور،۲۰۱۱ء،ص:۹۰

۲۵۔مرتضٰی ساجد۔حضوری کی تمنا،فریدیہ پریس،ساہیوال،۲۰۱۷ء،ص:۱۲

۲۶۔بسمل صابری، بیاضِ نظر سے، جمہوری پبلی کیشنز، لاہور،۲۰۱۸ء،ص:۴۴

۲۷ریاض حسین زیدی،سید۔اے رسول امینؐ،انٹرنیشنل نعت مرکز، لاہور،۲۰۲۰ء،ص:۱۱۴

۲۸۔شریف ساجد،لفظ لفظ نعت،ادب قبیلہ پبلشرز، پاک پتن،۲۰۱۷ء،ص:۱۳۱

۲۹۔احمد جلیل۔ نچھاور جاں مدینے پر،القلم پبلشرز، لاہور،۲۰۰۵ء،ص:۹۳

۳۰۔ماہ نامہ، بیاض، لاہور، اگست ۲۰۲۰ء،ص:۱۸

۳۱ نیلم شعیب۔وسیلہ،ثارم پبلی کیشنز،ساہیوال،۲۰۱۶،ص:۲۰۲

۳۲۔شفقت حسین قاضی۔شاہِ کون ومکاں،انجمن اربابِ ذوق،حجرہ شاہ مقیم،۲۰۱۰ء،ص:۸۷

۳۳۔رامش منہاس۔ میں نعت لکھوں سلام لکھوں،حسن ادب،فیصل آباد،۲۰۲۳ء،ص:۳۴

۳۴۔محمد علی صابری،ثنائے محمدؐ،علی عون پبلی کیشنز، لاہور،۲۰۱۵ء،ص:۵۱

۳۵۔محبّ اللہ نوری۔ارمغان نعت،فقیہ اعظم پبلی کیشنز،بصیر پور،۲۰۰۹ء،ص:۲۰

۳۶۔عبدالستار شاہد۔سرکار کے جلوے ہیں، بزم ادب وثقافت،اوکاڑہ،۲۰۱۷ء،ص:۸

۳۷رضا اللہ حیدر۔ضیائے حرمین،القلم پبلشرز، لاہور،۲۰۱۷ء،ص:۱۷۷

۳۸۔شریف طیب،منزل مری مدینہ،دھنک مطبوعات، لاہور،۲۰۲۱ء،ص:۱۴

۳۹۔علی رضا۔ثنائے سرورؐ،نستعلیق مطبوعات، لاہور،۲۰۱۳ء،ص:۳۵

۴۰۔ظفر اقبال شاد،توشۂ آخرت،موضع اسلام پور،اوکاڑہ،۲۰۱۷ء،ص:۳۲
۴۱۔ڈاکٹر رحمت علی شاد،ڈاکٹر،چھوٹے شہر کا بڑا اور ہشت پہلو ادیب،مشمولہ:ادراک،شمارہ نمبر۹، ہزارہ یونی ورسٹی،مانسہرہ،۳۰ جون ۲۰۱۸ء،ص:۹۰۔۸۹
۴۲۔جمشید کمبوہ۔سفر نعت،فہد پبلی کیشنز،لاہور،۲۰۱۲ء،ص:۴۴
۴۳۔عون الحسن غازی گیلانی،سید،شمائل،ادارہ صوت ہادی،شیخوشریف،۲۰۲۰،ص:۴۰
۴۴۔محمد ضیا محی الدین گیلانی۔خیال طیبہ،فریدیہ پرنٹنگ پریس،ساہیوال،۲۰۱۶ء،ص:۵۰

☆☆☆☆☆☆

یارانِ عدم آباد

صاحب کتاب نعت گو شعرا کا تذکرہ نعتیہ کلام

☆

خواہش ہے مری نعت سنے سارا زمانہ
ہر ایک سماعت میں محبت کی صدا جائے

(سید ریاض حسین زیدی)

ﷺ

آس لے کر جو مدینے کی گلی میں آ گیا
وہ پناہِ بارگاہِ ایزدی میں آ گیا

جس بشر نے اوڑھ رکھی تھیں بدن پر ظلمتیں
وہ بھی تیری رحمتوں کی روشنی میں آ گیا

تیری سیرت ہی نے آقا ایسا بخشا ہے کمال
اک سلیقہ آدمی کی زندگی میں آ گیا

چومتا ہے بام و در اور ڈھونڈے تیرے نقش پا
ایک دیوانہ مدینے کی گلی میں آ گیا

سادگی کا درس آقا نے دیا انسان کو
اِس نے سب کچھ پا لیا جب سادگی میں آ گیا

میرے آقا اس جہاں میں ساتھ لائے جب بہار
باغ دنیا تھا جو بنجر تازگی میں آ گیا

محفل میلاد میں جو شخص پڑھتا ہے درود
آج اکرمؔ وہ نبی کی ضامنی میں آ گیا

اکرم سعید اکرم

محمد اکرم سعید اکرمؔ یکم اگست 1951 کو چیچہ وطنی کے قریب 110/12-L میں پیدا ہوئے۔شاعری میں ارشاد جالندھری نے اُنھیں عروض کی سند سے نوازا۔حکمت کے پیشے سے وابستہ تھے۔حلیم الطبع انسان تھے۔اُن کا نعتیہ مجموعہ ''فیضانِ نعت'' ۲۰۱۰ میں شایع ہوا۔۲۰۱۶ء کے قریب وفات پائی (۱)

ﷺ

اے سراجِ منیر! آفتابِ عرب! زرفشاں زرفشاں روشنی آپؐ کی
چار سُوئے سرا، ماورائے ورا، بے کراں بے کراں، روشنی آپؐ کی

انجم و ماہ و خور ہیں رہین آپ کے، کہکشاں کہکشاں روشنی آپؐ کی
نور کے سلسلے ہیں اُفق تا اُفق، آسماں آسماں روشنی آپؐ کی

آپ کے فیض ہی سے ضیا ریز ہیں، شاخ در شاخ لالہ و گل کے دیے
صف بہ صف، کف بہ کف آپ کا نور ہے، گلستاں گلستاں روشنی آپؐ کی

ہمقدم ہمقدم، کارواں کارواں، رہگزر رہگزر، زندگی ہے رواں
ہمسفر ہمسفر، رہنما رہنما، سارباں سارباں روشنی آپؐ کی

آپ کے حُسن و احسان سے چھٹ گئی سینۂ دہر سے ظلمتوں کی گھٹا
شفقتِ مادری سے فزوں تر کہیں، مہرباں مہرباں روشنی آپؐ کی

حُسنِ حسنین میں، قرۃ العین میں، صحن کونین میں، قابِ قوسین میں
جلوہ پیراستہ، انجمن ساختہ، جاوداں جاوداں روشنی آپؐ کی

شعرِ اقبالؔ کا ناتواں سا بدن، آپ کے نام سے ہے جِلا پیرہن
حرف و صوت و بیاں کی ہے روح و رواں داستاں داستاں روشنی آپؐ کی

اقبال صلاح الدین

اُن کا اصل نام محمد اقبال ہے جب کہ صلاح الدین اُن کا لقب ہے۔ وہ ۲۸، اکتوبر ۱۹۳۳ء کو اوکاڑہ کے چک نمبر 40/3-R میں حکیم چودھری فتح دین کے ہاں پیدا ہوئے۔ درس و تدریس سے وابستہ تھے۔ ۱۹۶۶ء میں ایم اے فارسی کیا۔ ۱۳ دسمبر ۲۰۰۵ء کو وفات پائی اور گھوڑے شاہ قبرستان اوکاڑہ میں قادیانیوں کے احاطہ میں دفن ہوئے۔ اُن کا نعتیہ مجموعہ ’’حدیث آشنا‘‘ ہے۔

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

مہِ تمام! ترا نور کیا ہے؟ تُو کیا ہے؟
قسم سے کہہ! تُو، محمد کے رُو بہ رُو کیا ہے؟

مِرے گناہوں کو سو ناز ہیں شفاعت پر
وگرنہ حشر میں عاصی کی آبرو کیا ہے

نزع کے وقت مرے ساتھ ہوں شفیعِ اُمم
خدائے پاک مری اور آرزو کیا ہے؟

فرشتو! کہیو تو ایمان سے، خدا کے حضور
سوائے ذکر محمد بھی گفتگو کیا ہے؟

تلاش کرتے ہیں معراج کے مسافر کو
وگرنہ چاند ستاروں کو جستجو کیا ہے؟

خدا ہے جیسے کہ بے مثل و واحد و یکتا
کہو تو خلق میں احمد سا ہُو بہ ہُو کیا ہے؟

نسیمؔ! باغِ نبوت کے سارے پھولوں میں
گل عرب سا کسی میں بھی رنگ و بُو کیا ہے؟

الف۔د نسیم، ڈاکٹر

نسیم تخلص جب کہ اصل نام اللہ دتہ ہے۔۱۹۲۰ء میں ہوشیار پور (انڈیا) میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۵۲ میں گورنمنٹ کالج ساہیوال میں لیکچرار تعینات ہوئے۔ پنجاب یونی ورسٹی سے ۱۹۵۹ میں ''اردو شاعری میں فلسفیانہ عناصر'' کے موضوع پر ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔۲۰۰۲ میں ساہیوال میں وفات پائی لیکن تدفین لاہور میں ہوئی۔ ''نسیم رحمت اور نسیم طیبہ'' اُن کے نعتیہ مجموعے ہیں۔

ﷺ

بہ فیض نعت گوئی ہم مدینہ دیکھ آئے ہیں
خدا کی رحمتوں کا وہ خزینہ دیکھ آئے ہیں

نقوش پا محمدؐ کے بصیرت کے دریچے ہیں
خدا تک ہم پہنچنے کا وہ زینہ دیکھ آئے ہیں

سدا زندہ ہیں حرف وصوت جبریلؑ و محمدؐ کے
حرا میں اس تلاوت کا قرینہ دیکھ آئے ہیں

پہاڑوں اور غاروں میں، عرب کے ریگزاروں میں
بہایا مصطفیٰ نے جو پسینہ دیکھ آئے ہیں

پناہیں جس کے دامن میں ملی ہیں اہل عالم کو
اُسی محسن کا ہم دارالسکینہ دیکھ آئے ہیں

منور گنبد خضرا متاع آگہی بخشے
جہاں میں ہے کہیں ایسا نگینہ، دیکھ آئے ہیں

تراویح میں تلاوت کے مناظر یاد آتے ہیں
حبیب خوش بیاں! نور شبینہ دیکھ آئے ہیں

حبیب اسلام پوری

حبیب اللہ حبیب اسلام پوری مرحوم گورنمنٹ ہائی سکول باما بالا میں ہیڈ ماسٹر رہے۔ اُن کی پیدائش ۱۹۴۲ء میں ہوئی۔ ماہانہ محفل مشاعرہ کا انعقاد کرواتے تھے۔ طبیعت نعت کی طرف مائل تھی۔ اُن کا نعتیہ مجموعہ ''نعت حبیب خدا'' اُن کی وفات کے بعد اُن کے دوست پروفیسر عبدالجبار نے شایع کروایا۔ ۱۱، اپریل ۲۰۱۱ میں اُن کی وفات ہوئی اور موضع اسلام پور میں دفن ہوئے۔

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

متفرق اشعار

لہجہ ہے ترا شہد کی چھلکی ہوئی چھاگل
تو زیست کے تپتے ہوئے صحراؤں پہ بادل
☆
تو قاسمِ دانائی و تمکین و بصیرت
تو مظہرِ رعنائی و زیبائی و سیرت
☆
اُسوہ ہے ترا بخشش و رافت کا وسیلہ
نازاں ہے تری ذات پہ آدم کا قبیلہ
☆
میں ہوں شاعر ، مجھے شاگردِ خدا کہتے ہیں
میں نے قرآن سے سیکھی ہے ثنا خواجہ کی
☆
عاصی ہوں مگر میرے خدا مجھ کو عطا ہو
توفیق ثنا خوانی سرکارؐ دو عالم

حدید مرزا

مرزا حدید کا اصل نام مرزا نصر اللہ بیگ ہے۔اُن کا ادبی ذوق لاہور کی فضاؤں میں پروان چڑھا۔تیسری شادی دیپال پور میں کی اور پھر یہیں بساطی کا کام شروع کرلیا۔بزم ادب دیپال پور کے صدر رہے۔۱۹۱۹ء میں پیدا ہوئے۔(۲) اُنھوں نے ۱۹۳۵ء میں شعر گوئی کا آغاز کیا۔اُن کا شمار اُردو پنجابی کے استاد شعرا میں ہوتا ہے۔''برقِ احساس(۱۹۵۳)،زادِ آخرت (۱۹۵۸)،اپنا محاسبہ(۱۹۶۱)اور ابرِ مناقب(۲۰۰۷)'' اُن کی مطبوعات ہیں۔اُن کے بیس ہزار اشعار مناقب صحابہ پر مبنی ہیں۔اُن کا مسودہ وصیت کے مطابق اُن کی قبر میں رکھ دیا گیا۔(۳)

ﷺ

بے مثال ان کا اسم گرامی ، جس کی تعریف کی حد نہیں ہے
وہ محمدؐ ہیں کاس الکرامی، جس کی تعریف کی حد نہیں ہے

وہ ہیں معصوم ، مخدوم ، اعلیٰ ، وہ ہیں لاریب ہر شے سے بالا
وہ ہیں والشّمس ماہِ تمامی، جس کی تعریف کی حد نہیں ہے

ہے وہی بارگہ سب سے افضل ، ایک ان کا ہی اسوہ ہے اکمل
باعثِ فخر ان کی غلامی، جس کی تعریف کی حد نہیں ہے

کل خدائی کے فرماں روا ہیں، جس کو چاہیں کریں حکمراں وہ
ذکر اُن کا کرو تم مدامی، جس کی تعریف کی حد نہیں ہے

تیری تعریف میں میرے مولا! جب بھی کرتا ہوں میں لب کشائی
یاد آئے تری خوش کلامی، جس کی تعریف کی حد نہیں ہے

نعت تو نے جو لکھی ہے صابرؔ، کاش! اس میں بھی اتنا اثر ہو
نعت بن جائے وہ نعت جامی، جس کی تعریف کی حد نہیں ہے

شکیب وجدانی

رانا صابر حسین یکم اپریل ۱۹۴۶ کو جالندھر (انڈیا) کے گاؤں سیچاں میں رانا عبدالعزیز کے ہاں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم ملکہ ہانس میں ہوئی۔ ۱۹۶۷ میں ایم اے اُردو کیا۔ ۲۰۰۶ء میں امامیہ کالج ساہیوال سے اسسٹنٹ پروفیسر اُردو ریٹائرڈ ہوئے۔ ''اے چاند ربیع الاول کے، کشکول گدائی، محمد جانِ محبوبی، کف خیال، اکورا انجھن باقی کھیڑے'' شعری مجموعے جبکہ ''محبوب کے دیس میں (سفرنامہ حج)، سیرت النبیؐ اور جیون کتھا (سوانح عمری) نثری کتب ہیں۔۱۲، اپریل ۲۰۲۰ میں ساہیوال میں وفات پائی۔

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

نفرتوں کی تیرگی تھی، روشنی دی آپ نے
زندگی کو زندگی کی تازگی دی آپ نے

ظالموں کے سامنے جرأت کی خندق کھود کر
سارے مظلوموں کو ہمت دائمی دی آپ نے

حضرت سلمان ہوں یا سعد ہوں یا ہوں بلال
بے کسوں ، بے آسروں کو زندگی دی آپ نے

رہزنوں کو راہنمائی کا ہنر سکھلا دیا
عاجزوں کو زندگی کی آگہی دی آپ نے

لڑ رہے تھے جو قبیلے چھوٹی چھوٹی بات پر
اُن قدیمی دشمنوں کو دوستی دی آپ نے

زنگ آلودہ دلوں کو آپ نے صیقل کیا
ختم کر کے ہر کدورت ، دلبری دی آپ نے

جل رہا تھا رنج و غم کی دھوپ میں انجم جہاں
رحمتوں کی چھاؤں کر کے ہر خوشی دی آپ نے

عبدالرحمٰن انجم

حافظ عبدالرحمٰن انجم ۱۴، اکتوبر ۱۹۵۲ء کو صوفی احمد علی کے ہاں ساہیوال میں پیدا ہوئے۔ شادافسری سے مستفید ہوئے۔ اقبال صلاح الدین اور بشیر احمد بشیر سے بھی کسب فیض کیا۔ ''بزم قمر'' کے جنرل سیکرٹری رہے۔ مطبوعات میں ''شہر شرف'' نعتیہ مجموعہ اور ''روگاں دے پر چھاویں'' پنجابی مجموعہ ہے۔ ۲۷ مئی ۲۰۱۱ء کو وفات پائی اور پیر بخاری قبرستان غلہ منڈی ساہیوال میں تدفین ہوئی۔ (۴)

ﷺ

کعبہ بھی یہیں، مسجد نبوی بھی یہیں ہے
اک نور کے سانچے میں ڈھلی دل کی زمیں ہے

افضل ہیں نبی اپنی جگہ سارے ہی لیکن
تقلید محمدؐ میں جھکی سب کی جبیں ہے

اخلاق و محبت کی ہے تفسیر سراپا
ایسا نہ ہوا کوئی ، نہ ہو گا، نہ کہیں ہے

شب عکس تری عنبریں زلفوں کا ہے آقاؐ
اور مصدر تنویر جہاں تیری جبیں ہے

مت صاحب ثقلین کا اندازِ شہی پوچھ
فاقے ہیں یا پھر گھر میں فقط نانِ جویں ہے

دو ٹکڑے اشارے سے کیے چاند کے جس نے
سرچشمۂ اعجاز وہ انگشتِ مبیں ہے

محتاط بہت ہو کے صدفؔ نعت کہا کر
یہ فکرِ سخن تارِ حریری سے مہیں ہے

عبدالرزاق صدف

عبدالرزاق ۱۴، اگست ۱۹۵۲ء کو ہڑپہ کے گاؤں 5/11-L میں حاجی محمد بخش کے ہاں پیدا ہوئے (۵)۔حضرت والی آسی لکھنوی سے اصلاح لی۔طلوع نورِ(۲۰۰۶ء) نعتیہ مجموعہ، عذاب آشنائی (۲۰۰۱) اور دیدۂ نم ناک (۲۰۰۸) اُن کے شعری مجموعے ہیں۔ادبی تنظیم پاسبانِ ادب (قطر) کے صدر رہے۔دوحہ قطر میں مقیم تھے اور نومبر ۲۰۱۵ میں وہیں وفات پائی۔

صَلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم

آمد ہوئی ہے آج اُس عالی جناب کی
تکمیل جس پہ ہو گئی نبیوں کے باب کی

محشر میں باری آئے گی میرے حساب کی
پڑھتا اُٹھوں گا نعت رسالت مآب کی

لب پر درود ، دل میں ہے وافر سلامِ شوق
گویا کلید مل گئی جنت کے باب کی

ہر قول و فعل آپ کا شرح نصاب عشق
تفسیر گویا آپ ہیں ، اُم الکتاب کی

دام و درم نہیں تو نہیں کچھ مضائقہ
اصل متاع درد ملی اضطراب کی

یہ تو حضورؐ پاک کی نسبت کا فیض ہے
ورنہ حقیر خاک تھی لائق عذاب کی

فیض صحرائی

فیض محمد صحرائی ۱۹۲۶ء کو میاں کریم بخش کے ہاں ریاست کپورتھلہ (انڈیا) میں پیدا ہوئے۔ ہجرت کے بعد دیپالپور میں مقیم ہو گئے۔ اُن کی تصانیف میں ''رات سے خفا سورج، مطلع انوارِ حق، روشنی کے ساتھ ساتھ اور صراطِ فیض'' شامل ہیں۔ اُنھوں نے ۲ستمبر ۲۰۱۰ء کو وفات پائی۔ صراط فیض (۲۰۰۸) حمد، نعت اور مناقب پر مشتمل ہے۔

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

آپ مخدوم اِنس و جاں ٹھہرے
نازشِ خالقِ جہاں ٹھہرے

قاب قوسین جن کی شاں ، اُن پر
کیوں نہ ہر اک نہاں ، عیاں ٹھہرے

خاک بطحا کو ناز ہے زیبا
تاجِ دارِ جہاں، جہاں ٹھہرے
ق
جب جبین نیاز کا مقصود
آپ کا سنگ آستاں ٹھہرے

پھر کسی اور در کی کیا حاجت
دل وہیں جا کے بے گماں ٹھہرے

اُن کے دلدادگاں کی نظروں میں
ہیچ ہر سُود اور زیاں ٹھہرے

جن کا مداح آپ رب جلیل
کوئی کیا اُن کا مدح خواں ٹھہرے

قاضی عبدالرحمٰن امرتسری

قاضی عبدالرحمٰن امرتسر کے قریب بھٹے وڈ (انڈیا) میں ۱۹۰۸ء میں پیدا ہوئے۔ ایم سی ہائی سکول عارف والا سے ۱۹۶۸ء میں بطور ہیڈ ماسٹر ریٹائرڈ ہوئے۔ اُنھوں نے پاکستان کے دارالحکومت ''اسلام آباد'' کا نام تجویز کیا۔ وہ پروفیسر قاضی عطاء الرحمٰن کے دادا ہیں۔ اُن کا نعتیہ مجموعہ ''ہوائے طیبہ'' ۱۹۸۱ء میں شایع ہوا۔ اُنھوں نے ۲۵، اپریل ۱۹۹۰ء کو وفات پائی۔ (۶)

ﷺ

پھر فضا دل میں سموئی نعتیہ
اے قلم! لکھ بات کوئی نعتیہ

یاد کیا آئی در جنت کھلا
ہو گئی دل کی رسوئی نعتیہ

ہر سُو ہریالی نظر آنے لگی
فصل میں نے آج بوئی نعتیہ

میرے سارے عیب یکسر چھپ گئے
میں نے اوڑھی جب سے لوئی نعتیہ

وجد میں آیا بہاروں کا سُرور
میں نے جب مالا پروئی نعتیہ

آ گئیں حرفوں کے رُخ پر رونقیں
عشق نے مکھنی بلوئی نعتیہ

آپ ہی کا ہے کرم مجھ پر قمؔر
کر رہا ہوں شعر گوئی نعتیہ

قمر حجازی

قمر حجازی کا اصل نام محمد اشتیاق ہے۔ وہ ۱۰ فروری ۱۹۵۲ء کو محمد اسحاق کے ہاں اوکاڑہ کے چک نمبر 5/4-L میں پیدا ہوئے۔ درس و تدریس سے وابستہ رہے۔ ''ارفع ذات محمدؐ کی'' اور ''چلو میرے نال مدینے'' اُن کے نعتیہ مجموعے ہیں۔ شاد افسری سے اصلاح لی۔ اوکاڑہ کی ضخیم ادبی تاریخ زیرِ طبع ہے۔ اُنھوں نے ۱۴ فروری ۲۰۱۹ء کو اوکاڑہ میں وفات پائی۔

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

نور ہی نور کا عالم ہے ، جہاں تک دیکھوں
تیرے اوصاف کا کالم ہے ، جہاں تک دیکھوں

خاک تا عرش سنوں تجھ پہ درود اور سلام
آپ کے نام کی سرگم ہے ، جہاں تک دیکھوں

سیرت پاک کا شہرہ ہے جدھر کان دھروں
تیرے کردار کا پرچم ہے ، جہاں تک دیکھوں

تیری رحمت ، ترے فیضان کے اوصافِ جمیل
ساری دنیا کی جبیں خم ہے ، جہاں تک دیکھوں

لوحِ محفوظ پہ جو بھی سر عنوان بنی
آپ کی ذاتِ مکرم ہے ، جہاں تک دیکھوں

شان و شوکت کی فقیروں کو کہاں حاجت ہے
آپ کے پیار کا ہی غم ہے ، جہاں تک دیکھوں

قیسؔ کی نعت ، عقیدت یا محبت یا جنوں
فہم و ادراک بہت کم ہے ، جہاں تک دیکھوں

قیس جالندھری

قیس جالندھری کا مجموعہ ’’جانِ ارض وسما‘‘ حمد، نعت اور منقبت پر مبنی ہے جو ۱۹۹۶ء میں شایع ہوا۔ اُن کا اصل نام پیرزادہ رحمت علی شاہ ہے۔ وہ ۱۵ جون ۱۹۲۹ء کو پیدا ہوئے۔ بزم ادب دیپال پور کے صدر رہے۔ اُنھوں نے سال ۲۰۰۰ء میں وفات پائی۔ ان کی نعت میں سادگی، مضمون آفرینی اور روانی موجود ہے۔

ﷺ

جب سے اُن کی ہے یاد سینے میں
تب سے رہتا ہوں میں مدینے میں

خاکِ طیبہ ہی مجھ کو مل جائے
کیا کمی ہے ترے خزینے میں

جب سے کہنے لگا ہوں نعت نبی
لطف آنے لگا ہے جینے میں

وہ کہاں ہے نصیب پھولوں کو
جو ہے خوش بُو ترے پسینے میں

مجھ کو آقا بلا لو روضے پر
اس برس کے اسی مہینے میں

تیرے منگتے کا جی نہیں لگتا
تیری دنیا کے آبگینے میں

تیرے کیفؔی کو کیف ملتا ہے
تیری الفت کا جام پینے میں

کرم علی کیفی

چودھری کرم علی کیفی ۱۹۵۵ء کو حکیم رحیم بخش کے ہاں محلّہ بشارت پاک پتن میں پیدا ہوئے۔ منیب برہانی کے شاگرد تھے۔ اُن کی اُردو پنجابی کی گیارہ کتابیں ہیں۔ بقعۂ نور (۲۰۰۳)اور عکسِ جمالِ مصطفیٰ (۲۰۱۷ء) اُن کے اُردو نعتیہ مجموعے ہیں جب کہ من ٹھار نبی (۲۰۰۵ء) اور مدنی ماہی (۲۰۱۱ء) پنجابی نعتیہ مجموعے ہیں۔ ۱۰ اپریل ۲۰۲۱ء کو عارضہ قلب سے پاک پتن میں وفات پائی۔

ﷺ

رحمتوں کا سحاب سچ نکلا
لوگ جھوٹے تھے خواب سچ نکلا

سب کتابوں میں ہو گئی تحریف
آپ کا باب باب سچ نکلا

آپ سے ہر سوال پوچھ لیا
آپ کا ہر جواب سچ نکلا

آپ کو منتخب کیا رب نے
رب کا یہ انتخاب سچ نکلا

آپ کا سچ دلوں میں جا اُترا
سچ کا لب لباب سچ نکلا

آپ کے سچ پہ ''الکتاب'' اُتری
حاصلِ ''الکتاب'' سچ نکلا

آپ سچ کے سفیر صل علیٰ
آپ کے ہم رکاب سچ نکلا

گوہر ہشیارپوری

محمد خان اشرف ۱۵، اپریل ۱۹۳۰ء میں ہوشیار پور میں پیدا ہوئے۔ ریلوے میں ملازم تھے۔ آٹھ شعری مجموعے شایع ہوئے۔ اُن میں سے ''آرزو حضوری کی'' نعتیہ مجموعہ ہے۔ ۲۱ دسمبر ۲۰۰۰ء میں وفات پائی اور ماہی شاہ قبرستان ساہیوال میں تدفین ہوئی۔ ڈاکٹر محمد اسحاق آسی نے ''ساہیوال کی شعری روایت میں گوہر ہوشیار پوری کی ادبی خدمات'' پر پی ایچ ڈی اُردو کا مقالہ لکھا ہے۔

ﷺ

آپ ہی سے رحمتوں کا سلسلہ رکھا گیا
مومنوں کے دل میں نسبت کا دیا رکھا گیا

زندگی سے زندگی کا رابطہ رکھا گیا
آپ ہی سے ہر مکمل ضابطہ رکھا گیا

خامشی کو جب ندائے کن عطا ہونے لگی
تب درود سید خیرالوریٰ رکھا گیا

آپ کی عظمت کی خاطر پیڑ بھی چلنے لگے
کنکروں میں بولنے کا ذائقہ رکھا گیا

آ گیا سورج پلٹ کر ، کائناتیں تھم گئیں
حل کِیا مولا نے جو بھی مسئلہ رکھا گیا

کب ارادہ توڑ سکتے ہیں یہ دنیا کے خدا
پیٹ پر پتھر نہیں اک حوصلہ رکھا گیا

آپ کی رحمت نہیں ہے چند لمحوں پر محیط
حشر تک ہے عافیت کا سلسلہ رکھا گیا

اک شب معراج ہو یا ہو مصلے پر قیام
کب کسی منزل پہ کوئی فاصلہ رکھا گیا

آپ کے رُتبے کی رفعت کو سمجھتا ہے خدا
آپ کی رفعت کو سب سے ماورا رکھا گیا

دل مدینہ بن گیا ہونٹوں پہ مہکا جب درود
روح میں بھی نسبتوں کا اک دیا رکھا گیا

رنگ کی اور نسل کی رکھی نہیں گنجائشیں
جب شریعت کا دلوں میں آئنہ رکھا گیا

مرتضٰی ساجدؔ مدینے کے گلی کوچے ہیں یا
جنت الفردوس کا منظر کھلا رکھا گیا

مرتضٰی ساجد

اصل نام غلام مرتضٰی ہے۔۲۱ جنوری ۱۹۶۷ کو رانا محمد یعقوب کے گھر ساہیوال میں پیدا ہوئے۔ ہومیوڈاکٹر تھے۔ ابتدا میں آفتاب کاوش کو کلام دکھایا۔ حاجی بشیر احمد بشیر سے بھی اصلاح لی۔ واصف سجاد سے مشورہ سخن رہا۔ اُن کی مطبوعات میں ''لمحوں کے گرداب (اردو غزل)، جُثے وچ تریڑاں، حضوری کی تمنا (نعتیہ مجموعہ) اور ہنجواں دی تریل (پنجابی نظماں) شامل ہیں۔۱۰ فروری ۲۰۲۳ء کو جمعہ کے دن وفات پائی۔ ساہیوال میں آسودۂ خاک ہیں۔ ان کی نعت قرآنی تلمیحات اور تاریخی شعور کی حامل ہے۔

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اے آسمانِ رشد کے تابندہ آفتاب
تیری ضیا سے مشرق و مغرب ہے نور یاب

صبح ازل کا تیری ہی کرنوں سے ہے فروغ
شام ابد کے چاند کا تجھ سے ہی اکتساب

روح الامیں کو تیری غلامی پہ ناز ہے
عرش بریں کی ، تیری تجلی سے آب و تاب

یا ایھا النبی، و یا ایھا الرسول
کس سے کیا ہے حق نے سوا تیرے یوں خطاب

اے آنکہ ، رحمت ہمہ عالم ہے تیری ذات
تیرا ہی در ہے ملجا و ماوائے شیخ و شاب

مہجورؔ کو حضور میں جلدی بلایئے
موجِ ولا میں وہ تو ہے اک قطرۂ حباب

منظور احمد مہجور

سید منظور احمد گرداس پور (انڈیا) کے علاقے رتڑ چھتڑ (مکان شریف) میں سید غلام رسول کے ہاں ۱۹۰۳ء میں پیدا ہوئے۔ مہجور اپنے والد کی طرح صوفی منش انسان تھے۔ ۱۹۶۵ کی جنگ کے بعد شاعری کی طرف مائل ہوئے۔ (۷) اُنھوں نے ۲۷ مارچ ۱۹۶۹ء کو ساہیوال میں وفات پائی۔ اُن کا نعتیہ مجموعہ ''بام عرش'' ۱۹۹۲ء میں شایع ہوا۔ اُن کی نعت مفرس و معرب اسلوب کی حامل ہے جس میں قرآنی تلمیحات کا عالمانہ شکوہ ملتا ہے۔

ﷺ

کس سے مثال دوں رُخِ عالی جناب کی
تشبیہ ماہتاب سے دوں کیا شہاب کی

نیچی نگاہ، پیکِ حیا، جسم عطر بیز
چہرہ صبیح جیسے ہو کونپل گلاب کی

روشن اُنھیں کے نور سے ہے ساری کائنات
ہے تاب آفتاب میں ساری جناب کی

جب آمد حضور ہوئی عرشِ پاک پر
جنت کے در کھلے ، اُٹھی چلمن حجاب کی

ہے عافیت حصارِ کرم میں حضور کے
شرمندگی نہ ہو ہمیں روزِ حساب کی

موت آئے کاش! کوچۂ احمد میں دوستو!
ہے واقعی کلید یہ جنت کے باب کی

اس کو بھی جام بادۂ اطہر ملے حضورؐ!
احمرؔ کو بھی طلب ہے طہورا شراب کی

نصیر احمر

شیخ محمد نصیر یکم فروری ۱۹۴۰ء کو جالندھر (انڈیا) میں شیخ محمد اسماعیل کے ہاں پیدا ہوئے۔ بلدیہ کمیٹی ساہیوال سے بطور ہیڈ کلرک ریٹائرڈ ہوئے۔ بہزاد لکھنوی اور شبنم رومانی سے اصلاح لی۔ اُن کے مجموعہ ہائے حمد و نعت میں ''سفر پل صراط کا، سجدۂ شوق، تیرے نشاں شام و سحر، حرفِ سکوں اور مینارۂ رنگ و نور'' شامل ہیں۔ اُنھوں نے ۷ نومبر ۲۰۱۶ء کو وفات پائی۔ (۸)

یارانِ بزم

حیات صاحبِ کتاب نعت گوشعرا کا تذکرہ وکلام

☆

اُس جہاں میں بھی ترا نام ہی کام آئے گا
اِس جہاں میں بھی ترا نام ہی کام آیا ہے

اسلم کولسری

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

بے بہا عطاؤں سے اُس کی جھولی بھر جائے
جو بھی اُن کی چوکھٹ پر لے کے چشم تر جائے

ہر طرف ہوں خیمہ زن اُن کی نعت کے موسم
مدحتوں کی یہ خوش بُو دُور تک بکھر جائے

مہر و مہ کواکب سب اُن کے در کے منگتے ہیں
اُن سے روشنی لینے روز ہی سحر جائے

اب یہی تمنا ہے ، آرزو یہی میری
آپ ہی کے جلوے ہوں جس طرف نظر جائے

میرا ملجا و ماویٰ کملی والے آقاؐ ہیں
جو بھی اُن کے در کا ہو کیوں وہ در بہ در جائے

اُن کا نام لے لے کر جو بھی مانگی جاتی ہیں
کیوں نہ اُن دعاؤں کو ڈھونڈنے اثر جائے

جب جلیلؔ آقاؐ ہوں ناخدا سفینے کے
میری پاسبانی کو کیوں نہ پھر بھنور جائے

احمد جلیل

عبدالجلیل ۹، اکتوبر ۱۹۴۶ء کو جالندھر (انڈیا) میں فیض محمد کے ہاں پیدا ہوئے۔ ۲۰۰۶ء میں ایف جی پبلک سکول نمبر ۱، اوکاڑہ کینٹ سے پرنسپل ریٹائرڈ ہوئے ہیں۔ اُن کے چار شعری مجموعے شایع ہوئے ہیں۔ نچھاور جاں مدینے پر (۲۰۰۵)، مرا محور مدینہ ہے (۲۰۱۲) نعتیہ مجموعے ہیں جب کہ دورمت نکل جانا (۲۰۰۰) اور چاندنی کی بارش میں (۲۰۱۶) غزل پر مبنی ہیں۔

ﷺ

سجا لیا ہے بہت زیست کو قرینے سے
مِری نگاہ کا ہے رابطہ مدینے سے

سمندروں کی مِلے میرے دل کو گہرائی
مِلے جو بوند محمدؐ کے آبگینے سے

چھلک پڑے ہیں فراقِ حضورؐ میں آنسو
جڑے ہیں یا مری بینائی میں نگینے سے

سیاہ خانۂ دل ہے عروج پر شاید
اُبھر رہا ہے کوئی روشنی کے زینے سے

یہ مجھ پہ ہے اُسی ملاحِ دو جہاں کا کرم
بھنور بھی چلتا ہے بچ کر مِرے سفینے سے

درِ رسولؐ پہ رو رو کے جو کٹے بسملؔ
وہ لمحہ قیمتی ہے عمر بھر کے جینے سے

بسمل صابری

بسم اللہ بیگم ۲۲ ستمبر ۱۹۳۷ء میں چودھری غلام محی الدین کے ہاں ساہیوال (منٹگمری) میں پیدا ہوئیں۔ حضرت صابر کلیرؒ کی نسبت سے قلمی نام بسمل صابری رکھا۔ ۱۹۷۰ء میں ایم اے اُردو کیا۔ ۱۹۷۴ء میں اسسٹنٹ ڈائریکٹر کالجز ملتان تعینات ہوئیں۔ ۱۹۷۶ء میں لیکچرر فزیکل ایجوکیشن تقرر ہوا۔ ''پانی کا گھر (۱۹۹۸)، روشنیوں کے رنگ (۲۰۱۱)، یادوں کی بارشیں (۲۰۱۳)، رس کی پھوہار (۲۰۱۵)'' شعری مجموعے ہیں جب کہ بیاضِ نظر (۲۰۱۹) نعتیہ مجموعہ ہے۔ اُن کی نعت شگفتہ اسلوب کے ساتھ نسائی جذبوں کی بھرپور عکاس ہے۔

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

آپ کی ذات کا چرچا ہر دم، ہر جانب، ہر سُو
آپ کے دم سے جاذب و دل کش عالم رنگ و بُو

دل میں عشق کی جوت جگا کر، بیٹھ گئے ہیں بزم سجا کر
شاید آپ کے من کو بھائے ہم سب کی یہ خُو

مل جائے تسکین کی دولت، ہر دل کا مقسوم ہو راحت
جیسے آپ ہیں کوئی نہیں ہے غم خوار و دل جُو

کوئل آپ کے ''چاہت بن'' کی، کون سنے گا مجھ برہن کی
بیٹھی شاخِ ہجر پہ ہر دم کرتی ہوں کُو کُو

کب تک مورے نیناں ترسیں، چھم چھم دید کی خاطر برسیں
اسون کی برسات سے آیا لہر میں آبِ جُو

خاص کرم جمشیدؔ پہ کرنا، اپنے دان سے دامن بھرنا
اس کی اک اک سانس اُڑائے نعتوں کی خوش بُو

جمشید کمبوہ

جمشید اقبال مسعود ۱۴، مارچ ۱۹۷۰ء کو محمد لطیف کے ہاں پاک پتن کے چک ۱۳۹ ایس۔ پی میں پیدا ہوئے۔ انگریزی، اُردو اور اسلامیات میں ایم اے کیا ہے۔ سینئر ہیڈ ماسٹر ہیں۔ راجا رشید محمود کے ماہ نامہ ''نعت'' کی ادبی خدمات پر ایم فل کا مقالہ لکھ چکے ہیں۔ اُن کے فن اور شخصیت پر بھی ایم فل کا مقالہ لکھا جا چکا ہے۔ جامِ جمشید، سوچ سویرا اور سفرِ نعت (۲۰۱۲ء) اُن کے شعری مجموعے ہیں۔ میرا اولیا نثری تصنیف ہے۔ انھیں اردو کا طویل ترین نعتیہ شعر لکھنے کا اعزاز حاصل ہے۔ نعتیہ رباعی کے جملہ اوزان برتے ہیں۔ مرصع و سادہ دونوں رنگوں میں جاذبیت رکھتے ہیں۔

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ذات ہے رحمت بیکراں آپ کی
شان کیسے کروں میں بیاں آپ کی

آپ سا ہے کوئی اور نہ ہو گا کبھی
مثل لائے کوئی پھر کہاں آپ کی

جو بھی نکلا زباں سے وہ ہو کے رہا
پُر اثر تھی وہ شیریں زباں آپ کی

یہ جہاں اُن کے ٹکڑوں پہ پلتا رہا
ساری دنیا بنی ریزہ خواں آپ کی

دین و دنیا کی سب نعمتیں مل گئیں
مہربانی ہے شاہ جہاں آپ کی

رحمت عالمیں، راحت عاشقیں
ساری دنیا بنی نغمہ خواں آپ کی

گرچہ رحمتؔ ہوں ، رحمت کی مجھ کو طلب
اک نظر چاہوں شاہ جہاں آپ کی

رحمت علی رحمت

حاجی رحمت علی ۱۵ مئی ۱۹۴۷ء کو جمال دین کے ہاں شاہ کوٹ تحصیل نکودر (انڈیا) میں پیدا ہوئے۔ قمر حجازی اور قاری دل شاد احمد سے اصلاح لی۔ نقشبندی سلسلے میں مولانا سید اختر حسین شاہ جماعتی سے بیعت ہیں۔ رحمت بے کراں (۲۰۰۴)، صدائے رحمت (۲۰۱۱) نعتیہ مجموعے ہیں جب کہ گلستانِ علی پور (۲۰۱۶) اور شہدائے اسلام (۲۰۱۷) تذکرے ہیں۔

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

نظر میں جب بھی عکس گنبد اخضر اُتر آیا
زمیں پر آسماں سے نور کا لشکر اُتر آیا

فضا میں نغمۂ صلِ علیٰ کا رقص جاری تھا
اور اس کا نور میری روح کے اندر اُتر آیا

وہاں کچھ ڈر نہیں مجھ کو رہا خانہ بدوشی کا
کہ میرے واسطے ہر موڑ پر اک گھر اُترا آیا

ارادہ واپسی کا جب کیا دربارِ اقدس سے
مرا دل اس گھڑی مجھ سے بغاوت پر اُتر آیا

جدا ہوتے ہوئے محسوس یہ ہونے لگا مجھ کو
کہ جیسے میرے سینے میں کوئی خنجر اُترا آیا

کوئی تو بات ہے رامشؔ مدینے کی فضاؤں میں
یہ لگتا ہے وہاں جنت کا ہر منظر اُتر آیا

رامش منہاس

اُن کا اصل نام محمد حسین منہاس ہے۔ ۱۵، اگست ۱۹۵۵ء کو ہڑپہ میں عمرالدین کے ہاں پیدا ہوئے۔ بہاؤالدین زکریا یونی ورسٹی سے ایم اے سیاسیات کیا۔ محکمہ تعلیم سے اسسٹنٹ ڈائریکٹر کی حیثیت سے ریٹائرڈ ہوئے۔ آج کل گلستان کالونی ساہیوال میں مقیم ہیں۔ ''دیارِ دل'' اُن کا شعری انتخاب ہے۔ اُن کا نعت وسلام پر مبنی مجموعہ ''میں نعت لکھوں سلام لکھوں''، حسنِ ادب فیصل آباد سے 2023ء میں شائع ہوا۔ ان کی نعت جدتِ ادا اور منفرد اسلوب کی حامل ہے۔

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

غلامانِ محمد کی قطاریں اُس طرف ہوں گی
نبی جی جس طرف ہوں گے بہاریں اُس طرف ہوں گی

خبر ہو گی جدھر روزِ جزا آقاؐ کی آمد ہے
پریشاں کچھ گنہ گاروں کی ڈاریں اُس طرف ہوں گی

چلیں گے سنت نبویؐ کے جب پُر نور رستوں پر
سبھی خواہش تمنا کی مہاریں اُس طرف ہوں گی

تپش کے ، حبس کے موسم میں چلتے ہیں مدینے میں
سبھی رحمت کی ، رم جھم کی پھواریں اُس طرف ہوں گی

ابوجہل و ولید و عتبہ و شیبہ جدھر ہوں گے(۹)
قیامت میں عذابوں کی کچھاریں اُس طرف ہوں گی

رضاؔ محشر میں ہوں گے سارے متلاشی شفاعت کے
جدھر محبوبِ رب ہوں گے پکاریں اُس طرف ہوں گی

رضا اللہ حیدر

رضا اللہ حیدر گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج ،اوکاڑہ سے بطور پرنسپل ریٹائر ہوئے ہیں۔وہ ۱۸،فروری ۱۹۶۰ء میں غلام حیدر کے ہاں اوکاڑہ کے ایک گاؤں 1/4L میں پیدا ہوئے۔(۱۰) ’’غالب اور معاصر علما‘‘ (۲۰۰۲، غیر مطبوعہ)اُن کا ایم فل کا مقالہ ہے۔حمد و نعت میں ’’مدینہ یاد آتا ہے‘‘ ۲۰۰۴ میں چھپا اور قومی سیرت ایوارڈ یافتہ مجموعہ ’’ضیائے حرمین‘‘ ۲۰۱۷ میں شایع ہوا۔زخم گلاب ہوئے (۲۰۱۸) مجموعہ غزل ہے۔’’شاخِ ثنا پر مہکے پھول‘‘ اور ’’تکریم‘‘ بھی شائع ہو چکے ہیں۔اُن پر ایم فل اردو کے چار مقالے لکھے جا چکے ہیں۔

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

زہے قسمت! جو آقاؐ کے فضائل کا شعور آیا
نبی کے عشق کو پا کر بڑا کیف و سرور آیا

وہ جس کو دولتِ ایمان سے رب نے نوازا ہے
شہ والاؐ کے روضے پر بہ ہر صورت ضرور آیا

مقدر میں حضوری ہو ، بلاوا اُن کا جب آئے
زبانِ دل پکار اٹھے ''حضور آیا ، حضور آیا''

نگاہ اویس میں جب سمویا گنبد خضرا
چمک اُٹھا وجود اپنا رگ و ریشہ میں نور آیا

کمالِ فضل آقاؐ سے بت پندار ٹوٹا ہے
جھکا ہے سر جہالت کا ٹھکانے پر غرور آیا

ملی ہے رہبری کامل اسی ذات مقدس سے
دکھایا راستہ سیدھا اگر دل میں فتور آیا

ریاضؔ نعت نے جنت کی راہیں کھول رکھی ہیں
نہیں خوف و خطر کوئی اگر یوم النشور آیا

ریاض حسین زیدی،سید

ساہیوال سے سید ریاض حسین زیدی قومی وصوبائی سیرت ایوارڈ یافتہ نعت گو ہیں۔ وہ ۱۱، اپریل ۱۹۴۰ء کو سیالکوٹ میں سید اکبر علی زیدی کے ہاں پیدا ہوئے۔ اُن کی ادبی تنظیم ''ادب سرائے'' کے 345 ماہانہ اجلاس ہو چکے ہیں۔ اُن پر ایم فل کے دو مقالے لکھے جا چکے ہیں۔ ''ریاضِ مدحت، جمالِ سید لولاک، ذکر شہ والا، اے رسولِ امینؐ!'' اُن کے نعتیہ مجموعے ہیں جب کہ 'برگِ گل شاداب ہے' مجموعہ غزل ہے۔

ﷺ

فرشتے ، انس و جن سب ، یا رسول اللہ کی تسبیح کرتے ہیں
مگر وہ بے وضو کب ، یا رسول اللہ کی تسبیح کرتے ہیں

ستارے ٹمٹماتے ہیں تو کچھ پڑھنے سے ان کے ہونٹ ہلتے ہیں
مرا کہنے کا مطلب ، یا رسول اللہ کی تسبیح کرتے ہیں

نظر میری ستارے بے تردد، آسماں سے توڑ لاتی ہے
مرے آنسو جو ہر شب، یا رسول اللہ کی تسبیح کرتے ہیں

وہ ہاتھ اب بھی کہ جن ہاتھوں نے ، تیرے حکم پر تلوار سے رب کی
کیا فی النار مرحب، یارسولؐ اللہ کی تسبیح کرتے ہیں

پرندے حمد باری سے تھکیں تو پھر تھکاوٹ دور کرنے کو
گماں ، از بس ہے اغلب، یا رسول اللہ کی تسبیح کرتے ہیں

مرا رب بھی بھلائی اُن کی میں ، تب تب اضافہ کرتا جاتا ہے
بھلے انسان ، جب جب ، یا رسول اللہ کی تسبیح کرتے ہیں

زباں ہے، دل ہے، دھڑکن بھی ہے اور پھر روح بھی تو ساتھ شامل ہے
کہا کس نے فقط لب ، یا رسول اللہ کی تسبیح کرتے ہیں

مرا اللہ بھی سن کر فرشتوں کا ترنم جھوم اٹھتا ہے
وہ جب ہو کر مؤدب ، یا رسول اللہ کی تسبیح کرتے ہیں

نبی جی کے وسیلے سے ترے دربار میں ہے حاضری جن کی
ترے بندے وہ یا رب! ، یا رسول اللہ کی تسبیح کرتے ہیں

جو میں نے سرفرازؔ اس وقت نعت سرورِ کونین لکھی ہے
حواسِ خمسہ بھی اب ، یا رسول اللہ کی تسبیح کرتے ہیں

سرفراز علی حسین

سرفراز علی حسین یکم جنوری ۱۹۴۵ کو شاہ والا ، ضلع فیروز پور (انڈیا) میں سید ولی محمد کے ہاں پیدا ہوئے۔ ہجرت کے بعد اُن کا خاندان 57/EB عارف والا میں آباد ہوا۔ اپنے تایا اسد حسین ازلؔ کے کہنے پر شاعری کی طرف مائل ہوئے۔ موجودہ رہائش لاہور میں ہے۔ اُنھوں نے شاعری میں ایک نئی ہیئت ''نسیب بند'' متعارف کرائی ہے۔ نسیب بند ایسی غزلِ مسلسل ہے جس میں مقطع کی جگہ عقدہ آتا ہے اور تخلص استعمال نہیں ہوتا۔ ہر بند کا وزن ایک مگر ردیف قافیہ الگ ہوتا ہے۔

''پریم گرنتھ'' اُن کا پنجابی کلیات ہے جس میں دو مطبوعہ شعری مجموعے ''ناذ'' اور ''دان'' بھی شامل ہیں۔ ''تعویز'' اُن کا نعتیہ مجموعہ ہے۔ دیگر مطبوعات میں ''کتاب نور، منسوب، کاغذ، تحت اللفظ، غصل، رشت انا اور الوان'' شامل ہیں۔ دُرابلق اُن کی نظموں کا مجموعہ ہے۔

ﷺ

محمد احمد و محمود و سرور　　معلم اور اُمی، سرِ داور
وہ آئے اور عالم ہے معطر　　رسول ماحی و محی مطہر
اسی کے طور و اطوارِ مکمل　　کہے گا وہ، وہی ہو گا مدلل
وہ ہمدردِ ہمہ اولادِ آدم　　امام مردمِ آں ہر دو عالم
وہ مصدر ہے عطا کا اور کرم کا　　وہی سردار ہے اہل ہمم کا
اسی کو علم ہے حال دروں کا　　وہی ساماں مرے دل کے سکوں کا
مرا گھر اور ورود اس کا ہوا ہے　　کہ صلی اللہ کی ہر سُو صدا ہے

کہا مسرور ہوں ساجد عطا ہے
سدا سے ہی کرم کا سلسلہ ہے

شریف ساجد

محمد شریف ۵، اپریل ۱۹۴۳ کو محلّہ کچا برج (ڈھکی) پاک پتن میں میاں سجاول دین کے ہاں پیدا ہوئے۔ باقر شاہ جہانپوری کے شاگرد ہیں۔ ادب قبیلہ پاک پتن کے چیئر مین جب کہ ادبی تنظیم اظہارِ نو پاک پتن کے تاحیات صدر ہیں۔ اُن کا نعتیہ مجموعہ ''لفظ لفظ نعت'' ۲۰۱۷ میں شایع ہوا۔ اُن کے مجموعہ ہائے غزل میں ''چاند کسے دیکھتا رہا، سنگ ریزوں میں شجر'' شامل ہیں۔ اُن کی ادبی خدمات پر ایم فل اُردو کا مقالہ لکھا جا چکا ہے۔ کلیاتِ شریف ساجد ۲۰۲۰ء میں راقم نے اور ڈاکٹر رحمت علی شاد نے مرتب کیا ہے۔ حمد، نعت، غزل، قطعہ، رباعی، قطعہ تاریخ اور صنعت توشیح میں انھوں نے خوب لکھا ہے۔ ان کی غزل کلاسیکی رچاؤ اور کلاسیکی مزاج کی حامل ہے۔ ان کی شاعری پر بی ایس اردو کا ایک مقالہ لکھا جا چکا ہے اور ایم فل اردو کا ایک اور مقالہ زیرِ تکمیل ہے۔ زیرِ نظر تذکرہ انھی کی سرپرستی میں شائع ہو رہا ہے۔

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم

آنکھوں میں میری، شہر مدینہ کی روشنی
لاریب بن گئی ہے یہی میری زندگی

ہر زاویہ نگاہ کا روشن سا ہو گیا
ہونٹوں سے اُن کا نام نکلنے کی دیر تھی

پھولوں سے میں نے پوچھا، ہَوا سے کیا سوال
سونگھی ہے تم نے خوش بُو نبی کے دیار کی؟

سج جائے بزم نعت، فضا کیف بار ہو
ماحول میں در آئے محبت کی تازگی

کیفیت جمال میں آنکھیں چھلک اُٹھیں
جب روضۂ رسول پہ میری نظر پڑی

اُن کی طرف سے کوئی پیام آئے اے صبا!
کِھل جائے میرے قلبِ فسردہ کی ہر کلی

طیبؔ کی آرزو ہے کہ اے رب کائنات!
جا کر رہے مدینہ کہ جب تک ہے زندگی

شریف طیب

اُن کا اصل نام محمد شریف ہے۔ وہ ۱۲، نومبر ۱۹۶۲ کو غلام محمد کے ہاں قبولہ کے چک مہندی خاں میں پیدا ہوئے۔ (۱۱) موجودہ رہائش گرین ٹاؤن عارف والا میں ہے۔ ذاتی کاروبار سے وابستہ ہیں۔ وہ نعت گو کے علاوہ عمدہ نعت خواں بھی ہیں۔ ''جب حضور آئے'' اور ''منزل مری مدینہ'' نعتیہ مجموعے ہیں۔ ''شاناں میرے حضور دیاں'' زیرِ طبع ہے۔

ﷺ

دنیا میں اُجالا ہے فقط اُس کی ضیا سے
مہتاب جو نکلا تھا کبھی غارِ حرا سے

خود اپنی تجلّی سے بنایا اُنھیں رب نے
کونین کی تخلیق ہوئی ، اُن کی ضیا سے

کھاتی ہے خدائی شہ کونین کا صدقہ
سیراب ہے کھیتی اُسی رحمت کی گھٹا سے

ہر گل کو مدینے سے ملا کرتی ہے خوشبو
ہر غنچہ کھلا کرتا ہے طیبہ کی ہوا سے

کیا واسطہ اپنا ہے سلاطینِ جہاں سے
جو چاہیں گے مانگیں گے شہ ہر دو سرا سے

ارکانِ عبادت بھی انھیں کی ہیں ادائیں
نازل ہوا دستورِ جہاں اُن کی رضا سے

شفقتؔ کا مدینے سے تعلق رہے قائم
پھر چھوڑے اگر سارا جہاں میری بلا سے

شفقت حسین قاضی

شفقت حسین قاضی ۲۱، اگست ۱۹۵۰ء کو حجرہ شاہ مقیم میں پیدا ہوئے۔ اُن کے والد کا نام خوشی محمد قاضی ہے۔ اُردو پنجابی میں نظم اور نثر کی بہت سی کتابیں شایع ہو چکی ہیں۔ (۱۲) ''شاہِ کون و مکاں'' اُن کا نعتیہ مجموعہ ہے۔ اُنھوں نے تین جلدوں میں ''سوکھی پنجابی لغت'' مرتب کی ہے۔ صوفیا کے کلام کی شرح لکھی ہے اور قرآنِ پاک کا پنجابی ترجمہ اور تفسیر لکھ رہے ہیں۔

ﷺ

زباں محو ثنا ہے گنبد خضرا کے سائے میں
مقدر جاگ اُٹھا ہے گنبد خضرا کے سائے میں

نبی کی وصف خوانی کا جو پایا ہے شرف ہم نے
ثمر ہم کو ملا ہے گنبد خضرا کے سائے میں

تہی دامن جو جاتے ہیں وہ جھولی بھر کے آتے ہیں
عطاؤں پر عطا ہے گنبد خضرا کے سائے میں

کریں توصیف ہم اُن کی بھلا ایسی زباں کس کی
وہ ممدوح خدا ہے گنبد خضرا کے سائے میں

کیا جو چاند دو ٹکڑے وہ انگلی کے اشارے سے
وہ محبوب خدا ہے گنبد خضرا کے سائے میں

چلے آؤ ذرا پُرنم ، نہ گھبراؤ گنہ گارو!
در رحمت کھلا ہے گنبد خضرا کے سائے میں

بڑا ہی شاؔد نادم ہوں میں اپنی فرد عصیاں پر
کرم کی التجا ہے گنبد خضرا کے سائے میں

ظفر اقبال شاؔد

ظفر اقبال ۲۶، اپریل ۱۹۶۹ء کو رینالہ کے قریب موضع اسلام پور میں میاں نذیر احمد کے ہاں پیدا ہوئے۔ 2015 میں محکمہ زراعت سے بطور اسٹینو گرافر ریٹائرڈ ہوئے۔ قمر حجازی اور حبیب اسلام پوری سے اصلاح لی۔ اُن کا نعتیہ مجموعہ ''توشۂ آخرت'' ۲۰۱۷ء میں اور ''یہاں سچ کون بولے گا'' ۲۰۱۹ میں شایع ہوا۔ اُن کی نعت مقصدی اندازِ فکر کی حامل ہے۔

ﷺ

نعتیہ ماہیے

ہے جھولی مِری خالی
دونوں عالم میں
آقا ہی تو ہیں والی

کیا شان نرالی ہے
آپ کی چوکھٹ پر
ہر کوئی سوالی ہے

کیا خوب دوارا ہے
شاہوں سے بڑھ کر
ہر بردہ تمھارا ہے

سرکار کرم کیجو
کاسہ لائی ہوں
رحمت سے ہی بھر دیجو

محشر میں بچا لینا
رسوا نہ ہو جاؤں
کملی میں چھپا لینا

ہم بھولے ہیں دکھڑے کو
جب سے دیکھا ہے
سرکار کے مکھڑے کو

عبدالستار شاہد

عبدالستار شاہد ۸ جولائی ۱۹۵۸ء کو بشیر احمد کے ہاں پیدا ہوئے۔ اوکاڑہ میں مقیم ہیں اور ہومیو پیتھک ڈاکٹر ہیں۔ وہ نعت خواں بھی ہیں اور نعت گو بھی۔ گزشتہ ۳۷ سال سے فروغِ نعت کے لیے کوشاں ہیں۔ اُن کا نعتیہ مجموعہ ''چاہت رسول کی'' اشاعت کے مراحل میں ہے۔ بزم ادب و ثقافت، پاکستان کے چیئر مین ہیں۔

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

شاعری ہے مری عطائے رسولؐ
کاش! ہو ہر سخن برائے رسولؐ

ناز کرتا ہوں اپنی قسمت پر
مجھ کو کہتے ہیں سب گدائے رسولؐ

کلمۂ حق اُس کے ہونٹوں پر
جس نے دل سے سنی صدائے رسولؐ

آرزو ہے مروں مَیں طیبہ میں
اوڑھ لوں میں بھی خاکِ پائے رسولؐ

انقلاب آ گیا زمانے میں
ایسا دستور لے کر آئے رسولؐ

مجھ گنہ گار کا بروزِ حساب
کون رکھے بھرم سوائے رسولؐ

میرا منصب ہے نعت گوئی رضاؔ
میری پہچان ہے ثنائے رسولؐ

علی رضا

علی رضا خان ۴ جون ۱۹۶۸ کو آغا عبدالغنی کے ہاں ساہیوال میں پیدا ہوئے۔ اُنھوں نے ایم اے اُردو کیا ہے۔ پی ٹی وی، لاہور میں پروڈیوسر رہے۔ جعفر شیرازی اور حاجی بشیر احمد بشیر سے اصلاح لی۔ ''درود اُن پر سلام اُن پر'' نعتیہ انتخاب ہے۔ اُنھیں نعتیہ مجموعے ''ثنائے سرورؐ'' پر صوبائی اور قومی سیرت ایوارڈ سے نوازا گیا ہے۔ ان کی نعت سلاست وروانی کا بھرپور مرقع ہے۔

صَلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم

رسولِ پاک کا ذکر جمال کرتے ہوئے
قلم، ورق پہ نگوں ہے کمال کرتے ہوئے

لرز سا جاتا ہوں لکھتے ہوئے میں وصف حضورؐ
تمام حدِّ ادب کا خیال کرتے ہوئے

یقیں کا نور مرے چار سُو میں ہوتا ہے
نبی کا دور نظر میں بحال کرتے ہوئے

کئی دنوں سے یہ آنکھیں گداز چاہتی ہیں
سو دل ہے وردِ اذانِ بلال کرتے ہوئے

درِ حضور پہ جھکتا ہے روشنی کے لیے
ہر ایک روز کا سورج زوال کرتے ہوئے

وہ جانتے ہیں مرا مدعا ، کہوں کیسے !
زباں میں آ گئی لکنت سوال کرتے ہوئے

ثناگر شہ عالمؐ ہوں اس لیے غازیؔ
خجل سا ہو گیا فکر مآل کرتے ہوئے

عون الحسن غازی

سید عون الحسن گیلانی 23 مارچ 1971ء کو ساہیوال میں سید مقبول علی گیلانی کے ہاں پیدا ہوئے۔ شیخو شریف اوکاڑہ کے علمی ادبی و روحانی خاندان کے فرد ہیں۔ ان کی مطبوعات میں ''نقد مراتب''، ''سیاہ آسمان میں (نثری نظمیں)''، ''ویلے دا پرچھانواں (پنجابی نظمیں)'' اور ''شمائل (نعت و منقبت) شامل ہیں۔ ان کی نعت طرزِ ادا کی تازگی سے مملو ہے۔

ﷺ

شہر شاہِ انبیا بے انتہا اچھا لگا
مرکزِ مہر و وفا بے انتہا اچھا لگا

اُن کی صورت ، اُن کی سیرت کا بیانِ دل نشیں
ابتدا تا انتہا بے انتہا اچھا لگا

جس کی تابانی سے مانگیں بھیک مہر و ماہ بھی
وہ رُخِ شمس الضحیٰ بے انتہا اچھا لگا

آپ کی ہر بات ہے وحی خدا، یا مصطفیٰ!
آپ نے جو بھی کہا بے انتہا اچھا لگا

روزِ محشر سیدِ عالمؐ کے نوری ہاتھ میں
حمد کا پیارا لوا بے انتہا اچھا لگا

سبز گنبد پر پڑی پہلی نظر نوریؔ کی جب
''آستانِ مصطفیٰ بے انتہا اچھا لگا''

محبّ اللہ نوری

صاحبزادہ مفتی محمد محبّ اللہ نوری ۱۹۵۸ کو بصیر پور (اوکاڑہ) میں فقیہ اعظم مولانا ابوالخیر محمد نور اللہ نعیمی کے ہاں پیدا ہوئے۔ شیخ الحدیث اور مفتی ہیں اور آستانہ عالیہ نوریہ بصیر پور کے سجادہ نشین ہیں۔ ماہ نامہ ''نور الحبیب'' اُن کی ادارت میں نکلتا ہے۔ اُن کی کتب کی تعداد چالیس سے زیادہ ہے۔ اُن کے نعتیہ مجموعے ''ارمغانِ محبت'' کا پہلا ایڈیشن ۲۰۰۹ء میں شایع ہوا۔ اُن کی نعت عربی فارسی کے لفظی شکوہ کے علاوہ تبحر علمی کی غماز ہے۔ موضوعات نعت جذبۂ فدائیت، خلوص اور وارفتگی کے پیرائے میں بیان ہوئے ہیں۔ صنائع بدائع کا عمدہ استعمال اس پر مستزاد ہے۔

ﷺ

محمد کی ہر ہر ادا روشنی ہے
کہ ذکر حبیبِ خدا روشنی ہے

در و بام روشن ہوئے میرے گھر کے
محمدؐ کی مدح و ثنا روشنی ہے

میں کرتا ہوں ذکر رسولِؐ معظم
ازل سے مری ہم نوا روشنی ہے

اُسی نور سے یہ جہاں ہے منور
اُسی ذات کی ہر جگہ روشنی ہے

جدھر دیکھیے عالمِ رنگ و بُو میں
محمد کی جلوہ نما روشنی ہے

گدا ہے یہ سارا جہاں اُن کے در کا
ضیاؔ اُن کا دستِ سخا روشنی ہے

محمد ضیا محی الدین گیلانی

سید محمد ضیا محی الدین گیلانی ۴، جنوری ۱۹۸۵ء کو دربارِ عالیہ غوثیہ، قادریہ، مصطفائیہ ہڑپہ کے سجادہ نشین سید اصغر علی شاہ گیلانی کے ہاں پیدا ہوئے۔ (۱۴۳) عالم دین ہیں۔ ۲۰۱۹ میں سرگودھا یونی ورسٹی سے ''عصر حاضر میں آئمہ مساجد کی ذمہ داریاں'' کے موضوع پر ایم فل اسلامیات کیا۔ اُن کی مطبوعات میں ''قاضی ابو یوسف کے معاشی فیصلے''، نعتیہ مجموعہ ''خیالِ طیبہ'' (۲۰۰۰) اور مجموعہ غزل ''محبت کی ضیائیں'' (۲۰۰۷) شامل ہیں۔

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

چلے ہیں سوئے طیبہ قافلے پھر
مہک دینے لگے ہیں راستے پھر

طلب گار نگاہِ شاہِ دیں ہیں
مرے اوراق میرے حاشیے پھر

سنا ہے اُن کی تشریف آوری ہے
سجائے جا رہا ہوں راستے پھر

مرے حالات آقا جانتے ہو
مجھے کہنا نہیں کچھ آپ سے پھر

ہے رشک لالہ و گل کی جو آمد
معطر ہو رہے ہیں رت جگے پھر

طواف روضۂ اطہر کریں تو
چمک پاتے ہیں سارے آئنے پھر

متاعِ عشق سینوں میں اگر ہو
جنم لیتے نہیں ہیں وسوسے پھر

قلم اُٹھے تری توصیف کو جب
اُترتے ہیں ردیف و قافیے پھر

بلاوا چاہیے طیبہ نگر سے
بسے یہ صابری یا چل بسے پھر

محمد علی صابری

محمد علی صابری ۷ جولائی ۱۹۵۷ء کو چیچہ وطنی کے قریب چک نمبر 110/7R میں میاں کالے خاں کے گھر پیدا ہوئے۔ ایم اے اُردو کیا۔ درس و تدریس سے وابستہ رہے۔ ہیڈ ماسٹر کے عہدے سے ریٹائرڈ ہوئے۔ اُن کا نعتیہ مجموعہ ''ثنائے محمد'' ۲۰۱۵ میں منظر عام پر آیا۔ اُن کی نعت تخلیقی وفور اور جذبے کی صداقت کی امین ہے۔ اُن کے اسلوب میں تازگی اور شگفتگی کی شیرینی موجود ہے۔ آج کل لاہور میں مقیم ہیں۔ اُن کا شعری مجموعہ ''گلاب پانی میں'' ۲۰۲۰ میں شایع ہوا۔ روزنامہ آفتاب میں حالاتِ حاضرہ پر روزانہ کی بنیاد پر اُن کا ایک قطعہ شامل اشاعت ہو رہا ہے۔

ﷺ

اُبھرا کوئی تارا تری رحمت کی گھٹا میں
جب جب بھی پکارا ہے مصیبت میں، بلا میں

خوشبو جو گجر دم اُبھر آتی ہے فضا میں
ہے اسمِ محمد کی مہک دستِ صبا میں

ٹھوکر پہ ہیں تاجِ سر دارا و سکندر
کیا شان ہے آقا تیرے کوچے کے گدا میں

تاریک اندھیرے ترے قدموں سے ہیں روشن
اے نورِ نبی! آ کے اُتر دل کے حرا میں

پُر نور ہیں سب تیرے توسل سے ہی آقاؐ
تاریک گھٹائیں مرے سینے کے خلا میں

گم کردۂ رہ رہبر و سالار ہوئے ہیں
کردار کے پائے وہ گہر تیری ضیا میں

تعلیم نے تیری اُنھیں بے مثل کیا ہے
حق گوئی میں ، کردار کی خوبی میں ، حیا میں

نیلم شعیب

نیلم شعیب گورنمنٹ کالج ساہیوال کے ریٹائرڈ پرنسپل شعیب سپرا کی رفیقہ حیات ہیں۔ اُن پیدائش ۱۹۴۹ء میں ہوئی۔ اُنھوں نے پنجاب یونی ورسٹی سے ایم اے انگریزی کیا۔ بعدازاں ایم اے اُردو کی ڈگری لی۔ گورنمنٹ کالج برائے خواتین ، ساہیوال سے ایسوسی ایٹ پروفیسر اُردو کی حیثیت سے ریٹائرڈ ہوئی ہیں۔ اُن کے نعتیہ مجموعہ ''وسیلہ'' کا پہلا ایڈیشن ۲۰۱۲ء میں شایع ہوا۔

رفتگانِ شہر

غزل گو شعرا کا تذکرہ و نعتیہ کلام

میں جو اک برباد ہوں ، آباد رکھتا ہے مجھے
دیر تک اسم محمد ، شاد رکھتا ہے مجھے

(منیر نیازی)

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جب سے ترا ؐ خیال مرا انتخاب ہے
سانسوں کی ہر کتاب میں بطحا کا باب ہے

تیری مثال کون ہو جب کہ مِرے رسولؐ!
ذرہ ترے قدم کا رُخِ ماہ تاب ہے

کیوں کر نہ فخر اپنے مقدر پہ ہو مجھے
تُو ہے مرا نبیؐ تو ولی بوترابؑ ہے

میں نے تو اس کی چاہ بھی اب تک نہیں ہے کی
کیوں در پئے مِرے یہ جہانِ خراب ہے

تیرے حسینؑ کا میں عزادار ہوں حضورؐ!
میرے لیے تو عید سا یوم حساب ہے

کاوشؔ! بحب آلِؑ محمدؐ، زہے نصیب!
مجھ کو نہ خوف قبر نہ کچھ اضطراب ہے

آفتاب کاوش

آفتاب کاوش حاجی بشیر احمد بشیر کے شاگرد تھے۔ وہ روزگار کی تلاش میں لاہور گئے اور ''سما'' اخبار سے وابستہ ہو گئے۔ اس کے علاوہ روزنامہ ''پاکستان'' اور ''دن'' میں بھی خدمات انجام دیں۔ اُن کا شعری مجموعہ ''احساس'' شایع ہو چکا ہے۔

اُنھوں نے ۳۰، اگست ۲۰۱۵ء کو وفات پائی۔ (۱۴) اُن کا شعری مجموعہ ''خواب'' جنوری ۲۰۱۶ میں ایز دعزیز نے ساہیوال سے شایع کیا۔

ﷺ

زمیں سے تا بہ فلک کس کی رونمائی ہے
خدا کا نور ہے یا رنگِ مصطفائی ہے

حضورؐ ! آپ نے توحید کی ضیا بخشی
مگر یہ ہم کہ ہر اک در پہ جبہ سائی ہے

گرائے آپ نے تفریق کے صنم خانے
اور اہلِ زر کی ابھی تک یہاں خدائی ہے

حضور آپ نے بخشی تھیں عظمتیں ہم کو
مگر ہمی نے یہ دولت یونہی گنوائی ہے

حضور آئے تو جور و ستم کی رات گئی
یہ کائنات سویرے سے جگمگائی ہے

ادریس قمر

راؤ محمد ادریس خاں ۱۷ جنوری ۱۹۴۳ء کو کوئٹہ میں پیدا ہوئے (۱۵)۔ اُن کے آبا و اجداد کا تعلق روہتک کے ایک قصبے کہنور سے تھا۔ ایف سی کالج، لاہور سے بی اے کیا۔ ۱۹۵۱ء کے قریب ان کا خاندان چیچہ وطنی منتقل ہوا۔ کچھ عرصہ روزنامہ ''امروز'' لاہور میں سب ایڈیٹر رہے۔ ایک سال تک بینک میں ملازمت کی۔ ۱۶ ستمبر ۲۰۰۳ کو چیچہ وطنی میں وفات پائی۔ ''مرا چہرہ، مری آنکھیں'' اُن کا شعری مجموعہ ہے۔

ﷺ

یہ مقامِ طلب! یار کے شوق میں ، رب اعلیٰ بھی خود مبتلا ہو گیا
بے کلی وہ ہوئی ، پھر رہا کب گیا ، کُن بھی کہنے سے پہلے فدا ہو گیا

پھر ارادہ کیا خلق دنیا کروں، پھر یہ چاہا کہ اظہارِ اُلفت بھی ہو
ضبط ہونے سے پہلے ہی کن کہہ دیا اور دردِ محبت سوا ہو گیا

اپنی وحدت پہ ہی جب نگاہیں پڑیں تو خلش سی بھی محسوس ہونے لگی
گرمی عشق نے ایسے جادو کیا ، نور سے نور فوراً جدا ہو گیا

نور سے نور کو اُس نے کر کے جدا قطب تارے میں نورِ محمد رکھا
یوں منور ہوئے یہ زمیں آسماں، چار سُو مصطفیٰ مصطفیٰ ہو گیا

ظلمتِ ہجر کو توڑنے کے لیے خاکی پتلے میں ہی روح جب پھونک دی
خود ہی طالب بنا ، خود ہی مطلوب ہے، خود ہی ہر جا پہ جلوہ نما ہو گیا

وصل کی آرزو اس قدر بڑھ گئی ، بھیس بدلا کے دنیا میں آنا پڑا
کُن سے پہلے جو تھا وہ ہی ماہِ جبیں ، آ کے سرتاجِ کل انبیا ہو گیا

دید زاہد کو ہو پھر بھلا کس طرح، جب کہ ارشاؔد چشمِ بصیرت نہیں
رُخ پہ پردہ ذرا میم کا ڈال کر دونوں عالم میں ظاہر خدا ہو گیا

ارشاد جالندھری

ارشاد علی ۱۹۴۵ء میں انڈیا کے شہر جالندھر میں نواب علی کے گھر پیدا ہوئے۔ ساری زندگی کسووال میں گزری۔ بیدل حیدری سے اصلاح لی۔ اُنھوں نے ۳، اکتوبر ۲۰۱۵ء میں وفات پائی۔ اُن کا کلیات اُن کے شاگرد صفی ہمدانی نے ۲۰۲۰ میں شایع کیا ہے۔

ﷺ

اے تاج دارِ عرشیاں ، اے انبیا کے رہنما!
فخر زمین و آسماں ، اے قدسیوں کے پیشوا!
محبوب رب دو جہاں، اے مالک ملک بقا!
اے خاطر بے خاطراں! ، روشن گر بزم جہاں

ہیں آپ ختم المرسلیں، زیرِ نگیں جن و بشر
ہیں رحمت للعالمیں، کیا بحر و بر ، کیا خشک و تر
روشن رُخ و روشن جبیں، فرخ سیّر ، عالی نظر
کوثر دہن ، زم زم زباں ، دانائے رازِ کن فکاں

والا حشم، والا نسب، اللہ یہ عز و شرف
مہرِ عجم ، ماہِ عرب، قرآں بہ لب ، قرآں بہ کف
طٰمہ لقب، محبوب رب، فخر رسولانِ سلف
قبلہ گہ دیدہ وراں، خضر طریق رہرواں

عیسیٰ دم و یوسف لقا ! تیری غلامی کے صلے
از ابتدا تا انتہا، اب غنچۂ خاطر کھلے
ہر درد کی تُو ہی دوا، مولا! ازلؔ کو بھی ملے
چارہ گر بے چارگاں! لطف زباں ، حسن بیاں

اسد حسین ازلؔ

سید اسد حسین ضلع فیروز پور (انڈیا) کی تحصیل زیرا کے ایک گاؤں بہرام کے میں پیدا ہوئے ۔ ہجرت کے بعد عارف والا کے چک EB-57 میں مقیم ہوئے ۔ ۱۵ مارچ ۱۹۹۷ کو وفات پائی اور لاہور میں تدفین ہوئی ۔ اُن کا شعری مجموعہ ''دشتِ انا'' ۱۹۶۱ میں شایع ہوا ۔ دوسرا شعری مجموعہ ''لوحِ ازل'' ہے ۔ ان کے اسلوب میں شوکتِ لفظی اور جلالت کی جھلک ملتی ہے ۔

ﷺ

جب بھی ہونٹوں پہ شہِ عصر کا نام آیا ہے
ایک لمحے میں زمانہ تہِ دام آیا ہے

اُس جہاں میں بھی ترا نام ہی کام آئے گا
اِس جہاں میں بھی ترا نام ہی کام آیا ہے

اُن کا پیغام فقط مژدۂ جنت ہی نہیں
کرۂ ارض پہ جنت کا نظام آیا ہے

اُن کے اکرام سے پھولوں کو ملی ہے رنگت
اُن کے اکرام سے خوش بُو کو خرام آیا ہے

اُن کے الطاف کی ہلکی سی جھلک ہے اسلم
محفلِ نعت میں تو شاعر خام آیا ہے

اسلم کولسری

وہ یکم اگست ۱۹۴۶ء کو چک گیمبر (سابقہ کولسر) اوکاڑہ میں پیدا ہوئے۔ ''نیند، عنبر، برسات، جیون، کومل'' پنجابی مجموعے ہیں جب کہ ''نخلِ جاں، کاش، ویرانہ، پنچھی اور برسات'' اُن کے اُردو شعری مجموعے ہیں۔ روزگار کے سلسلے میں لاہور چلے گئے اور بطور شاعر، مترجم اور صحافی اپنی شناخت قائم کی۔ روزنامہ ''مشرق'' میں کام کیا۔ اُردو سائنس بورڈ سے بھی وابستہ رہے۔ انھوں نے ۷ نومبر ۲۰۱۶ء کو وفات پائی۔ ان کے ہاں الفاظ کے استعمال میں خوش سلیقگی ملتی ہے۔ طرزِ ادا میں جاذبیت اور جذبوں کی گہرائی کا حسن موجود ہے۔

ﷺ

یک ندا یٰسین دارم دفعِ ہر غم کے لیے
لوگ چلّے کھینچتے ہیں اسمِ اعظم کے لیے

بہر مزمّل نویسم ، ثانیاً بانت سُعاد
دے مجھے چادر مگر محشر کے موسم کے لیے

نعرۂ طٰہٰ زنم از رجس پاکیزہ شوم
جس کا ہے دشوار دھونا آبِ زم زم کے لیے

جو بھی مدثّر سے مانگو ، مثل بوصیری ملے
آدمی چادر طلب ، دینار و درہم کے لیے

چشمۂ معصومیت بہر غزالاں ، آہواں
عین جرات مجمع ضرغام و ضیغم کے لیے

عرش محضاً عرش تھا گرچہ خدا کا عرش تھا
تو ہے وجہِ کبریا عرشِ معظّم کے لیے

اصغر علی شاہ

سید اصغر علی شاہ ۲۵ فروری ۱۹۳۳ء کو اللہ دیا شاہ کے ہاں ضلع انبالہ کے موضع چڑیالہ میں پیدا ہوئے۔ اُن کے والد کی وفات کے بعد وہ اپنے ننھیال ملتان آ گئے۔ عربی، فارسی کے عالم تھے۔ ۱۹۹۳ء میں گورنمنٹ کالج خانیوال سے بطور پرنسپل ریٹائرڈ ہوئے۔ ایک عرصہ ساہیوال کے ادبی حلقوں کی رونق بڑھائی۔ وہ ایک قادر الکلام شاعر ہونے کے علاوہ علم عروض اور علم الاصوات کے بھی ماہر تھے۔ اُن کی وفات ۲۰، اکتوبر ۲۰۱۶ کو ملتان میں ہوئی۔ سید ظفر عباس اور عنیزہ برجیس نے اُن کا کلیات مرتب کیا ہے۔ آپ بلند تخیل کے ساتھ بلند پایہ شاعر تھے۔

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

ہر ایک روگ کی لے لو دوا مدینے سے
ملے گی مانگ کے دیکھو شفا مدینے سے

خدا کا گھر تو ہے کعبہ ، اگر وہاں نہ ملے
تو پھر ضرور ملے گا خدا مدینے سے

لپٹ لپٹ کے میں رویا ہوں اس کے قدموں سے
جو آ گیا ہے کوئی آشنا مدینے سے

کوئی نہ دیکھے گا پھر میرا نامۂ اعمال
اُٹھوں جو حشر میں بعدِ فنا مدینے سے

دعائیں کرتا ہوں دن رات آج کل میں تو
مدینے لائے، نہ لائے خدا مدینے سے

چمک اُٹھا ہے ستارہ ترے مقدر کا
قمرؔ کو دے گئی مژدہ صبا مدینے سے

اکرم خان قمر

خان اکرم خان قمر یکم اپریل ۱۹۱۳ء کو بصیر پور کے ایک گاؤں کوٹ شیر محمد خان میں پیدا ہوئے۔ساہیوال میں مقیم ہوئے تو یہاں ''بزم قمر'' کا آغاز کیا۔اُن کے شعری مجموعے کا نام'' کا کل شب'' ہے۔۱۹۸۹ء میں وفات پائی۔ان کی نعت کا اسلوب حسنِ عقیدت سے سرشار ہے۔الفاظ کی نشست و برخاست خوب ہے۔ادائے مضامین میں شعریت اور گداز کی دلکشی دیدنی ہے۔

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جب مدینے کی بات چل نکلے
سب پریشانیوں کا حل نکلے

نعت جب بھی کروں سپرد قلم
ایک اک حرف برمحل نکلے

کاش! پائے دیار طیبہ میں
جب مجھے ڈھونڈنے اجل نکلے

ہو کرم مجھ پہ شافع محشر
جب مرا نامۂ عمل نکلے

جب تصور حضور کا آیا
دِل سے تاریکیوں کے دَل نکلے

عقل اُلجھی رہی دلیلوں میں
عشق کے فیصلے اٹل نکلے

برکت نعت مصطفیٰ سے کلیمؔ
شاخِ اُمید پھول پھل نکلے

اکرم کلیم

اکرم کلیم کا تعلق موضع اکبر ضلع اوکاڑہ سے ہے۔ بلال کالونی ساہیوال میں مقیم رہے۔ اُنھوں نے اپنے ہائیکو کے مجموعے ''طاقچے'' (1985) سے ساہیوال کی ادبی روایت کو تقویت پہنچائی۔ ششماہی ''اقلیم'' ساہیوال کے مدیر تھے۔ اُنھوں نے مئی ۱۹۸۹ء میں ''اقلیم'' کا نعتیہ انتخاب نمبر شایع کیا۔ ۲۰۰۰ء سے پہلے وفات چکے تھے(۱۶)

ﷺ

حسن اور خیر کی دنیا میں جدھر بھی دیکھا　　آنکھ کے سامنے لہرائی شباہت تیری
تو نے کب اپنے لیے کچھ بھی خدا سے مانگا　　نسل آدم کی شفاعت تھی عبادت تیری
سن سنا کے بنے ہم لوگ تیرے دیوانے　　اور اگر ہوتی میسر ہمیں صحبت تیری
پوچھنے والے حوالہ مرا کیا پوچھتے ہیں　　میں تو جو کچھ ہوں، سبھی کچھ ہوں بدولت تیری
روشنی دے کے یہاں بھیجا گیا جو بھی رسول　　ہاتھ میں اس کے جلی شمعِ رسالت تیری
جوں ہی ہونٹوں پہ مرے لفظِ محمد آیا　　گھل گئی میرے دل وجاں میں حلاوت تیری
وسوسے تیرے تصور سے پگھل جاتے ہیں　　میرے ایمان میں شامل ہے تمازت تیری
تو مساوات کا پرچار کیا کرتا تھا　　فرقہ بندی کو مٹانا تھی سیاست تیری
آرزو ہے کہ کبھی خواب میں دیکھوں تجھ کو　　منعکس آئنہ دل میں ہے صورت تیری
سامنے شاہوں کے سر اونچا غریبوں کا کیا　　یہ ہے سنت تری اور یہ ہے روایت تیری
گوری کالی سبھی اقوام رعایا ہیں تری　　ساری دنیا کے دلوں پر ہے حکومت تیری
وا رہا کافر و زندیق پہ دروازہ ترا　　میزبانی سے بھی بڑھ کر تھی مروت تیری
کاش! میں پیدا ہوا ہوتا زمانے میں ترے　　ویسے تو اب بھی میسر ہے رفاقت تیری

نعت اس طرح کی کہہ سکتا تھا کیونکر اُلفتؔ
اس پہ ہوتی نہ اگر خاص عنایت تیری

الفت رسول

الفت رسول ۱۵ جون ۱۹۳۶ء کو چودھری غلام محمد کے گھر پیدا ہوئے۔ گورنمنٹ کالج عارف والا میں اُردو کے ایسوسی ایٹ پروفیسر تھے۔ اُنھوں نے ۱۹ جولائی ۱۹۹۵ء سے ۱۴ جون ۱۹۹۶ء تک اسی کالج میں بحیثیت پرنسپل اپنی خدمات انجام دیں۔ اُن کا شعری مجموعہ ''آسیب کا جنگل'' ۲۰۰۳ء میں شایع ہوا۔ ۱۸ جون ۱۹۹۹ء بروز جمعہ وفات پائی۔ چک ۱۴۹/ای بی میں مدفون ہیں۔ پختہ شاعر تھے۔ نعت میں وارفتگی کا عنصر نمایاں ہے۔

ﷺ

جس کو ہم رنگ بنائے ترا نقشِ کفِ پا
رنگ کیا کیا نہ دکھائے ترا نقشِ کفِ پا

تپتے صحرا میں بگولوں میں چھپے ٹیلوں پر
پھول کیا کیا نہ کھلائے ترا نقشِ کفِ پا

تیرے ہی اسوۂ حسنہ کی ہے قرآں تفسیر
اُس کی تفسیر بتائے ترا نقشِ کفِ پا

اُس کو تو ڈھونڈتی پھرتی رہے پھر فوزِ عظیم
جس کو مشتاق بنائے ترا نقشِ کفِ پا

اس بیابانِ جنوں میں بھی کوئی کام کی بات
گر سجھائے تو سجھائے ترا نقشِ کفِ پا

اب جہاں میں تو ہے صفدرؔ یہی اک راہِ نجات
کاش کوئی نہ بھلائے ترا نقشِ کفِ پا

امداد علی صفدر

سید امداد علی شاہ 27 نومبر 1927 کو ریاست کپورتھلہ کے علاقے ہیبت پور (ننھیال) میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم امرت سر سے حاصل کی۔ پنجاب یونیورسٹی سے پہلے ایم اے فارسی (1955) اور پھر ایم اے اردو (1958)ء کیا۔ اسی سال ستمبر میں گورنمنٹ کالج اوکاڑہ میں فارسی لیکچرر ہوئے اور 1987ء میں اسسٹنٹ پروفیسر کے عہدے سے ریٹائر ہوئے۔ ''بیابانِ جنوں'' اردو فارسی کا شعری مجموعہ ہے۔ سنجیدہ مذاق کے غزل گو ہیں۔ نعت جدتِ ادا اور شگفتہ اسلوب کی حامل کہی ہے۔ تاریخِ وفات کا علم نہیں ہو سکا۔

ﷺ

دل میں اُن کا مقام ہو جائے
ذکر خیرالانام ہو جائے

بادشاہوں پہ برتری ہو اُسے
جو بھی اُن کا غلام ہو جائے

اپنی قسمت پہ کیوں نہ ہو نازاں
جس سے تو ہم کلام ہو جائے

حسرتیں دل کی سب نکل جائیں
دیدِ شاہِ انام ہو جائے

جب نظر آئے گنبدِ خضرا
میرا قصّہ تمام ہو جائے

وہ جو چاہیں تو میری ہستی کا
ہر نفس شاد کام ہو جائے

کاش! مقبول دَر پہ شاؔہد کا
عاجزانہ سلام ہو جائے

امین شاؔہد

محمد امین اصل نام ہے۔ شریف ساجد کے بڑے بھائی ہیں۔ ۱۳، اپریل ۱۹۳۹ء کو پاک پتن میں پیدا ہوئے۔ ایم اے، بی ایڈ کیا۔ فاضلکا اسلامیہ ہائی سکول پاک پتن میں درس وتدریس سے وابستہ رہے۔ 'بہار سے پہلے' اُن کا شعری مجموعہ ۱۹۹۷ میں شایع ہوا۔ باقر شاہ جہانپوری سے اصلاح لی۔ ۲۵، اکتوبر ۱۹۹۹ء میں وفات پائی۔ ان کی نعت سادگی اور جاذبیت کی مظہر ہے۔

ﷺ

ہمارے قلب و جاں کر دیں فروزاں یا رسولؐ اللہ!
ہو مدحت آپ کی تحسینِ یزداں یا رسولؐ اللہ!

خدا ہے قادرِ مطلق مرا ایمان ہے لیکن
وہ خود ہے آپ کی خلقت پہ نازاں یا رسولؐ اللہ!

جہاں میں آپ جیسی روشنی لایا نہیں کوئی
نہ شمس ایسا نہ کوئی ماہِ تاباں یا رسولؐ اللہ!

قصیدہ آپ کا بعد از ابُو طالب لکھے کوئی
وہی تو تھے رسالت کے نگہباں یا رسولؐ اللہ!

اسی اُمید پر زندہ ہوں پہنچوں آپ کے در پر
کروں اشکوں سے جا کر میں چراغاں یا رسولؐ اللہ!

مرے اشعار ہی میری نمازیں، میرے روزے ہیں
یہی تو ہے مری بخشش کا ساماں یا رسولؐ اللہ!

ایزد عزیز

ایزد عزیز کا اصل نام عثمان عزیز ہے۔ وہ ۶، اگست ۱۹۵۴ کو ساہیوال میں عبدالحفیظ کے ہاں پیدا ہوئے۔ ایم سی بی میں بینک آفیسر رہے۔ زمانہ طالب علمی میں کالج میگزین ''ساہیوال'' کے مدیر رہے۔ افسانوی مجموعہ ''عالم ارواح کی مال روڈ پر'' ہے۔ شعری مطبوعات میں ''غروب شب (۱۹۸۸)، کلے رُکھ دا وین (۲۰۰۹) ،تسلیم (۲۰۱۴)'' شامل ہیں۔ اُن کا پنجابی کلام پٹیالہ یونیورسٹی (انڈیا) کے نصاب میں شامل ہے۔ (۱۷)۔ ۲۷ دسمبر ۲۰۲۰ء کو وفات پائی۔

ﷺ

کیا بشر سے ہو سکیں اوصاف ، ن و ب و ی
جو دو عالم کے لیے ہے ر و ح و م و ت

اے خوشا! صل علیٰ و مرحبا وہ ر و خ
جس کی تابانی پہ سو جاں سے ہے صدقے م و ہ

کعبہ دل، قبلہ جاں کیوں نہ میں اس کو کہوں
جھک رہا ہے جس کے نقش پا پہ میرا س و ر

یادِ سرکارِ دو عالم زندگی و بندگی
حُبّ اہل بیت میرا م و ذ و ہ و ب

ساجدِ سنگِ درِ محبوب حق جو ہو گیا
وہ بھلا جائے گا کیوں کرک و ع و ب و ہ

لاکھ سرگرم عمل مہر قیامت ہو تو کیا
روز محشر سایہ افگن ہو گی ز و ل و ف

مستِ مازاغ البصر ہوں ہوش کیوں آئے مجھے
ساغرِ دل میں مدینے کی ہے باقؔر م و یے

باقر شاہ جہاں پوری

اُستادِ سخن باقر حسین ۱۸۹۹ء میں دیدار حسین کے ہاں شاہ جہاں پور (یو پی، انڈیا) میں پیدا ہوئے۔ (۱۸) داغ دہلوی کے شاگرد خاطر دہلوی سے اصلاح لی۔ ہجرت کے بعد نشتر روڈ الانہ مسجد کراچی میں مقیم ہوئے۔ مسلکاً حنفی تھے۔ مجرد زندگی گزاری۔ قطعہ تاریخ، صنعت توشیح اور صنعت مہجا میں مہارت حاصل تھی۔ ۲۰ شعبان ۱۴۱۰ھ مطابق ۱۷ مارچ ۱۹۹۰ کو پاک پتن میں وفات پائی۔

ﷺ

گلیم دوش پہ ہو اور سفر مدینے کا
مزا جدا ہے کچھ اس آرزو میں جینے کا

مسام جتنے بدن میں ہیں اُس پہ اُتنے سلام
وہ جس کو فکر تھا مزدور کے پسینے کا

غمِ حیات بھی غم ہے کوئی خداوندا
دیا ہے دل تو ملے غم کسی قرینے کا

اُدھر سے کوئی بلاوا نہ ہے اشارہ کوئی
ادھر یہ حال کہ اک اک ہے دن مہینے کا

کبھی تو میری طرف بھی نظر اُٹھائے گا
مرا کریم جو قاسم ہے ہر خزینے کا

فراقِ ختمِ رُسل میں یہ معجزہ تو ہوا
جو پہلے داغ تھا اب ہے چراغ سینے کا

اگر نصیب ہو دامانِ مصطفیٰ تو بشیرؔ
نہ پوچھ مول پلک پر جڑے نگینے کا

بشیر احمد بشیر

حاجی بشیر احمد ۸ مارچ ۱۹۲۲ء کو سرگودھا کے قصبے کالرہ میں پیدا ہوئے۔ جب اُن کا خاندان ساہیوال آیا تو 86/6R میں آباد ہو گیا۔ اُنھوں نے پچاس کی دہائی میں شاعری کا آغاز کیا۔ اُن کا شمار ساہیوال کے اُستاد شعرا میں ہوتا ہے۔ کلیات بشیر احمد بشیر خزینہ علم و ادب لاہور سے ۲۰۰۲ میں چھپا۔ ’’ساہ دا سیک‘‘ پنجابی مجموعہ ہے۔ ۲۲ جون ۲۰۰۱ء میں وفات پائی۔

صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم

حبیبِ کبریا تم ہو، ضمیرِ کن فکاں تم ہو
فروغِ نسل آدم کی حدیث جاوداں تم ہو

صحابہ جس فلک کے ہیں درخشندہ مہ و انجم
اسی اوجِ فضیلت کے فرازِ آسماں تم ہو

سبق انسانیت کا جس سے پایا ساری دنیا نے
وہ ذاتِ مہرباں تم ہو، رئیس عاقلاں تم ہو

وقارِ علم و عرفاں ، راہنمائے ہرکس و ناکس
رفیقِ انس و جاں تم ہو، امیر عارفاں تم ہو

کوئی بحر کرم سے تشنہ لب لوٹا نہ لوٹے گا
سخاوت اور لطافت کا محیط بے کراں تم ہو

کبھی لطف و کرم کی اک نظر مجھ پر بھی ہو جائے
شہنشاہِ دو عالم ہو ، عزیز خسرواں تم ہو

گنہ گارم ، گنہ گارم ، گنہ گارم مرے آقاؐ
شفاعت کی تمنا ہے ، شفیع مذنباں تم ہو

تجمل حسین ضیا

پروفیسر تجمل حسین ضیا ۱۹۳۸ میں علی گڑھ (انڈیا) میں پیدا ہوئے۔(۱۹) اُن کے والد کا نام چودھری عبدالغنی خاں ہے۔ میٹرک پاک پتن سے کیا۔ گورنمنٹ کالج ساہیوال سے فزکس کے پروفیسر کی حیثیت سے ۱۴، مارچ ۲۰۰۱ء کو ریٹائرڈ ہوئے۔ اُن کے شعری مجموعے کا نام ''حرفِ آرزو'' ہے۔ اُنھوں نے ۳۱، اگست ۲۰۲۰ء کو ساہیوال میں وفات پائی۔

ﷺ

شرف حاصل کبھی تو ہو گا اُس در تک رسائی کا
کہ میری زندگی تو نام ہے اُن کی گدائی کا

جمالِ سید لولاک کا پرتو کہاں تک ہے
احاطہ کر لیا ہے نور نے ساری خدائی کا

یہاں ہوتے ہیں سرخم بادشاہوں، کج کلاہوں کے
عجب اعجاز ہے سرکار کی فرمانروائی کا

مدینے سے جو لا کر خوشبوئیں تقسیم کرتی ہے
مجھے کتنا جنوں ہے اس ہوا سے آشنائی کا

مجھے کیا کچھ دیا ہے کیا کہوں اُن کی غلامی نے
کوئی اندازہ کر سکتا نہیں میری کمائی کا

اب اس محشر سے بھی مجھ کو نکالیں یا رسول اللہ!
کہ دل میں حشر برپا کر رہا ہے غم جدائی کا

یہ جعفؔر کے لیے کتنا بڑا اعزاز ہے آقاؐ!
کہ منصب مل گیا ہے آپ کی مدحت سرائی کا

جعفر شیرازی

سید جعفر علی شاہ یکم جنوری ۱۹۲۰ کو موضع اکبر ضلع اوکاڑہ میں سید قطب شاہ کے ہاں پیدا ہوئے (۲۰)۔ ۱۹۴۷ میں بہ سلسلہ ملازمت ساہیوال آمد ہوئی تو اپنے دوست مجید امجد کے ساتھ ایک ہی گھر میں رہائش اختیار کی۔ اُنھوں نے شاعری میں برج موہن کیفی دتاتریہ دہلوی سے اصلاح لی۔ اُن کے پانچ شعری مجموعے شایع ہو چکے ہیں۔ ۱۱ جولائی ۲۰۰۴ء کو وفات پائی۔

ﷺ

طیبہ میں تھا مقام ابھی کل کی بات ہے
رنگیں تھے صبح و شام ابھی کل کی بات ہے

اُسؐ شاہِ ذی وقار کی عالی جناب میں
حاضر تھا یہ غلام ابھی کل کی بات ہے

تھا عامیوں پہ اُنؐ کا شب و روز فضل خاص
خاصوں پہ فیض عام ابھی کل کی بات ہے

آنکھوں سے تھے درود کے موتی برس رہے
ہونٹوں پہ تھے سلام ابھی کل کی بات ہے

تھی جان زار اُن کی تجلی سے کامیاب
دل بھی تھا شاد کام ابھی کل کی بات ہے

ہم پھر چلیں گے گنبد خضرا کو دیکھنے
حافظ جگر کو تھام ابھی کل کی بات ہے

حافظ بصیر پوری

پروفیسر حافظ منظور حسین نوری ۳۱ جولائی ۱۹۴۳ کو حجرہ شاہ مقیم میں پیدا ہوئے۔ بصیر پور میں ایک تعلیمی ادارہ قائم کیا۔ اُنھوں نے درس نظامی کے علاوہ ایم اے فارسی کیا اور ۲۰۰۳ میں پرنسپل کی حیثیت سے ریٹائرڈ ہوئے۔ ۳۱، اگست ۲۰۱۶ میں وفات پائی اور جامعۃ المنظور بصیر پور میں دفن ہوئے۔ فقیہِ اعظم ابوالخیر مولانا محمد نور اللہ نعیمی کی طرف سے با اجازت تھے۔ ۴۳ سال تک درس و تدریس سے منسلک رہے۔ تین سفرنامے اور تین شعری مجموعے اُن کی یادگار ہیں۔

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

مرے تصور کے آئنے میں کبھی جو رُوئے حبیب آئے
نگاہ گیسو دراز چومے ، لبوں پہ رشک نصیب آئے

رُخِ منور سے گوشۂ دل میں چاندنی کے ہجوم اُتریں
اندھیرا یکسر پناہ مانگے ، وہ روشنی جب قریب آئے

زباں سے پہلے ہی آپ کا اسم چوم لیتے ہیں ہونٹ میرے
وفورِ اُلفت میں جسم میرا ہی بن کے میرا رقیب آئے

صبا جو اُن کی نوید آمد کو صبحِ روشن کی سمت لائی
اُجالا خود کو پکار اُٹھا کہ دیکھو میرے نقیب آئے

میں اُن کے قدموں کی خاک بن کر بکھیر ڈالوں وجود اپنا
دعا یہی ہے کہ زندگی میں اک ایسا دن بھی عجیب آئے

میں ہو کے ادنیٰ، نصیب اپنے پہ خوش ہوں اور مسکرا رہا ہوں
یقیں ہے مجھ کو کہ اُن کی نظروں میں جب بھی آئے غریب آئے

تھا مبتلائے فساد و امراض ذرہ ذرہ جہاں کا خادمؔ
رہے نہ آلام و رنج باقی جب آپ بن کر طبیب آئے

خادم چشتی

خادم فرید چشتی اگست ۱۹۴۶ کو پیر محمد عمر چشتی کے ہاں فاضلکا (انڈیا) میں پیدا ہوئے۔ بعدازاں پاک پتن میں چک سلامت میں آباد ہو گئے۔ ہومیو ڈاکٹر تھے۔ اپنے ماموں نواز مستانہ سے اصلاح لی۔ اُردو، پنجابی دونوں میں لکھا۔ مترنم انداز میں کلام سناتے تھے۔ اُن کا مجموعہ ''رب راکھا'' (۱۹۹۵ء) پنجابی ادب میں بلند مقام کا حامل ہے۔ اُنھوں نے ۲۷ دسمبر ۱۹۹۷ء کو وفات پائی۔

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

تِری مدحت کروں طاقت نہیں ہے
کہ کھل جائے زباں ہمت نہیں ہے

سراپا لکھ دیا جس کا خدا نے
اسے تعریف کی حاجت نہیں ہے

تجھے کونین کا سرور بنایا
ترا حق ہے ، تری چاہت نہیں ہے

رفیع و اکرم و ملجا و ماویٰ
بجز قرآں تِری سیرت نہیں ہے

تِرے در کی گدائی ہو میسر
سوا اس کے کوئی حسرت نہیں ہے

تِرے در پر کوئی آ کر سوالی
پلٹ جائے تِری سنت نہیں ہے

کُجا سالکؔ کُجا مدحت سرائی
کرم تیرا ، مِری جرأت نہیں ہے

سالک رضوی

اصل نام سید عبدالمجید ہے۔۱۰،اگست ۱۹۳۸ کو سید شاہ محمد کے ہاں جالندھر (انڈیا) میں پیدا ہوئے۔سکول ٹیچر تھے۔شہر فرید میں خورشید برنی کے مکان پر ''بزم اقبال'' کے مشاعروں کے انعقاد اور نظامت کے فرائض انجام دیتے تھے۔اُن کا شعری مجموعہ ''حسرتوں کے دیار'' اُن کے بیٹے سید غلام معین الدین نے ۲۰۱۴ء میں شایع کیا۔اُنھوں نے ۷ جون ۱۹۹۱ء کو وفات پائی۔

ﷺ

حاصل زندگی ، حاصل بندگی ، حاصل دو جہاں آپ کی ذات ہے
وجہ تخلیق کل ،موجب دو جہاں ، باعث کن فکاں آپ کی ذات ہے

آپ جیسا حسیں، مہ وش و مہ جبیں، دل رُبا دل نشیں میں نے دیکھا نہیں
آپ رشک قمر، آپ رشک سحر، ضوفشاں ضوفشاں آپ کی ذات ہے

آپ عالی نسب ، آپ محبوب رب ، رحمت دو جہاں آپ کا ہے لقب
رحمت و شفقتیں لے کے آپ آ گئے ، مہرباں مہرباں آپ کی ذات ہے

زلف کالی گھٹا ، چاندسی ہے جبیں ، چاندنی سی چمک چشم پُر نور میں
چال بادِ صبا ، خوشبوؤں کی طرح گلستاں گلستاں آپ کی ذات ہے

غم کے صحرا میں تُو نخل اُمید ہے ، دامن آس ہے ہر کسی کے لیے
درد کی دھوپ میں ابر کے رُوپ میں سائباں سائباں آپ کی ذات ہے

آپ صادق امیں بالیقیں بالیقیں حسن اخلاق میں جن کا ثانی نہیں
بر روئے سر زمیں آپ عرش بریں آسماں آسماں آپ کی ذات ہے

تیرا بیمار ہوں غم سے لاچار ہوں ، رحمتوں کا تری مَیں بھی حق دار ہوں
بے سکوں روح مضطر بھی ہو پُرسکوں ،دل کو بھی ہو اماں چونکہ دارالاماں آپ کی ذات ہے

سائیں ناز

اصل نام ناز حسین ہے۔ سال پیدائش ۱۹۵۲ء ہے(۲۱)۔صلیب در صلیب اور حدیثِ درد شعری مجموعے ہیں۔ آخری ایام میں تصوف کی طرف مائل ہو گئے اور منڈی عثمان والا میں خواجہ عبدالحئی چشتی گولڑوی کے دربار پر رہنے لگے۔ ۲۸ جولائی ۲۰۰۵ء میں وفات پائی اور حویلی لکھا کے نواحی چک، ۴۵۔ ایس پی کے قبرستان میں دفن ہوئے۔

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

نبی کا ہمارے مقام اللہ اللہ
خدا سے ہوئے ہم کلام اللہ اللہ

ہوئی خاتم الانبیا ذات اُن کی
شریعت بھی پائی تمام اللہ اللہ

جِلو میں فرشتے رہے پا پیادہ
بنے انبیا کے امام اللہ اللہ

سرِ عرش تا قاب قوسین پہنچے
یہ قربِ خدا ، یہ مقام اللہ اللہ

عدو بھی تھے معجز بیانی کے قائل
خود اُمّی تھے لیکن کلام اللہ اللہ

نہ کوئی بشر کر سکا پیش دستی
کِیا سب کو پہلے سلام اللہ اللہ

سخنؔ! قدسیوں کا نہ پہنچا تخیل
غلاموں کا اُن کے مقام اللہ اللہ

سخن ڈبائیوی

اُن کا اصل نام سید محمد ظفر شاہ بخاری ہے وہ یکم محرم الحرام ۱۳۰۷ھ (۱۸۸۶ء) کو ضلع بلند شہر (یوپی) کے قصبے ڈبائی میں پیدا ہوئے۔ پاک پتن میں حاضری کے دوران میں ایک صاحب عرفان بزرگ صوفی حافظ سید محمد امین شاہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ پاک پتن میں محلّہ ظفر آباد ان سے منسوب ہے۔ یکم محرم ۱۳۹۰ھ (۱۹۷۰ء) میں وفات پائی اور اپنی تعمیر کردہ مسجد ظفر شاہ میں مدفون ہیں۔

ﷺ

اُمت مرسل وہ رنجیدہ سفر بھولی نہیں
وادی طائف دعاؤں کا اثر بھولی نہیں

آمنہ کے گھر میں جب اُترا جمالِ کائنات
چشم نظارہ کو اب تک وہ سحر بھولی نہیں

ہم ہیں مسجود ملائک صدقۂ خیرالبشرؐ
قدسیوں کو وجہ تکریم بشر بھولی نہیں

جو فراز کوہ پر گونجی بہ حکم لم یزل
گوش عالم کو ابھی تک وہ خبر بھولی نہیں

جن کے قدموں میں ہزاروں جنتیں آباد ہیں
آج تک بادِ صبا اُن کا نگر بھولی نہیں

کربلا میں عظمت کردار آلِ مصطفیٰ
یہ ہماری خوش نصیبی ہے اگر بھولی نہیں

یہ بھی اک احسان ہے تجھ پر تری اولاد پر
یہ گھٹا رحمت کی جاوی تیرا گھر بھولی نہیں

سرور جاوی

شیخ محمد سرور جاوی پیشے کے لحاظ سے ایڈووکیٹ ہیں۔ وہ شیخ محمد امین کے ہاں ۲ جون ۱۹۵۰ء کو دیپال پور میں پیدا ہوئے۔ منیب برہانی سے اصلاح لی۔ اُن کی شاعری پر ایم فل اُردو کا مقالہ تحریر کیا جا چکا ہے۔ ''پورے سال کا دن'' اور ''جوازِ خامشی'' اُن کے مطبوعہ شعری مجموعے ہیں۔ ۲ مارچ ۲۰۲۱ء کو ٹریفک حادثے میں وفات پائی۔

ﷺ

جو شانِ عالمیں بھی ہیں درود اُنؐ پر سلام اُن پر
جو ختم المرسلیں بھی ہیں درود اُنؐ پر سلام اُن پر

جو والی ہیں یتیموں ، بے کسوں کے اور غلاموں کے
جو صادق ہیں ، امیں بھی ہیں درود اُنؐ پر سلام اُن پر

جو ہیں کونین کے والی حرم کے تاجدار آقاؐ
مرے دل کے قریں بھی ہیں درود اُن پر سلام اُن پر

وہ جس نے بخش دیں سب کی خطائیں فتح مکہ پر
وہ رحمت عالمیں بھی ہیں درود اُن پر سلام اُنؐ پر

وہ اپنی خوبیِ کردار میں ہیں واحد و یکتا
نبی آخریں بھی ہیں درود اُن پر سلام اُنؐ پر

ہیں پڑھتے سب درود اُن پر خدا بھی اور فرشتے بھی
وہی سب سے حسیں بھی ہیں درود اُن پر سلام اُنؐ پر

انھیں کا نور ہے شمس و قمر، لوح و قلم اسوؔد
وہ میرے دل نشیں بھی ہیں درود اُن پر سلام اُنؐ پر

سعداللہ اسود

محمد سعداللہ کامیانہ ۱۴جون ۱۹۴۱ء کو 4/GD اوکاڑہ میں میاں علی محمد کامیانہ کے گھر پیدا ہوئے۔ جی۔سی ساہیوال سے تعلیم حاصل کی اور یہیں مقیم رہے۔ ''نقوشِ ہستی، درِادراک پہ دستک، خاموش مسافت'' شعری مجموعے ہیں۔ ادبی تنظیم 'قندیل ادب' کے روح ورواں تھے۔ ۲۰۱۴ء میں وفات پائی۔

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جلوہ گر احمد مختار ہوا، خوب ہوا
کل جہاں بقعۂ انوار ہوا ، خوب ہوا

مقتدی بن گئے سب پہلے نبی و مرسل
پیشوا احمد مختار ہوا ، خوب ہوا

جس گھڑی آپ کی انگشت شہادت اُٹھی
چاند دو پارہ نمودار ہوا ، خوب ہوا

ظلم و بیداد کے عیوض کرم و جود و سخا
شیوۂ سید ابرارؐ ہوا ، خوب ہوا

جس نے مشکل میں لیا نام محمد دل سے
خود خدا اس کا طرف دار ہوا ، خوب ہوا

دن پھرے اُس کے سعیدؔ ، اُس کا مقدر جاگا
جس پہ فضل شہ ابرارؐ ہوا ، خوب ہوا

سعید گرگانوی

مرزا محمد سعید بیگ ۱۹۰۲ء کے لگ بھگ مرزا عمر بیگ کے ہاں ہندوستان کے ضلع گڑگاؤں کے ایک گاؤں کھجور کہ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم قریبی گاؤں پٹول سے حاصل کی۔ میٹرک کے بعد پٹوار کا امتحان دلّی سے پاس کیا۔ ہجرت کے بعد پاک پتن آ گئے۔ ۱۹۹۷ء میں وفات پائی اور یہیں دفن ہوئے۔ ان کا غیر مطبوعہ مجموعہ راقم کے زیر ترتیب ہے۔ ان کا کلام کلاسیکی رنگ میں ہے۔ الفاظ وتراکیب قدیم طرز کی ہیں۔ غنائیت کا عنصر فراواں ہے۔

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بگڑا ہے اب آ کے مرا کچھ ایسا مقدر یا شافع محشر!
غربت کا یہ عالم ہے ہوا حال ہے ابتر یا شافع محشر!
چھوڑا نہیں گردش نے مرا کوئی ٹھکانہ دشمن ہے زمانہ
جاؤں تو میں اب جاؤں کہاں کون سے در پر یا شافع محشر!
جز آپ کے اب کون سنے غم کی کہانی یا شاہِ زمانی!
اک عالم بے چارگی، اک پھوٹا مقدر یا شافع محشر!
بلوایئے قدموں میں مجھے بھی شہِ والا کیا دیر ہے آقاؐ
اپنا تو بندھا رہتا ہے ہر دم یہاں بستر یا شافع محشر!
سائل درِ دولت پہ بہت دن سے پڑا ہے یہ لب پہ صدا ہے
ہو جائے نگاہِ کرم اس شاد حزیں پر یا شافع محشر!

شاد افسری

اُن کا اصل نام عبدالکریم شاد ہے۔وہ ۱۹۱۴ء میں نثار احمد کے ہاں انڈیا میں پیدا ہوئے (۲۲)۔ ہجرت کے بعد اوکاڑہ میں مقیم ہوئے۔نجی کاروبار سے وابستہ رہے۔اُن کا بول چال اُردو تھا۔پان کی دکان تھی مجرد زندگی گزاری۔قمر حجازی اور املاک جدران ان کے معروف شاگردوں میں سے ہیں۔املاک جدران نے اپنے استاد شاد افسری کا شعری مجموعہ اُن کی وفات کے دو سال بعد ۱۹۸۰ء میں ''شاخِ بریدہ'' کے نام شایع کیا۔ان کا کلام پختہ اور کہنہ مشق شاعر ہونے کی گواہی دیتا ہے۔نعت میں استغاثہ واستمداد کا رنگ نمایاں ہے۔

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اے خدا کے آخری پیغام بر تجھ پر سلام   سب سے اونچا ہے خدا کے بعد تیرا ہی مقام
تو نے دنیا کو پڑھایا ہے سبق توحید کا   تو نے بھر بھر کر پلائے ہیں مئے وحدت کے جام
تیری فیاضی نے ذروں کو بنایا آفتاب   بن گئے اونٹوں کے چرواہے زمانے کے امام
تیرے آنے سے چمن میں آ گئی تازہ بہار   تو نے دنیا سے مٹایا کفر و باطل کا نظام
اسود و احمر کی تو نے ختم کروائی تمیز   ایک ہی صف میں بٹھائے تو نے آقا و غلام
تیری امت کیوں نہ پائے خیرامت کا خطاب   تو ہے جب خیرالبشر، خیرالرسل ، خیر الانام
تو جہاں میں ہے خدا کا آخری پیغام بر   ختم ہے تجھ پر نبوت تجھ پہ ہر نعمت تمام
لیلۃ الاسریٰ میں سدرہٰ پر رُکے روح الامیں   اور سدرہٰ سے کہیں آگے ہوا تیرا مقام
شافعِ روزِ جزا اور ساقی کوثر ہے تو   تو حبیب کبریا ہے ، تو رسولوں کا امام
منحصر تیری اطاعت پر ہے انساں کی نجات   تیرا ہر اک حکم ہوتا ہے خدا کا ہی پیام
تو نے دنیا کو دکھایا ہے صراطِ مستقیم   تو نے دنیا سے مٹائے ہیں ضلالت کے ظلام
تیرے عارض اور تیری زلف سے پیدا ہوئے   یہ منور صبح ، یہ رعنائی ، یہ رنگین شام

دونوں عالم کی سعادت ہاتھ آئے گی شمیمؔ
جب بنے گا تو محمد کے غلاموں کا غلام

شمیم قطبی دہلوی

اصل نام حافظ سید لیاقت حسین قطبی ہے۔ وہ ۷فروری ۱۹۱۱ءکو مہرولی شریف دہلی میں سید مشتاق حسین کے پیدا ہوئے۔ منشی فاضل (فارسی) اور ادیب فاضل (اردو) تھے۔ گورنمنٹ ہائی سکول پاک پتن میں بطور اوٹی کام کیا۔ شاعری میں مولانا سعید دہلوی سے اصلاح لی۔ اُردو، فارسی دونوں زبانوں میں اُن کا کلام موجود ہے۔ راقم نے شمیم گل کے عنوان سے ۲۰۱۷ میں اُن کا کلام مرتب کیا۔ ۳۱دسمبر ۲۰۰۵ءکو وفات پائی اور عبداللہ شاہ نورنگ کے احاطہ مزار میں دفن ہوئے۔ (۲۳)

ﷺ

وہ محبوب برحق غریبوں کا والی یتیموں کا ملجا و ماوائے عالی
نہ خالی گیا اس کے در سے سوالی نبوت نرالی ، سخاوت نرالی
گیا عرش پر جب وہ انسان فرشی کہا قدسیوں نے تری شان عالی
وہ جن و ملائک ، وہ سب حور و غلماں سبھی تیرے در پہ ہیں ادنیٰ سوالی
تو مختارِ کل ہے بہ اذنِ الٰہی ہے نبیوں میں بھی شان تیری نرالی
وہ جبریل بھی سدرۃ المنتہیٰ تک گئے اور کہا میرے آقا و والی!
نہیں مجھ میں طاقت بڑھوں اک قدم بھی جلا دے گا مجھ کو وہ نور جلالی
مگر تیری طاقت کے قربان جاؤں تو بڑھتا گیا اور منزل بھی پا لی
خدا کو بھی دیکھا ، خدائی بھی دیکھی یہ اُمت گنہ گار بھی بخشوا لی
میں ہوں اُمتی ایسے محبوب حق کا
ہے صادقؔ درِ مصطفیٰ کا سوالی

صادق چوہان

اُن کا اصل نام رمضان بخش ہے۔ وہ خدا بخش کے ہاں ۱۴ مئی ۱۹۱۴ء کو انڈین پنجاب کے ضلع کانگڑہ کے ایک شہر نور پور میں پیدا ہوئے۔ ہجرت کے بعد اوکاڑہ میں مقیم ہو گئے۔ محکمہ خوراک میں انسپکٹر کے عہدے پر فائز رہے۔ اُن کا شعری مجموعہ ''دشتِ الفت'' ۲۰۱۵ء میں شایع ہوا۔ اُن کا دوسرا شعری مجموعہ ''بیاضِ صادق'' (۱۹۸۵ء) ہے۔ اُردو پنجابی ، فارسی اور انگریزی میں خوب شعر کہتے تھے۔ انھوں نے ۲۳ اپریل ۱۹۹۹ء کو وفات پائی۔ ان کی شاعری اصلاحی فکر سے مزین ہے اور جذبہ حب الوطنی سے سرشار ہے۔

ﷺ

منبع نور ہے جو نور کا گھر ہے لوگو
وہ مدینہ میرا مسجودِ نظر ہے لوگو

جائے سدرہ کہ ٹھہر جاتے ہیں جبریل جہاں
اُس سے آگے کا سفر ہی تو سفر ہے لوگو

مدحت ذاتِ نبیؐ مجھ سے بیاں ہو کیوں کر
مجھ کو مقدورِ زباں ہے نہ اثر ہے لوگو

بھر دیا ایک نظر سے تہی دامن میرا
حاصل زیست وہی ایک نظر ہے لوگو

شیخ کو ضد ہے کہ وہ عابد و زاہد ٹھہرا
مجھ کو طیبہ کی گدائی کی خبر ہے لوگو

آج کی رات کہ ہے ذکر نبی میں گزری
آج کی رات پہ قربان سحر ہے لوگو

زیرِ نعلین نبیؐ رفعت گردوں صفدرؔ
کون کہتا ہے کہ وہ ہم سا بشر ہے لوگو

صفدر اجمیری

سید صفدر اجمیری ۱۹۳۵ء کے قریب فیروز پور (انڈیا) میں سید علی شاہ بیدار کے ہاں پیدا ہوئے۔ کامیاب وکیل تھے۔ ۱۹۶۰ء میں انجمن ترقی اردو پاک پتن کے جنرل سیکرٹری بنے اور ۱۹۶۲، ۱۹۶۴ اور ۱۹۸۱ میں ہند و پاک مشاعروں کا انعقاد کروایا۔ اُن کے والد اور تایا سید عبداللہ شاہ نادرؔ بھی شاعر تھے۔ اُنھوں نے اپنے شعری مجموعے ''شہرِ وفا'' کی اشاعت کے چند دن بعد ۲۱ جولائی ۲۰۰۷ میں وفات پائی۔

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

آج محبوبِ خدا پیدا ہوئے
آج فخر انبیا پیدا ہوئے

آج وہ پیدا ہوئے جن کے لیے
مہر و مہ ، ارض و سما پیدا ہوئے

جن کو اللہ نے بلایا عرش پر
وہ حبیب کبریا پیدا ہوئے

نور سے جن کے ہوا روشن جہاں
آج وہ شمس الضحیٰ پیدا ہوئے

وہ جنھوں نے ساری دنیا کو دیا
درسِ توحید خدا ، پیدا ہوئے

عاصیوں کو بخشوانے کے لیے
شافع روزِ جزا پیدا ہوئے

رحمتہ للعالمینی کا خطاب
جن کو اللہ نے دیا، پیدا ہوئے

صلاح الدین غازی امرتسری

قاضی صلاح الدین امرتسر (انڈیا) میں پیدا ہوئے۔ وہ قاضی عبدالرحمٰن کے چھوٹے بھائی تھے۔ شاعری میں ایاز تخلص تھا۔ اُن کی شاعری جذبہ حب الوطنی سے سرشار ہے۔ اُن کا شعری مجموعہ ''پیام عمل'' ۱۹۵۱ء میں شایع ہوا۔ ٦ نومبر ۱۹۵٦ء کو حب الوطنی کے جرم میں صلاح الدین غازی کو اغوا کرلیا گیا۔ اس کے بعد آج تک اُن کا کوئی پتہ نہ چل سکا۔ (۲۴)

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

ذروں کو آفتاب کیا ہے حضور نے
کانٹوں کو بھی گلاب کیا ہے حضورؐ نے

ناکامیاں تھیں جن کا مقدر بنی ہوئیں
اُن کو بھی کامیاب کیا ہے حضورؐ نے

احسان کائناتِ قدیم و جدید پر
بے حد و بے حساب کیا ہے حضورؐ نے

تا کہ دل و نگاہ میں کچھ شائبہ نہ ہو
باطل کو بے نقاب کیا ہے حضورؐ نے

جن کو رہِ وفا کی جہاں میں تلاش تھی
ان سب کو ہم رکاب کیا ہے حضورؐ نے

انسان کو ہو جس سے وصالِ خدا نصیب
اس رہ کا انتخاب کیا ہے حضورؐ نے

صدق و صفا و مہر و وفا، حق و راستی
اپنے لیے نصاب کیا ہے حضورؐ نے

عجز اور انکسار کی ترویج کے لیے
نخوت سے اجتناب کیا ہے حضورؐ نے

جو بھی دعائیں ہوں بتصدق حضور کے
ہر حرف مستجاب کیا ہے حضورؐ نے

بن کے مثال حق و صداقت کی دہر میں
باطل کو لاجواب کیا ہے حضورؐ نے

انسانیت کی راہنمائی کے واسطے
ہر خیر کو کتاب کیا ہے حضورؐ نے

طالب تری ہی ذات نہیں، دو جہان کو
رحمت سے فیض یاب کیا ہے حضورؐ نے

طالب جتوئی

اصل نام نور احمد خاں ہے۔۲ مارچ ۱۹۴۲ء کو نور صمد خان کے ہاں ساہیوال کے چک نمبر 110/9L میں پیدا ہوئے۔ حاجی بشیر احمد بشیر کے شاگرد تھے۔ اُردو، پنجابی دونوں زبانوں میں لکھا۔ اُن کا پنجابی کلام مختلف یونی ورسٹیوں کے نصاب میں شامل ہے۔ چار پنجابی شعری مجموعے شایع ہو چکے ہیں۔ اُن کا کلیات زیرِ ترتیب ہے۔ اُنھوں نے ۱۲ دسمبر ۲۰۱۹ کو وفات پائی اور آبائی قبرستان میں دفن ہوئے۔ اردو پنجابی دونوں زبانوں میں اپنے شگفتہ اسلوب اور رفعتِ خیال کی بدولت اعتبار قائم کیا۔

ﷺ

خوشا! قسمت مدینے کا سفر ہے
کرم اس کا ہے ، یہ اس کی نظر ہے

نظیر اس کی نہیں دنیا میں کوئی
مجسم نور ہے ، بے شک بشر ہے

دلِ بے تاب بھی ، پاسِ ادب بھی
خداوندا یہ کیسی رہ گزر ہے

علوِ مرتبت یہ اللہ اللہ!
کہ جبریلِ امیں بھی نامہ بر ہے

تجلی، علم و عرفان و بصیرت
جو چاہو پاؤ گے یہ ایسا در ہے

کسی چہرے پہ دیکھو نور ، سمجھو
درودِ پاک پڑھنے کا ثمر ہے

ہے گو مزدورؔ عاصی پُرخطا بھی
سہارا ذاتِ اقدس کا مگر ہے

طفیل حسین مزدور

طفیل حسین عملی طور پر مزدور پیشہ تھے۔شہر کے وسط میں اُن کی فرنیچر کی دکان ادبی دوستوں کی بیٹھک ہوا کرتی تھی۔اُن کی بیاض مرتضٰی ساجد کو ایک ردی والے سے دستیاب ہوئی، جسے بعد ازاں اُن کے بیٹے نے ''جذبِ دروں'' کے نام سے شایع کروایا۔''بکھری یادیں'' اُن کی نثری کتاب ہے۔اُنھوں نے ۲۳دسمبر۱۹۸۷ء میں ایک کار حادثے میں وفات پائی۔(۲۵)

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

خدا نے کر دیے مستور اُن کے پاؤں کے نیچے
ہر اک ذرے میں کوہِ طور اُن کے پاؤں کے نیچے

ستم گر سرکشی، مجبور اُن کے پاؤں کے نیچے
خدا ناآشنا دستور، اُن کے پاؤں کے نیچے

اُنھیں کے نام سے افلاک میں ہیبت فقیروں کی
رسومِ قاہری مقہور اُن کے پاؤں کے نیچے

غلامی کی زمیں نے حریت کا آسماں دیکھا
ہوا مختار ہر مجبور اُن کے پاؤں کے نیچے

وثیقہ عزتِ نسل بشر کا جس میں پنہاں ہے
وہ قسمت ڈھونڈیے مسطور اُن کے پاؤں کے نیچے

انھیں کے نام سے بے نامیاں بھی نامور ٹھہرئیں
ہوا گمنام ہر مشہور اُن کے پاؤں کے نیچے

رہے زیرِ قدم ہر طالبِ نور اس ارادے میں
کیے جاؤں گا اخذِ نور اُن کے پاؤں کے نیچے

عبدالقیوم صبا

عبدالقیوم صبا ۱۴، اکبوتر ۱۹۴۲ کو لاہور میں راؤ خورشید علی خان کے ہاں پیدا ہوئے۔(۲۶) ۱۹۷۰ء میں کراچی سے بطور لیکچرر گورنمنٹ کالج ساہیوال میں آ گئے۔ پھر یہیں سے ۲۰۰۲ء میں پرنسپل کی حیثیت سے ریٹائرڈ ہوئے۔ ۱۹۸۴ میں سید سلیمان ندوی کے خلیفہ ڈاکٹر غلام محمد نے انھیں سلسلہ چشتیہ کی خلافت عطا فرمائی۔ ۹، اکتوبر ۲۰۱۱ء کو وفات پائی۔ ممدوحِ محمد ؐ حمد یہ مجموعہ ہے۔

ﷺ

جسم محو سفر گو سفینے میں ہے
روح کعبہ میں ہے ، دل مدینے میں ہے

مشک و عنبر میں ہے نہ گلابوں میں ہے
جو مہک مصطفیٰ کے پسینے میں ہے

کر دو کر دو کرم ، کر دو شاہِ اُمم
داغ دامن پہ ہیں، زخم سینے میں ہے

وہ قرینہ عطا ہو مجھے اے خدا!
سنت مصطفیٰ جس قرینے میں ہے

جس کی سب ساعتیں ، رحمتیں ، برکتیں
سفر طیبہ کا لطف اُس مہینے میں ہے

ہے وہی لطف خضرا کے دیدار میں
لطف جو آبِ زم زم کے پینے میں ہے

اشک بہتے رہیں ، نعت لکھتا رہے
وصف ایسا کہاں اس کمینے میں ہے

عمران شاہد

عمران شاہد ۱۶ جنوری ۱۹۸۶ء کو بہاول نگر میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم پاک پتن سے حاصل کی۔ ایم ایس سی میتھ کے بعد ۲۰۰۹ء میں فوجی فاؤنڈیشن سکول دیپال پور سے وابستہ ہو گئے۔ ۱۰ مارچ، ۲۰۱۴ء میں کینسر سے دیپال پور میں وفات پائی مگر وصیت کے مطابق شہید نگر قبرستان (پاک پتن) میں تدفین ہوئی۔ دو شعری مجموعے ''دو پل کی محبت اور شام ڈھلتی جا رہی ہے'' اُن کی یادگار ہیں۔

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جمالِ سید لولاکؐ سے فروزاں ہے
زمیں تو نسبتِ افلاک سے فروزاں ہے

کسی بھی اور کا دعویٰ نہیں ہے اس میں بجا
صراطِ حق تو کفِ پاکؐ سے فروزاں ہے

نہیں ہے اس کی حقیقت فقط سنان و تبر
یہ دیں بلندی اخلاق سے فروزاں ہے

مِرے رسول کا اُسوہ فقط جہاد نہیں
نظامِ صلح و میثاق سے فروزاں ہے

وہ عقبیٰ جس میں شفاعت کا ہے یقین ہمیں
نبی کی چشم الم ناک سے فروزاں ہے

دماغِ عشق ہے فقر رسول کا محتاج
شعور دامن صد پاک سے فروزاں ہے

وفا کا اہلِ محبت میں اب رواج کہاں
یہ رسم بھی ترے عشاق سے فروزاں ہے

غضنفر عباس سید

۷،اگست ۱۹۶۵ کو سید انوار حسین کے ہاں ساہیوال میں پیدا ہوئے۔ایل ایل بی تھے۔ ۲۰۰۹ء میں خانیوال میں اُردو لیکچرار تعینات ہوئے۔اب گورنمنٹ کالج ساہیوال میں تھے کہ فالج کے حملے سے ۲۷ جنوری ۲۰۱۸ء کو وفات ہوگئی۔اوراق میں شایع ہوتے رہے۔ایم فل اقبالیات تکمیل کے مراحل میں تھا۔''زیرِآب چراغ،لوگوں کی روشنیاں،اورتاریخ ساہیوال''ان کی تخلیقات ہیں۔

ﷺ

جس کو درِ رسول کی پہچان ہو گئی
ہستی وہ کائنات کی سلطان ہو گئی

دل کے سرور و کیف کا سامان ہو گیا
وقف حبیب جب سے مری جان ہو گئی

اس پر ردائے رحمتِ سرکار تن گئی
جس کا لباس زینتِ قرآن ہو گئی

برسا وہ ابرِ رحمت اخلاقِ مصطفیٰ
سرسبز کشت حضرت انسان ہو گئی

ذکر حضور آیا جو میری زبان پر
مشکل پڑی تھی مجھ پہ جو آسان ہو گئی

گلشن کھِلا گلاب کا انسان کے لیے
اس طرح عام نکہتِ فرقان ہو گئی

فقر و غنا میں گزریں گے اظہؔر کے رات دن
حاصل اُسے جو دولت ایمان ہو گئی

غلام رسول اظہر

اظہر تخلص اور غلام رسول اصل نام ہے۔ وہ گورنمنٹ کالج عارف والا کے شعبہ اُردو سے بطور ایسوسی ایٹ پروفیسر ریٹائرڈ ہوئے۔ وہ ۴، اپریل ۱۹۴۲ کو چودھری خان بہادر کے ہاں فیروز پور (انڈیا) میں پیدا ہوئے۔ عارف والا میں بزم اقبال کے روح ورواں رہے۔ اُن کی شاعری مقصدیت کی حامل ہے۔ چار شعری مجموعے غیر مطبوعہ ہیں۔ اُنھوں نے ۸ مئی ۲۰۱۹ء کو وفات پائی۔ (۲۷)

ﷺ

وجود اُن کا بظاہر حضرت انسان جیسا تھا
مگر منصب ملائک سے بھی اُونچی شان جیسا تھا

ہوئی تھی سب سے پہلے آپ کے ہی نور کی خلقت
حدیث پاک میں ہر قول اک فرمان جیسا تھا

جب آپ آئے کرم برسا ، اُگی اک روشنی ہر سُو
زمیں کا خطۂ بے آب ریگستان جیسا تھا

بہ وجہ ایک صورت اک سو چودہ سورتیں اُتریں
ہر اک سورت کا ہر نکتہ عجب عنوان جیسا تھا

بڑا سادہ سا پیراہن ، بچھونا بوریا اُن کا
وقار ایسا جو ہفت اقلیم کے شاہان جیسا تھا

مدینے کی طرف آمد سنی انصار جھوم اُٹھے
خبر ملنا ہلالِ عید کے عنوان جیسا تھا

قلم قاصر ترا شوکتؔ! لکھے توصیف کیا اُن کی
بدن کی رحل پر چہرہ کھلے قرآن جیسا تھا

غلام فرید شوکت

ملک غلام فرید شوکت ۱۶، اکتوبر ۱۹۳۸ء کو پیدا ہوئے۔(۲۸) اُردو پنجابی کے عمدہ شاعر تھے۔ بشیر احمد بشیر سے راہنمائی لی۔ڈی سی آفس ساہیوال میں ملازمت کی۔ ریٹائرمنٹ کے بعد وکالت سے وابستہ ہوگئے۔اُن کی مطبوعات میں ''خوش بُو اپنی مٹی کی''، ''ڈونگھے سوتے'' شامل ہیں۔ اُنھوں نے ۱۵ فروری ۲۰۱۶ء کو ساہیوال میں وفات پائی۔

ﷺ

گلشنِ وحدت کو مہکایا میرے کملی والے نے
اللہ اللہ کرنا سکھایا میرے کملی والے نے

دست عطا میں پرچم لے کر عفو و کرم اور رحمت کا
ہر زحمت سے جگ کو بچایا میرے کملی والے نے

سب سے پہلے بخشش ہو گی میری ساری اُمت کی
اپنے رب سے ہے منوایا میرے کملی والے نے

میں عاصی مسکین نمانا میرے پاس تو کچھ نہ تھا
مجھ کو اپنے پاس بلایا میرے کملی والے نے

گنج شکرؒ کی چوکھٹ بخشی میرے بھاگ جگانے کو
یوں بخشا رحمت کا سایا میرے کملی والے نے

کالے کوہجے، کملے رملے، سہمے ہوئے بے وارث لوگ
اُن کو بھی سینے سے لگایا میرے کملی والے نے

میں ناچیز، نکما سگ تھا گنج شکرؒ کی گلیوں کا
مجھ کو فیضؔ فرید بنایا میرے کملی والے نے

فیض فرید چشتی

فیض فرید چشتی ۲۲، اکتوبر ۱۹۴۴ء کو اندرون رحموں گیٹ ڈھکی پاک پتن میں پیدا ہوئے۔ اردو فاضل اور بی اے کے علاوہ اُنھوں نے آرٹس اینڈ کرافٹ میں ڈپلومہ کیا اور شعبہ تدریس سے وابستہ ہو گئے۔ وہ اپنے والد پیر محمد شریف عالم چشتی کی طرف سے سلسلہ چشتیہ فریدیہ، صابریہ میں بااجازت تھے۔ ۲۵ اپریل ۲۰۲۱ء کو پاک پتن میں وفات پائی۔

ﷺ

رہتا ہے کوئی نشّہ سا موجود ہوا میں
بھر دیتا ہے چپکے سے جو تاثیر دعا میں

ہر کُنج مہکتا ہوا نورِ ابدیت
ہاں ایک نظر، پچھلے پہر، دل کے حرا میں

اے صل علیٰ! قریۂ تہذیب محبت
ثانی ہی نہیں جس کا کوئی ہر دو سرا میں

کھنچتے چلے آتے ہیں یہاں عرشی و فرشی
اک حسنِ خداداد ہے طیبہ کی ہوا میں

اک شخص نے کیا سہل مٹا ڈالا ہے دیکھو
اک بُعد جو تھا خلقِ خدا اور خدا میں

اک ہاتھ میں تھامے ہوئے دل غم زدگاں کے
اک ہاتھ میں ہیں اشہبِ دوراں کی لگامیں

آقا ترے فیضان پہ کچھ ان کا بھی حق ہے
شامل ہیں یہ آنسو بھی ترے بحرِ سخا میں

قاضی حبیب الرحمٰن

قاضی حبیب الرحمٰن ۱۸، اگست ۱۹۴۷ کو قاضی عبدالرحمٰن کے ہاں پیدا ہوئے۔ گورنمنٹ کالج ساہیوال سے صدر شعبہ اُردو کی حیثیت سے ریٹائرڈ ہوئے۔ کلاسیکی مزاج کے بلند پایہ صاحب طرز شاعر ہیں۔ شعری جمالیات اور زبان و بیان پر گہری نظر رکھتے ہیں۔ فلسفیانہ فکر کی حامل نعت کہی ہے۔ شعری مجموعہ تا حال شایع نہیں ہوسکا۔ ۳۰ مارچ ۲۰۲۲ء کو عارفوالا میں وفات پائی۔

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اُن کی غارِ حرا کی تنہائی
ساری انسانیت کے کام آئی

دونوں عالم کی سطوت و شوکت
آپؐ کے در پہ سرنگوں پائی

نُطق اُن کا حقیقت ابدی
اُن کی نگہِ کرم مسیحائی

ایک اُمی لقب کے قدموں میں
سرفگندہ ہیں علم و دانائی

جب کسی نے لیا حضورؐ کا نام
فرطِ الفت سے آنکھ بھر آئی

اُس قدِ ناز کا نہ تھا سایہ
اللہ اللہ ! یہ شانِ یکتائی

اُن کی مدحت کہاں، لطیفؔ کہاں
چاند چھونے چلا ہے سودائی

لطیف ادیب

اصل نام محمد لطیف ہے۔ وہ جنوری ۱۹۲۸ میں میاں چراغ الدین محمد دائم کے ہاں پاک پتن میں پیدا ہوئے۔ میٹرک کے بعد اردو فاضل کیا۔ وثیقہ نویس تھے۔ رنگ سخن میں فیض احمد فیض کے پیروکار نظر آتے ہیں۔ شعری مجموعہ تاحال شایع نہیں ہوسکا۔ اُن کے بیٹے راجا نیر اردو پنجابی کے عمدہ شاعر ہیں۔ اُنھوں نے ۱۲، اکتوبر ۲۰۰۱ء میں وفات پائی۔

ﷺ

یہ مدحت شاہِؐ دوجہاں ہے، خرد نفس گم کناں رہے گی
ثنائے شاہنشہ زماں ہے، زباں یہاں بے زباں رہے گی
یہ علم و حکمت کا آستاں ہے زمیں یہاں آسماں رہے گی
یہ میرے لرزیدہ لفظ اُس کی ثنا کی طاقت کہاں سے لائیں

میں کتنا عاجز، میں کتنا بے بس، میں کتنا محدود، کتنا قاصر
کہ اس کی عظمت کے حرفِ اوّل پہ میری دانش کی حدِ آخر
کیے ہیں ربّ جہاں نے دونوں جہان تخلیق جس کی خاطر
یہ میرے لرزیدہ لفظ اُس کی ثنا کی طاقت کہاں سے لائیں

خودی کا مفہوم جس نے سمجھا کے زندگی کو شعور بخشا
وہ جس نے ذرّوں کو تابشیں دیں وہ جس نے ظلمت کو نور بخشا
دلوں کی درماندگی کو جس نے پناہ دی اور سرور بخشا
یہ میرے لرزیدہ لفظ اُس کی ثنا کی طاقت کہاں سے لائیں

مجروح کلہروی

اصل نام سید عبداللطیف ہے۔ ۱۹۰۸ء میں پیدا ہوئے۔ منڈی احمد آباد کے گاؤں کلہر کلاں سے قبولہ رہائش پذیر ہوگئے۔ ''طب'' کے پیشے سے وابستہ تھے۔ پختہ اور منجھے ہوئے شاعر تھے۔ ان کے کلام میں قدیم رنگِ سخن کے ساتھ خیال آفرینی کی خوبی نمایاں ہے۔ ''رقصِ انا'' شعری مجموعہ ہے۔ شستہ اور رواں اسلوب کی حامل نعت کہی ہے۔ ۱۷، اکتوبر ۲۰۰۵ء کو راول پنڈی میں وفات پائی۔

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محبوب خدا سے

نو بہارِ گلستانِ معرفت یعنی اے روح و روانِ معرفت
تیرے دل میں جلوۂ رب جمیل تیری محفل میں سرودِ جبرائیلؑ
اہتمام و اہتزاز کائنات تیری اک ادنیٰ نگاہِ التفات
قرب یابِ درگہ یزداں ہے تُو ساقی خم خانۂ عرفاں ہے تُو
جھک رہا ہے تیرے در پر آسماں چومتا ہے تیرے قدموں کو جہاں
تیرے دم سے دل کی کلیاں کھِل گئیں بدنصیبوں کو مرادیں مل گئیں
تیری چوکھٹ پر جھکی جس کی جبیں ہو گیا اس کے جہاں زیرِ نگیں
میں سمجھتا ہوں کہ تیری خاکِ پا کیمیا ہے ، کیمیا ہے ، کیمیا
مجھ پہ تُو گر لطف فرمائی کرے بخت میرا نازِ دارائی کرے
میں بھی ہوں اک بندۂ عصیاں شعار کشتۂ جور و جفائے روزگار
میں بھی تیرا بستۂ فتراک ہوں کس قدر غمگین ہوں ،غم ناک ہوں
میں زمانے بھر سے ٹھکرایا گیا میں ہر اک محفل سے اٹھوایا گیا
در گہِ عالم سے دھتکارا ہوا بخت اور تقدیر کا مارا ہوا
اب ترے دربار میں آیا ہوں میں دل میں لاکھوں حسرتیں لایا ہوں میں
تجھ کو میری بے کسی کا واسطہ اپنی شانِ خسروی کا واسطہ
مر رہا ہوں زندگی کا جام دے رحمت جاوید کا پیغام دے
اب زمانے میں مرا کوئی نہیں آسرا تیرے سوا کوئی نہیں
اک فقط درد آشنا تُو ہی تو ہے میرے دل کا مدعا تُو ہی تو ہے
جب ترے دربار میں آتا ہوں میں جب تری سرکار میں آتا ہوں میں

عظمتِ مفقود کو پاتا ہوں میں　　منزلِ مقصود کو پاتا ہوں میں
تیرے آگے ہاتھ پھیلاتا ہوں میں　　جھولیاں بھر بھر کے لے جاتا ہوں میں
زندگی کی زندگی تُو ہی تو ہے　　روح کی تابندگی تُو ہی تو ہے
میرے دل کو مہبط انوار کر
مجھ کو بھی بینندۂ اسرار کر

مجید امجد

مجید امجد ۲۹ جون ۱۹۱۴ء میں میاں علی محمد کے ہاں جھنگ میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۳۴ء میں اسلامیہ کالج ریلوے روڈ ، لاہور سے بی اے کیا۔ محکمہ خوراک میں ملازم ہوئے اور اسسٹنٹ فوڈ کنٹرولر کے عہدتک پہنچے۔ جھنگ میں ہفت روزہ اخبار ''عروج'' کے مدیر رہے۔ انگریزی اور فارسی پر بھی دسترس رکھتے تھے۔ اُنھیں سائنسی علوم سے بھی گہری دلچسپی تھی۔ مطالعے کا بھی گہرا شوق تھا۔ ۲۸ جون ۱۹۷۲ء کو ریٹائرڈ ہوئے لیکن ساہیوال کو چھوڑ کر جانا اُنھیں گوارا نہ ہوا۔ اُنھوں نے ۱۱ مئی ۱۹۷۴ء کو فرید ٹاؤن ساہیوال میں اپنے مکان پر وفات پائی لیکن اُن کی تدفین جھنگ میں ہوئی۔ ان کا مجموعہ ''شب رفتہ'' اُن کی زندگی میں شایع ہوا۔ ڈاکٹر خواجہ محمد زکریا نے ان کا شعری کلیات جب کہ ڈاکٹر محمد افتخار شفیع نے ''کلیاتِ نثر مجید امجد'' شایع کیا ہے۔

☆☆

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

فضائے عالم میں روشنی ہے، ظہورِ قدسی کی برکتیں ہیں
حصارِ رحمت میں زندگی ہے، ظہورِ قدسی کی برکتیں ہیں

خدا ہے بندو! یہ جان رکھو، نمودِ ہستی کی ہر ادا میں
وجودِ اطہر کی دلبری ہے، ظہورِ قدسی کی برکتیں ہیں

وقارِ انساں کی خوش نصیبی، ازل سے اب تک جو منتظر تھی
یقینِ کامل سے کہہ رہی ہے، ظہورِ قدسی کی برکتیں ہیں

جمالِ یوسف، جلالِ موسیٰ، کمالِ عیسیٰ کی کاملیت
عظیم پیکر میں ڈھل گئی ہے، ظہورِ قدسی کی برکتیں ہیں

پناہِ اقدس میں لوٹ آؤ، اداس لوگو! قدم بڑھاؤ
اسی میں دنیا کی بہتری ہے، ظہورِ قدسی کی برکتیں ہیں

مغالطے ہیں جو فلسفے تھے، بجھارتیں ہیں جو حکمتیں تھیں
یہاں جو ظلمت تھی چھٹ چکی ہے، ظہورِ قدسی کی برکتیں ہیں

یہ اُن کی مرغوب شفقتیں ہیں، کہاں تھا اُن کی ثنا کے قابل
سخن وری ہے نہ شاعری ہے، ظہورِ قدسی کی برکتیں ہیں

محمد مرغوب، میاں

میاں محمد مرغوب ۲۸ فروری ۱۹۳۳ کو فرید کوٹ (انڈیا) میں پیدا ہوئے۔ قیامِ پاکستان کے بعد اُن کا خاندان خانیوال آ گیا۔ اُنھوں نے ۱۹۶۱ میں پنجاب یونی ورسٹی سے ایم اے اُردو کیا۔ ۱۹۹۳ میں گورنمنٹ کالج ساہیوال سے بطور وائس پرنسپل ریٹائرڈ ہوئے۔ اُن کا شعری مجموعہ ''ستارے ٹانکتے رہنا'' ۲۰۱۴ میں شایع ہوا۔ اُنھوں نے ۱۶ جولائی ۲۰۱۶ کو ساہیوال میں وفات پائی۔

ﷺ

یہ خواب ہے تو

یہ خواب ہے تو نہ اس خواب سے نکل پاؤں
کھڑا ہوں دُور ، بہت دُور لوگوں کے پیچھے
بھرا ہے خلق کے انفاس سے ترا دربار
عماموں ، اچکنوں والے خدا رسیدہ بزرگ
سبھی ستادہ ہیں عرشِ بریں کے راج کمار!

یہ لوگ کچھ بھی سہی، مطمئن تو ہیں مولا!
کہ ان کی جھولی میں زہد و عمل کی دولت ہے
انھیں خبر ہے کہ راتوں کو جاگنے کا عمل
جلو میں لاتا ہے کوثر ، گلاب ، شہد، کنول

یہ لوگ پھر بھی تمنائی ہیں عنایت کے
ترے کرم کے، ترے لطف کے ، شفاعت کے
کھڑے ہیں دبدھا کے برزخ کنارے، اے خواجہ!
انھیں نوید ارم دے دے اے جگت راجہ!

میں گمرہی کا نشاں ، میں گناہوں سے بے حال
نہ میرے پاس عبادت کا پھل، نہ کوئی کمال
مرا تو سر نہیں اُٹھتا یم ندامت سے
نوازے گا تُو مجھے کس طرح شفاعت سے

گلیم پوش، ازل کے نبی، ابد کے رسول!
مجھے تو کچھ بھی نہیں چاہیے ، نہ آگ نہ پھول
بس اک تمنا ہے مجھ کو یہاں سے بلوا لے
بغور دیکھ مجھے ، مسکرا کے لپٹا لے

پھر ایسا ہو وہیں غش کھاؤں اور بجھ جاؤں
یہ خواب ہے تو نہ اس خواب سے نکل پاؤں

محمود علی محمود

راؤ محمود علی محمود روہتک (انڈیا) میں پیدا ہوئے۔محکمہ ایکسائز سے ریٹائرڈ ہیں۔ یہ واحد شاعر ہیں جو مجید امجد کی تدفین میں ساہیوال سے شرکت کے لیے جھنگ گئے۔(۲۹) اُن کے شعری مجموعے کا نام ''کچی کرن، شبنم'' (۱۹۹۳) ہے۔ ہندی اسلوب میں ڈوب کر اُستادانہ غزل کہی ہے۔ ان کی نعت میں بھی ہندی الفاظ کی آمیزش دکھائی دیتی ہے۔اُن کے ہاں اندازِ تخاطب احترام اور ادب سے ہم آمیز ہے۔اس کے علاوہ فدائیت کا جذبہ پورے جوبن پر ہے۔

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

رحمت میں ہے تمام محمدؐ کہیں جسے
ہر لمحہ اس کے نام محمدؐ کہیں جسے

قرآن کا ضمیر بشر کے لباس میں
آیات کا نظام محمدؐ کہیں جسے

اس کے لیے درود جو اُمی مگر حکیم
اس کے لیے سلام محمدؐ کہیں جسے

وسعت سمندروں کی، پہاڑوں کی تمکنت
دریاؤں کا خرام محمدؐ کہیں جسے

اس کے بغیر کس کو ملا ہے جہان میں
معراج کا مقام محمدؐ کہیں جسے

کنز بہار ، زادِ زمیں، رمز زندگی
رنگوں کا اہتمام محمدؐ کہیں جسے

سدرہ نشیں، تجلی عرشِ بریں، امیں
خالق سے ہم کلام محمدؐ کہیں جسے

مراتب اختر

سید مراتب اختر ۲۱ مئی ۱۹۳۹ کو شیخوشریف اوکاڑہ میں پیدا ہوئے۔(۳۰) اُن کے شعری مجموعوں میں ''گنج گفتار'' (۲۰۰۱)، ''گزرا بن برسے بادل'' (۲۰۰۴) اور ''جنگل سے پرے سورج'' شامل ہیں۔ساہیوال میں اُنھیں مجید امجد کی صحبت میسر آئی۔مجید امجد نے اُن کی غزلوں کو نظمینے سے موسوم کیا ہے۔اُنھوں نے ۲۵ دسمبر ۱۹۸۸ کو وفات پائی اور شیخوشریف میں دفن ہوئے۔

ﷺ

تو ہی فرقان ہے، برہان ہے قرآن کے آگے
نہیں اب تک کوئی ذی شان، تیری شان کے آگے

تری وہ ذات ہے جس کا کرشمہ کارفرما ہے
مرے وجدان کے پیچھے ، مرے ایمان کے آگے

یہی تعلیم ہے مجھ کو محبت کے صحیفے کی
کہ میں سمجھوں تجھے ہر آن اپنی جان کے آگے

ترا ہی اُمتی ہونے کی یہ پہچان ہے میری
کہ میں جھکتا نہیں جا کر کسی سلطان کے آگے

تُو اوّل ہے ، تو آخر ہے، بڑی یہ استقامت ہے
تو ہی جلوہ فگن ہے آج بھی انسان کے آگے

تری ہستی قیاس آدمی میں آ نہیں سکتی
تری صورت پڑی ہے ، سورہ رحمان کے آگے

تو ہی باوصف ٹھہرا ہے ، منیبؔ اُس کا ، حبیب اُس کا
تو ہی ہے سرخ رُو معراج پر یزدان کے آگے

منیب برہانی

اصل نام محمد صدیق ہے۔ ۱۹۳۷ کو بنگلہ فاضلکا (انڈیا) میں محمد رمضان کے گھر پیدا ہوئے۔ ہجرت کے بعد دیپال پور چلے آئے ۔ ۱۹۸۴ میں ملازمت کے سلسلے میں پاک پتن آمد ہوئی۔ یہاں اُنھوں نے 'حلقہ ارباب فرید' کی بنیاد رکھی۔ شعری مجموعہ ''پرتو خیال'' ہے ۔ ۲ نومبر ۲۰۰۶ کو وفات پائی۔

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

عجزِ بیاں درباب نعت

ایک بے رشتہ جہاں میں عالم خلقِ خدا
اور اُس کے درمیاں اعلانِ فکرِ رہنما

ایک باطل وقت کے شام و سحر میں زندگی
ایک گم گشتہ حقیقت کے نگر میں زندگی

جس میں ناموجود تھا مَیں وہ زمانہ دُور کا
جس میں ناآباد تھا مَیں وہ زمانہ دُور کا

وہ فضا اُس دور کی اُس میں جمالِ مصطفیٰؐ
جہل کی تاریکیوں میں شہر سا اک نور کا

اس زمانے میں مَیں اُس کا ذکر کرتا کس طرح
اُس زمانے کے سخن میں فکر کرتا کس طرح

باب روشن اس قدر تھا اُس جہانِ حُسن کا
رعب دل میں اس قدر تھا اُس بیانِ حُسن کا

حوصلہ مجھ میں نہ تھا تو بات کہتا کس طرح
یہ مرا منصب نہ تھا تو نعت کہتا کس طرح

منیر نیازی

محمد منیر خان نیازی ۱۹، اپریل ۱۹۲۳ء کو ضلع ہوشیار پور (انڈیا) خان پور میں پیدا ہوئے۔ ہجرت کے بعد ساہیوال میں مقیم ہو گئے۔ یہاں ایک پبلشنگ کا ادارہ قائم کیا اور ہفتہ روزہ ''ست رنگ'' جاری کیا۔ اُردو، پنجابی دونوں زبانوں میں نام پیدا کیا۔ بعدازاں لاہور منتقل ہو گئے۔ اُنھوں نے ۲۶ دسمبر ۲۰۰۶ء میں وفات پائی۔

ﷺ

اے واجب ممکن نما اے باعث ہر دوسرا
اے زینت ارض و سما از ابتدا تا انتہا

اے معدنِ صدق و صفا اے مصدرِ جود و عطا
اے گوہر کانِ وفا نامت محمد مصطفیٰ

از تو کسے محبوب تر از تو کسے مطلوب تر
مارا نیاید در نظر اے مقتدائے انبیا

اے صاحب جاہ و حشم اے مالک حسن شیم
اے محترم اے محتشم بر تو درود از کبریا

من عشق با تو باختم با دیگراں کم ساختم
از غیر من پرداختم در جان و دل توئی مرا

اُمی لقب، جان ادب، عالی نسب، والا حسب
میر عرب، محبوبِ رب، اے زینت غارِ حرا

چوں تو کسے کم دیدہ اَم، مانند تو نہ شنیدہ اَم
زاں مہر تو ورزیدہ ام توئی حسیں بعد از خدا

مولائے ہر مولاستی، آقائے ہر آقاستی
مارا چہ خوش ماراستی اے سیّد خیرالوریٰ

والا ز ہر والاستی، بالا ز ہر بالاستی
زیبا ز ہر زیباستی اے نازش مجد و علا

چوں عارض زیبائے تو چوں قامت رعنائی تو
چوں رشک مہ سیمائے تو یابم کجا بینم کجا

اے مطلع انوارِ حق اے مخزنِ اسرارِ حق
کر دی قمر ز انگشت شق اے ذاتِ تو معجز نما

نے آسماں بُد، نے زمیں، نے کرسی و عرشِ بریں
نے آدم و نے ما و طیں پیغمبری دادت خدا

اے رحمۃ للعالمیں شاہنشہ دنیا و دیں
سوئے عظامیؔ ہم بہ بیں اے شافعؐ روز جزا!

مولانا عظامی ہوشیار پوری

اصل نام عزیزالدین احمد ہے۔ 1898ء میں ہوشیار پور انڈیا میں جنم ہوا۔اقبال کی وساطت سے مولانا گرامی کی شاگردی اختیار کی۔ گورنمنٹ ہائی سکول ساہیوال میں فارسی کے مدرّس رہے۔خوش نما فارسی میں شستہ،شگفتہ اور رواں کلام ہے جس میں تلازماتِ شعری کا عمدہ استعمال ملتا ہے۔14 فروری 1957ء کو وفات پائی۔ ماہی شاہ قبرستان ساہیوال میں تدفین ہوئی۔

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

درِ حضور پہ حاضر غلام ہے آقاؐ
بہ احترام و عقیدت سلام ہے آقاؐ

حضور مجھ پہ کرم! صاحبین کا صدقہ
شفیعِ روزِ جزا تیرا نام ہے آقاؐ

کوئی بھی خالی نہیں لوٹتا ہے اس در سے
عطائے لطف و کرم صبح و شام ہے آقاؐ

حضور میں بھی تو کاسہ بدست حاضر ہوں
جہاں میں آپ کا ہی فیضِ عام ہے آقاؐ

گناہ گار ہوں لیکن میں ناامید نہیں
کہ ستر و عفو گنہ تیرا کام ہے آقاؐ

عطا ہو مجھ کو بھی اک جرعہ شرابِ جمال
کہ خالی ہاتھوں میں خالی ہی جام ہے آقاؐ

نبی تھے آپ تو اس کائنات سے پہلے
اور آپ ہی پہ ہوا اختتام ہے آقاؐ

مولوی منظور اختر

مولوی منظور احمد اختر ۲۲، اکتوبر ۱۹۲۲ء کو پاک پتن میں پیدا ہوئے۔مولوی اُن کا خاندانی نام ہے۔دین دار آدمی تھے۔اُن کا پیشہ وکالت تھا۔علامہ اقبال کی نماز جنازہ میں شرکت کی سعادت حاصل کی۔بسم اللہ سرائے پاک پتن میں انجمن فریدیہ نے ۱۹۶۶ء میں فریدیہ کالج کی بنیاد رکھی تو وہ قانونی مشیر تھے۔پاک پتن کو ضلع بنانے کی قرارداد پیش کی۔۱۴، اکتوبر ۱۹۹۷ء کو وفات پائی۔(۳۱)

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

انگ آئینے، انجم ، رنگ اعلیٰ بالا ہے آپ کا بدن سرکار روشنی کا ہالا ہے
اوجِ آدمیت پر، نیکیوں کی نیت پر آپ کی تجلّی ہے ، آپ کا اُجالا ہے
دھیان آپ کا ہر آن روح کے زمستاں میں آنگنوں میں پھیلی ہوئی دھوپ سے نرالا ہے
جس کے نام کی تعظیم بت بدن کرے تسلیم پیار اس سے ہونا تھا ، بات لامحالہ ہے
آپ کی بلائیں لے، آپ کو دعائیں دے آنکھ نے کہاں جا کر ہاتھ اپنا ڈالا ہے
چھچھے پئیں پانی چونچ چونچ دریا سے دل نے ربط رک رک کر آپ سے نکالا ہے
علم ، آگہی ، ایثار، پھول، چاندنی ، مہکار دھیان کے پرے اس پار، کالی کملی والا ہے
طائفوں کی تکلیفیں، آپ ہی کا حصہ ہیں آپ ہی کے قصّے کا کربلا حوالہ ہے
جنگلی پرندوں کی نغمگی سے سُر لے کر آپ کے لیے گوندھی گیت پریت مالا ہے

بات میں لہکتا ہوا آپ کے ظہور کا نور
ہاتھ سے پھسلتی ہوئی، برف گالا گالا ہے

ناصر شہزاد

سید ناصر شہزاد گیلانی ۲۱ دسمبر ۱۹۳۷ کو شیخو شریف ضلع اوکاڑہ میں سید محمد حسن کے ہاں پیدا ہوئے۔ ساہیوال میں محلّہ اسلام آباد میں رہائش پذیر تھے۔ مجید امجد نے ۱۹۷۰ میں اُن کی شادی کا سہرا لکھا۔ ناصر شہزاد نے ''کون دیس گیئ'' کے نام سے مجید امجد کی سوانح عمری لکھی۔ اُن کی تخلیقات میں ''چاندنی کی پیتاں، بن باس اور پکارتی رہی بنسی'' نمایاں ہیں۔ ہندی انگ میں لکھتے تھے۔ اُنھوں نے ۲۲ دسمبر ۲۰۰۷ء کو وفات پائی اور شیخو شریف میں دفن ہوئے۔

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

وہ ابتداؤں کی ابتدا ہے ، وہ انتہاؤں کی انتہا ہے
ثنا کرے اس کی کوئی کیونکر ، بشر ہے لیکن بشر نما ہے

حقیقت کائنات لایا، وہی جو راز حیات لایا
وہی جو فکر نجات لایا، وہی تو میرا بھی رہنما ہے
وہ ابتداؤں کی ابتدا ہے ، وہ انتہاؤں کی انتہا ہے

وہ جانِ جاں بھی، وہ مہرباں بھی، وہ تیرے اور میرے درمیاں بھی
شفیعِ روزِ حساب ہے جو وہی تو میرا بھی آسرا ہے
وہ ابتداؤں کی ابتدا ہے ، وہ انتہاؤں کی انتہا ہے

نظر نظر میں وہ ٹھہرا ٹھہرا ، چمکتا روشن سنہرا چہرہ
جو رنگ اُس کا وہ رنگ گہرا میں دیکھ پاؤں تو پھر مزا ہے
وہ ابتداؤں کی ابتدا ہے ، وہ انتہاؤں کی انتہا ہے

یقینِ امروز و فردا ہے وہ، سفیرِ عرشِ معلیٰ ہے وہ
کہ معبدوں کا سویرا ہے وہ، ہاں روشنی کا وہ سلسلہ ہے
وہ ابتداؤں کی ابتدا ہے ، وہ انتہاؤں کی انتہا ہے

واجد علی شاہ گیلانی

پروفیسر سید واجد علی شاہ گیلانی ۲۲ نومبر ۱۹۴۸ء کو ساہیوال میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۵۹ء کے قریب اُن کے والد بسلسلہ ملازمت پاک پتن کے ایک قصبے ملکہ ہانس میں مقیم ہو گئے۔ ۱۹۷۳ میں اورینٹل کالج سے ایم اے اُردو کیا۔ ۲۰۰۸ء میں فریدیہ کالج پاک پتن سے ریٹائرڈ ہوئے۔ ساہیوال میں بی اے کرنے کے دوران میں مجید امجد سے ملاقات کا شرف رہا۔ شعری مجموعہ 'راہِ تمنا' ۲۰۲۰ میں شایع ہوا۔ ۲۱ اپریل ۲۰۲۱ء کو وفات پائی اور ملکہ ہانس میں دفن ہوئے۔

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بامِ عروج پر کوئی تارا نہیں رہا
تجھ سا زمیں پہ نور کا دھارا نہیں رہا

جز تیرے کس نے پائی ہے معراج کبریا
جز تیرے کوئی نام بھی پیارا نہیں رہا

یہ کس قدر ہے تیری عنایت جہان پر
اس جا کوئی بھی رنج کا مارا نہیں رہا

گرداب میں پھنسی ہیں زمانے کی کشتیاں
تیرے بغیر اُن کا سہارا نہیں رہا

یہ آرزو ہے کملی کا سایہ عطا کرو!
سر ڈھانپنے کا کوئی بھی چارا نہیں رہا

قدموں میں جگہ دیجیے اپنی کنیز کو!
اب انتظار کا کوئی یارا نہیں رہا

بہرِ خدا کنارے لگا دیں مجھے حضورؐ
میرے قریب کوئی کنارا نہیں رہا

یاسمین برکت

محترمہ یاسمین برکت ۲۶ جولائی ۱۹۶۶ کو ملتان میں برکت علی کے ہاں پیدا ہوئیں۔ کچھ عرصہ محکمہ ٹیلی فون میں ملازمت کی۔ ۱۹۹۴ میں پاک پتن میں اردو لیکچرار تعینات ہوئیں۔ منیب برہانی کی قائم کردہ تنظیم ''حلقہ اربابِ فرید'' کی پہلی صدر تھیں۔ محترمہ پروفیسر کوثر پروین کا ایم فل اُردو کا مقالہ اُن کے کلام کی تدوین پر مبنی ہے۔ اُنھوں نے ۱۹ نومبر ۲۰۱۱ کو وفات پائی۔

زینتِ شہر

حیات غزل گو شعرا کا نعتیہ کلام

☆

خدا نے خود انھیں بزمِ رُسل کا صدر ٹھہرایا
رہیں گے تا ابد ان کی صدارت کے دیے روشن

نویدؔ عاجز

ﷺ

وہ جس کے نام پہ لازم مجھے درود ہوا
جہاں میں ایسا فقط ایک ہی وجود ہوا

وہ دن کہ جس کی زمانوں نے تاج پوشی کی
وہ دن کہ جس میں تری ذات کا ورود ہوا

جو تیرے عشق میں مجھ سے ہوا خدا کے حضور
وہ ایک سجدہ مرا حاصل سجود ہوا

ترے کلام کی تاثیر سے روانی ملی
کبھی جو سینے میں اوہام کا جمود ہوا

شمار ہونے لگا میرا نعت خوانوں میں
یہ کارِ خیر مرا ، باعثِ سعود ہوا

زبان و قلب سے کلمہ پڑھا تو مان لیا
تُو میری فکروہنر کا حد حدود ہوا

احمد ساقی

احمد ساقی یکم ستمبر ۱۹۵۵ء کو حافظ محمد عبداللہ کے ہاں پیدا ہوئے۔ پنجاب یونی ورسٹی سے ایم اے عربی کیا۔ یکم ستمبر ۲۰۱۵ء کو گورنمنٹ کالج گوگیرہ سے پرنسپل کی حیثیت سے ریٹائرڈ ہوئے۔ اوکاڑہ میں مقیم ہیں۔ اُن کی شاعری پر ایم فل کا مقالہ تحریر کیا جا چکا ہے۔ اُن کے دو شعری مجموعے ''دھنکتی خاک'' اور ''دروازہ'' شایع ہو چکے ہیں۔ نعتیہ مجموعہ زیر طبع ہے۔ ان کی نعت ندرتِ خیال کی تازہ کاری لیے ہوئے ہے۔

ﷺ

وحشی انسان کو آداب سکھانے کے لیے
فخرِ آدم ہیں دلی روگ مٹانے کے لیے

فردِ عصیاں کو سرِ حشر چھپانے کے لیے
کملی والے ہیں بھلی لاج نبھانے کے لیے

ایک پیغام جو ہر دل کو گلستاں کر دے
آپ آئے ہیں زمانے کو سنانے کے لیے

فخرِ کونین شہنشاہِ زمانہ آئے
بزمِ ہستی کو بہر طور سجانے کے لیے

لوحِ محفوظ پہ لکھا ہے خدا نے خود ہی
''اُن کا دستور ہے ہر ایک زمانے کے لیے''

کاش! مل جاتا مجھے اُن کا زمانہ اسؔجد
کاش! رکھ لیتے وہ نعلین اُٹھانے کے لیے

احمد سعید اسجد

اُن کا اصل نام سید احمد سعید ہے۔ وہ ۶ جنوری ۱۹۴۲ء کو میاں محمد دین کے گھر ابوہر منڈی (انڈیا) میں پیدا ہوئے۔ پہلے قلمی نام احمد سعید سدھو تھا۔ پاک پتن میں مقیم ہیں۔ اسسٹنٹ فارماسسٹ کا ڈپلومہ کیا۔ اُن کی شاعری مقصدیت کی حامل ہے۔ اُن کی طبیعت نعت گوئی کی طرف مائل ہے۔ کوئی شعری مجموعہ ابھی تک شایع نہیں ہو سکا۔

ﷺ

سوچ کے انداز سب اُس کے خیالوں میں رہیں
تذکرے اُس کے ہمیشہ ہی حوالوں میں رہیں

پھول سے کھِلتے رہیں اس گفتگو کے ہر کہیں
اس کی باتیں جا بہ جا اپنی مثالوں میں رہیں

اک اُسی کے در سے مانگیں ، اک اُسی کے ہو رہیں
ٹکڑے اس خیرات کے میرے نوالوں میں رہیں

بس طلب اتنی ہے ہم بھی در پہ اُس کے جا بسیں
چھوڑ کر تاریکیاں اپنی ، اُجالوں میں رہیں

عمر بھر بٹتی رہے خیرات اُس کے دین کی
عمر بھر مصروف ہم یوں ہی سوالوں میں رہیں

ہاں سروشؔ اُس کی ہی خاطر ہے سجائی کائنات
جس کی خاطر سب صحیفے ہی حوالوں میں رہیں

احمد سعید سروش

احمد سعید سروش یکم مارچ ۱۹۳۹ کو ضلع جالندھر (انڈیا) میں میاں جان محمد کے ہاں پیدا ہوئے۔ پروفیسر اکرم ناصر کے بڑے بھائی ہیں۔ پاک پتن میں وکالت سے وابستہ ہیں۔ اُنھوں نے سندھ مسلم لا کالج سے وکالت اور کراچی یونی ورسٹی سے ایم اے صحافت کیا۔ پاک پتن سے ۱۹۹۱ میں ماہ نامہ ''بندگی'' جاری ہوا جس کا اداریہ آپ لکھتے تھے۔ اُن کی شاعری سماج سدھار موضوعات کے گرد گھومتی ہے۔

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ہر مقام آپ کا اسلام سے وابستہ ہے
ہر کلام آپ کا الہام سے وابستہ ہے

کیوں نہ پھر فخر کروں، امتی ہونے کا ترا
جب جہاں سارا ترے نام سے وابستہ ہے

واہ کیا شان ہے ان کی کہ سدا دل جن کا
میرے محبوبؐ کے احکام سے وابستہ ہے

ہے ملا جو بھی ترے در سے ملا آج تلک
ہر عطا ہی ترے انعام سے وابستہ ہے

ظاہراً اُن کو ہی حاصل ہے زمانے میں قرار
جن کا دل آپ کے پیغام سے وابستہ ہے

روشنی کی طرح اے شادؔ یہاں میرا خیال
بے شبہ ان کے در و بام سے وابستہ ہے

احمد شاد

اصل نام محمد احمد شاد ہے۔ 20 فروری 2002ء کو پاک پتن میں پیدا ہوئے۔ جی سی ساہیوال میں بی ایس کیمسٹری کے طالب علم ہیں۔عروض سے بھی دل چسپی رکھتے ہیں۔نعت تواتر سے لکھ رہے ہیں۔شعری اسلوب میں تازگی کی طرز اپنائی ہے۔اس کے علاوہ بے ساختگی کا عنصر باعثِ دل کشی ہے۔

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم

مرے آقا آؤ کہ مدت ہوئی ہے، تری رہ میں اکھیاں بچھاتے بچھاتے
تری حسرتوں میں تیری چاہتوں میں، بڑے دن ہوئے گھر سجاتے سجاتے

مرا یہ ہے ایماں، یہ میرا یقیں ہے، مرے مصطفےٰ سا نہ کوئی حسیں ہے
کہ رُخ اُن کا دیکھا ہے جب سے قمر نے، نکلتا ہے منہ کو چھپاتے چھپاتے

قیامت کا منظر بڑا پُرخطر ہے مگر مصطفےٰ کا جو دیوانہ ہوگا
وہ پل پر سے گزرے گا مسرور ہو کر، نعرہ نبی کا لگاتے لگاتے (۳۲)

یہ دل جب سے عشق نبی میں پڑا ہے، نہ دن کی خبر ہے نہ شب کا پتا ہے
کہ اب تو بصارت بھی کم ہو گئی ہے، ترے غم میں آنسو بہاتے بہاتے

مرے لب پہ مولا نہ کوئی صدا ہے، فقط مجھ نکمے کی بس یہ دُعا ہے
مری سانس نکلے درِ مصطفےٰ پر، غم دل نبیؐ کو سناتے سناتے

میں قربان تیری سخاوت پہ آقا، کہ تھک ہار جاتے ہیں خود لینے والے
مگر میرے آقا تو تھکتے نہیں ہیں، کرم کے خزانے لٹاتے لٹاتے

ہے کعبہ بھی حاکمؔ بڑی شان والا، مگر میرے دل میں تمنا یہی ہے
کہ مل جائے نقش کف پائے احمد، تو مر جاؤں سر کو جھکاتے جھکاتے

احمد علی حاکم

احمد علی حاکم ساہیوال کے ایک خوش گلو نعت خواں ہیں لیکن نعت گوئی کا عمل تطہیر بھی جاری ہے۔ آپ ۲۵ ستمبر ۱۹۷۶ء کو حویلی لکھا کے ایک گاؤں محبّ علی میں نور محمد کے ہاں پیدا ہوئے۔ ان کی چند نعتیں بے حد سراہی گئی ہیں۔ ان کا نعتیہ کلام ''کلامِ حاکم'' کے عنوان سے محمد توصیف حیدر نے مرتب کیا ہے۔ اُن کے کلام میں غنائی لہجے کے علاوہ عشقِ رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کا گہرا رچاؤ دیکھا جا سکتا ہے۔

ﷺ

آپ یاسین ہیں آپ فرقان ہیں آپ کردار سے عین قرآن ہیں
آپ ہی دین اور آپ ایمان ہیں آپ کردار سے عین قرآن ہیں

آپ ہیں مجتبیٰ، آپ ہیں مرتضیٰ، آپ کا اسم ہے درد وغم کی دوا
آپ یاسین ہیں، آپ فرقان ہیں آپ کردار سے عین قرآن ہیں

جس کو دونوں جہانوں کی رحمت بنا کر ہے بھیجا گیا
آپ ہی تو وہ رحمت کا عنوان ہیں آپ کردار سے عین قرآن ہیں

مجھ گنہ گار کو جو شفاعت کی امید ہے تو وہ ہے آپ سے
آپ ہی میری بخشش کا سامان ہیں آپ کردار سے عین قرآن ہیں

وہ کہ جن کے لیے عرش اور فرش سب کچھ بچھایا گیا، پھر بلایا گیا
آپ ہی تو خدا کے وہ مہمان ہیں آپ کردار سے عین قرآن ہیں

اختر سلیم

اصل نام محمد سلیم ہے۔ 5 جنوری 2003ء تاریخ پیدائش ہے۔ 60/D کھوکھراں والا پاک پتن میں مقیم ہیں۔ جی سی اوکاڑہ سے گریجوایشن کیا ہے۔ ایم اے اُردو تکمیل کے مراحل میں ہے۔ عمدہ شعر کہتے ہیں۔ اُن کے کلام میں روانی اور سلاست کی خوبی موجود ہے۔ مضامین میں سیرت کے علاوہ تعلیماتِ رسول ﷺ کا ذکر بھی ملتا ہے۔

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

خدایا! سید الابرار تک میری ثنا پہنچے
مری خواہش ، تمنا ، آرزو اور التجا پہنچے

بس اب تو ایک ہی خواہش مرے دل میں مچلتی ہے
کہ میری دسترس میں بھی سفر کا مرحلہ پہنچے

سفر ہے گر مدینے کا تو قسمت یاوری میں ہے
وگرنہ کعبۃ اللہ میں بھی ہم پہنچے تو کیا پہنچے

بھرم رکھ لیجیے سرکارؐ ، اس خاطی کا ، مجرم کا
یہ عاجز بھی کسی دن آپ کی چوکھٹ پر آ پہنچے

حضورؐ! اک بار بس اک بار آنے کی اجازت ہو
مری بیماری دل کو دوا پہنچے ، شفا پہنچے

وہاں جانے کا کوئی بھی تصور کر نہیں سکتا
جہاں اور جس جگہ حضرت محمد مصطفیؐ پہنچے

جہاں لاکھوں کروڑوں لوگ جاتے ہیں مدینے کو
عجب کیا ہے وہاں یہ ارجمند احمد بھی جا پہنچے

ارجمند قریشی

ارجمند احمد قریشی ۲۰۰۵ء میں گورنمنٹ امامیہ کالج ساہیوال سے پروفیسر آف اُردو کی حیثیت سے ریٹائرڈ ہوئے۔ وہ ۱۶ مارچ ۱۹۴۵ء کو سیالکوٹ کے قصبے ظفر وال میں پیدا ہوئے۔ فرید ٹاؤن ساہیوال میں مقیم ہیں۔ سرکاری وادبی تقاریب میں نقابت کے فرائض انجام دیتے رہے۔ اُن کا نعتیہ مجموعہ زیرِ طبع ہے۔

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تو ہے سراپا نور ، تری ہر ادا ہے نور
ذروں میں مہر و ماہ میں بکھرا ترا ہے نور

تو ہے وہ ماہتاب کہ جس کو نہیں زوال
تصویرِ کائنات میں تیرا بھرا ہے نور

قصرِ جہاں سے سایۂ ظلمات اُٹھ گیا
دین و شرع کے روپ میں ہم کو ملا ہے نور

محفل میں ذکر صل علیٰ کے جلے چراغ
دیکھو کہ دشتِ جاں میں بھی پھیلا ہوا ہے نور

اک اک ادا حضور کی پارس ہے اور سحابؔ
سیرت میں مستقیم کا رکھا ہوا ہے نور

اسلم سحاب ہاشمی

محمد اسلم سحاب ۱۰ مئی ۱۹۷۰ء کو قاضی ظہورالدین ہاشمی کے ہاں صادق آباد میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۹۵ء میں اسلامیہ یونی ورسٹی بہاول پور سے ایم۔اے اُردو کیا۔ ڈی پی ایس ساہیوال میں تدریسی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ ''پہلا خواب'' (۲۰۰۹) شعری مجموعہ جب کہ ''ہم سب افسانہ ہیں'' افسانوی مجموعہ ہے۔ ''محسن خان پوری: فن اور شخصیت'' کے عنوان سے ایم فل اُردو کا مقالہ بھی تحریر کر چکے ہیں۔ اُن کا کلام معروف ادبی رسائل میں شایع ہوتا رہتا ہے۔

ﷺ

رحمتوں کا نزول ہو جائے
آج نعت رسول ہو جائے

ہے تمنا نبی جی خاک مری
تیرے قدموں کی دھول ہو جائے

آرزو ہے مروں مَیں طیبہ میں
میری عرضی قبول ہو جائے

ایک لمحہ جو اُن سے غافل ہوں
زندگانی فضول ہو جائے

اپنی شفقت سے در گزر کرنا
جو بھی اطہر سے بھول ہو جائے

اطہر حضوری

اصل نام محمد اطہر جلیل ہے۔ نعت گو کے علاوہ نعت خواں بھی ہیں۔ محلّہ درس بصیر پور میں رہائش پذیر ہیں۔ نعت خوانی کی محافل میں نقابت کے فرائض انجام دیتے ہیں۔ اُن کا کلام سادہ اور دل نشیں ہے۔ حافظ عبدالحمید سجاد سے اصلاح لی۔ وہ ۱۹ جولائی ۱۹۷۲ کو محمد شریف کے ہاں پیدا ہوئے۔ مزاحیہ پنجابی شاعری کی طرف بھی رجحان ہے۔ شعری مجموعہ شایع نہیں ہوا۔

ﷺ

آپؐ کے سایۂ فیضان میں آ جاتا ہوں
ایک صحرا سے گلستان میں آ جاتا ہوں

خود پہ ہر پل کسی کافر کا گماں ہوتا ہے
نعت کہتا ہوں تو ایمان میں آ جاتا ہوں

نفع دیتا ہے مجھے ذکرِ شہِ دو عالمؐ
بھول جاتا ہوں تو نقصان میں آ جاتا ہوں

یہ بھلا کم تو نہیں نعتِ نبیؐ کے صدقے
کچھ نہ ہو کر صفِ حسانؓ میں آ جاتا ہوں

ان کی نسبت ہی مجھے گم نہیں ہونے دیتی
جتنا مجمع بھی ہو پہچان میں آ جاتا ہوں

اسمِ احمدؐ ہی سے ملتا ہے سہارا اظہرؔ
جب غم و رنج کے طوفان میں آ جاتا ہوں

اظہر کمال

اظہر کمال خان ۲۷ مئی ۱۹۷۲ کو کمال خان کے ہاں محلّہ میر باز خان پاک پتن میں پیدا ہوئے۔ شہر فرید کے وسط میں اُن کا کلینک ایک ادبی مرکز کی حیثیت رکھتا ہے۔ اُنھوں نے ۲۰۱۲ میں چند دوستوں کے ساتھ مل کر ''ادب قبیلہ'' پاک پتن کی بنیاد رکھی۔ اُن کے شاگردوں میں ''یاسر رضا آصف، راشد انصر، علی رضا رضی، سیف علی سیف، علی رضا وقار'' نمایاں ہیں۔ شعری مجموعہ ''مری آنکھ میں بڑے خواب ہیں'' زیر طبع ہے۔ نعت میں دل کشی اور جدت کا رنگ موجود ہے۔

ﷺ

سب جہاں کی رونقیں ہیں صدقۂ خیرالبشر
ہیں بہاریں پھوٹتی از روضۂ خیرالبشر

دولت دنیا فقط ہے اس جہاں میں سود مند
پر فلاح دو جہاں ہے اسوۂ خیرالبشر

حشر کا سورج اسے کیسے جلائے گا بھلا
جو وہاں بیٹھے گا زیر سایۂ خیرالبشر

گر جہاں کے شور سے ہے جی ترا اُکتا گیا
''چھیڑ پھر تسکین دل کو نغمۂ خیرالبشر''

اے قمر تو یہ جو اپنے نور پر مغرور ہے
یہ چمک ہے با طفیلِ چہرۂ خیرالبشر

کچھ گنہ اعجاؔز سرزد ہو گئے تو فکر کیا
کہ چلے گا روزِ محشر رقعۂ خیرالبشر

اعجاز آدم

محمد اعجاز ۱۳دسمبر ۱۹۹۹ء کو پاک پتن میں پیدا ہوئے۔ گورنمنٹ فریدیہ کالج میں بی اے لٹریچر کے طالب علم ہیں۔ انھوں نے ۲۰۱۶ء میں ساہیوال بورڈ (میٹرک، آرٹس گروپ) میں دوسری پوزیشن حاصل کی۔ ۲۰۱۸ء میں ساہیوال بورڈ (ایف اے، آرٹس گروپ) میں تیسری پوزیشن حاصل کی۔ راقم کے ساتھ شعری تذکرے ''تازہ غزل'' کے معاون مرتب ہیں۔ اُن کا مجموعہ آدم زاد زیرِ طبع ہے۔

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

کسی نے آج تک ایسا ادارہ پھر نہیں دیکھا
کسی نے آج تک ایسا شمارہ پھر نہیں دیکھا

فلک پہ چاند کے ٹکڑے کیے تھے جس اشارے نے
کسی نے آج تک ایسا اشارہ پھر نہیں دیکھا

گواہی جس کی دیتے تھے نبی کو دیکھنے والے
کسی نے آج تک ایسا ستارہ پھر نہیں دیکھا

پلک جھپکیں تو سارے انبیا بھی مقتدی ٹھہریں
کسی نے آج تک ایسا دوبارہ پھر نہیں دیکھا

جو دیکھا تھا عمرؓ نے ایک لمحے کی ریاضت میں
کسی نے آج تک ایسا نظارہ پھر نہیں دیکھا

اعظم کمال

محمد اعظم اختر آرمی سے میجر ریٹائرڈ ہیں۔ اوکاڑہ کینٹ میں رہائش پذیر ہیں۔ ایم اے اُردو ، ایم بی اے اور پی ایچ ڈی اسکالر (سندھ یونی ورسٹی) ہیں۔ ڈی پی ایس بہاول نگر میں پرنسپل رہے۔ وہ ۲۹ جون ۱۹۵۹ء کو کمالیہ میں چودھری علی محمد کے ہاں پیدا ہوئے۔ اُن کی پانچ مطبوعات میں ''ساحل کی بھیگی ریت پر، غزل نو، معلوم، اشک مسکراتے ہیں (نظمیں) اور لوحِ عروض (تدوین)'' شامل ہیں۔

ﷺ

اس در پہ حاضری کو میں رب کی عطا کہوں
ذکر نبی کو دافع رنج و بلا کہوں

شہر نبیؐ ہے رحمت و بخشش کی سر زمیں
ام القریٰ کو قریۂ خوف خدا کہوں

ذرہ بھی یاں کا ہم سرِ ہفت آسمان ہے
صحن حرم کو زینت عرشِ علیٰ کہوں

خاکِ درِ حضور تو سرمہ ہے آنکھ کا
زمزم کی ایک بوند کو آبِ بقا کہوں

اک جنبشِ خفیف سے ٹکڑے ہوا ہے چاند
اس اک عمل پہ مرحبا! صد مرحبا! کہوں

تائبؔ یہی ہے اب تو مرا مقصد حیات
اپنے حضورِ پاک کی نعتیں سدا کہوں

اکرام تائب

پروفیسر محمد اکرام ۲۰ مئی ۱۹۵۰ کو چودھری فضل محمد قادری کے ہاں عارف والا میں پیدا ہوئے۔ ۱۹ مئی ۲۰۱۰ کو گورنمنٹ کالج عارف والا کے شعبہ اردو سے بطور اسسٹنٹ پروفیسر ریٹائرڈ ہوئے۔ ۱۹۹۶ سے ۲۰۰۲ تک گورنمنٹ فریدیہ پوسٹ گریجویٹ کالج پاک پتن میں بھی تدریسی خدمات انجام دیں۔ مجروح کلہروی اور قاضی ظفر اقبال سے مشورہ سخن کیا۔ مزاحیہ شاعری میں منفرد مقام رکھتے ہیں۔ اُن کا نعتیہ مجموعہ ''مہمانِ اسریٰ'' کلیاتِ اکرام تائب میں شایع ہو چکا ہے۔

ﷺ

دنیا کی ہر فضا میں اُجالا رسولؐ کا
یہ ساری کائنات ہے صدقہ رسولؐ کا

قرآن پڑھ کے دیکھا تو معلوم یہ ہوا
اللہ کی زبان ہے لہجہ رسولؐ کا

اصحاب ہیں ستارے تو مہتاب ہیں رسولؐ
سب پر کھلا ہوا ہے دریچہ رسولؐ کا

توحید کے خلاف کھلی جب کوئی زباں
لب پہ تھا سنگ ریزوں کے کلمہ رسولؐ کا

سرشارؔ نعت کیوں نہ لکھے آنحضورؐ کی
سرشار بھی ہے ماننے والا رسولؐ کا

اکرام الحق سرشار

اکرام الحق ۱۱ستمبر۱۹۵۱ء کو چیچہ وطنی میں پیدا ہوئے۔ ابونواز عامل جالندھری سے اصلاح لی۔ ۱۹۶۸ء سے مختلف ادبی رسائل میں اُن کا کلام شایع ہو رہا ہے۔ اُن کی ایک کتاب ''غنچۂ سحر'' کے نام سے ۱۹۷۰ء میں شایع ہوئی۔ چیچہ وطنی کی تاریخ پر کام کر رہے ہیں۔ ''صبح ہونے دو'' شعری مجموعہ ہے۔

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

دل سے اٹھی ہے صدا صلِ علیٰ
جاں محمدؐ پر فدا صلِ علیٰ

پڑھتی ہیں پھولوں کی خوشبوئیں درود
کہتی ہے بادِ صبا صلِ علیٰ

''یا محمدؐ'' ہونٹ کہتے ہی رہیں
اور زباں پر ہو سدا صلِ علیٰ

مصطفےٰ ، اے مرتضےٰ اے مجتبےٰ
اے رسولِ انبیا صلِ علیٰ
جگمگا اٹھے مری شب کا نصیب
خواب میں جلوہ دکھا صلِ علیٰ
شاہِ شاہاں اور فقیروں کا فقیر
شانِ احمدؐ مرحبا صلِ علیٰ
میں تصور ہی تصور میں عتیقؔ
جانبِ طیبہ چلا صلِ علیٰ

اکرم عتیق، ڈاکٹر

ڈاکٹر اکرم عتیق گورنمنٹ کالج وہاڑی میں اردو کے ایسوسی ایٹ پروفیسر ہیں۔ آپ 18 اپریل 1966 میں عبدالعزیز کے ہاں عارف والا میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم وہیں سے حاصل کی پنجاب یونیورسٹی سے ''دیوانِ ترقی: تحقیق وتدوین'' کے موضوع پر 2011ء میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری لی۔ ان کی مطبوعات میں ''جیسے کلیاں اچھال دے کوئی (ہائیکو)''، ''یاد کا موسم'' (غزل)''، چاند میں سورج قید ہوا'' (منظوم پہیلی)، ''یہ کبھی سوچا نہ تھا'' (غزل) شامل ہیں۔

ﷺ

حرا کی وادی سے
لفظ اقرا کی گونج سن کر
ستم کی چکی میں پسنے والی
خدا کی مخلوق نے یہ دیکھا
سحر کے آثار ہو گئے ہیں
اندھیرے چھپنے کو
کونے کھدرے تلاشتے ہیں
خزاں زدہ شاخ نے یہ سوچا
گلاب موسم میں
خوشبوئیں لازوال ہوں گی
جو لا اِلٰہ کی صدائیں گونجیں
تو معبدوں میں
خدائیوں کے طلسم ٹوٹے
گلی گلی میں نوید پہنچی
ستم کے
جور و جفا کے سکّے کو
کالعدم کر دیا گیا ہے
عداوتوں کی تمام فصلیں
اجڑ چکی ہیں
محبتوں کے
عقیدتوں کے

گلاب بونا
کوئی بھی
تشنہ نہ مر سکے گا
سراب موسم گزر چکے ہیں
جولا الہٰ کی صدائیں گونجیں
ہر ایک چہرے پہ نور برسا
ہر ایک چہرہ خوشی سے دمکا
حرا کی وادی میں
لفظ اقرا کی گونج سن کر

اکرم ناصر، پروفیسر

پروفیسر اکرم ناصر یکم نومبر ۱۹۵۲ء کو میاں جان محمد کے گھر پیدا ہوئے۔ پنجاب یونی ورسٹی سے ایم اے اُردو کیا۔ لاہور میں قیام کے دوران ڈاکٹر طارق عزیز کی معاونت سے ادبی مجلّہ ''تلاش'' شایع کرتے رہے۔ مختار بخاری کے ساتھ مل کر پاک پتن سے ۹۲۔۱۹۹۱ء میں ماہ نامہ ''بندگی'' جاری کیا۔ ۲۰۱۲ء میں گورنمنٹ کامرس کالج گوجرانوالہ سے پرنسپل کی حیثیت سے ریٹائرڈ ہوئے۔ شعری مجموعہ ''اجمال'' شایع ہو چکا ہے۔ نعتیہ مجموعہ زیرِ طبع ہے۔ اُن کی نعت سیرت النبیؐ کے روشن حوالوں سے مستنیر ہے۔ انھوں نے مقصدی اندازِ فکر اپناتے ہوئے نعت کی خدمت کا منصب سنبھالا ہے۔ اُن کا نعتیہ کلام ماہنامہ ''بیاض'' میں باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے۔ الفاظ کی عمدہ نشست و برخاست کا ہنر جانتے ہیں۔

ﷺ

آپ کونین کے والی ہیں مدینے والے
میرے کاسے ابھی خالی ہیں مدینے والے

آپ کی ذات حقیقت ہے زمانے میں فقط
باقی سب نقش خیالی ہیں مدینے والے

میں تو میں ہوں ، مِرے آقا مِرے اجداد سبھی
آپ کے در کے سوالی ہیں مدینے والے

خیر کی جتنی دعائیں بھی مجھے ازبر تھیں
میں نے وہ نعت میں ڈھالی ہیں مدینے والے

خواہشِ دید میں اتنا ہی کیا ہے میں نے
آنکھیں کشکول بنا لی ہیں مدینے والے

آپ کے در کی غلامی کے عوض امبؔر نے
رفعتیں ساری کما لی ہیں مدینے والے

امبر بخاری

اصل نام سید شریف حسین شاہ بخاری ہے۔ وہ ۱۳ جولائی ۱۹۷۱ کو پاک پتن میں سید نذیر حسین شاہ بخاری کے گھر پیدا ہوئے۔ اُردو، سیاسیات اور اسلامیات میں ایم اے کیا۔ اکتوبر ۱۹۸۶ میں اُن کی پہلی نظم ''عورت'' جب کہ ۱۹۸۷ میں پہلی کہانی ''دیوانگی کہیں جسے'' شایع ہوئی۔ اپریل ۲۰۰۰ء میں آداب عرض نے اُن کا خصوصی گوشہ شایع کیا۔ شریف ساجد سے اصلاح لی۔ ۲۰۲۳ء میں ادب قبیلہ کے صدر رہے۔ شعری مجموعے ''تماشا لگے گا'' اور ''مکمل کچھ نہیں ہوتا'' زیرِ طبع ہیں۔

ﷺ

عرب و عجم کے سید ابرار آپ ہیں
مجھ ایسے خاک سار کے سرکار آپ ہیں

''صادق بھی ہیں امین بھی''، دشمن نے یہ کہا
صدق و صفا کا جھومتا مینار آپ ہیں

بھولے ہوؤں کی رہبری ہے آپ ہی کا کام
بھٹکے ہوؤں کے حشر میں سالار آپ ہیں

سارے نبی ہیں محترم اس کائنات میں
سب انبیا کے آقا و سردار آپ ہیں

آپ آئے اس جہان میں تو روشنی ہوئی
دونوں جہاں میں منبعِ انوار آپ ہیں

طیبہ کے چاند کا کوئی نعم البدل نہیں
حسن و جمال و کوکبؔ و گلزار آپ ہیں

امتیاز کوکب

امتیاز احمد کوکب ۸ مارچ ۱۹۶۷ء کو حاجی محمد حسین کے ہاں دیپال پور میں پیدا ہوئے۔ بحریہ ٹاؤن، لاہور میں مقیم ہیں۔ صحافت سے وابستہ ہیں۔ ٹی وی شو خبرناک میں بطور تجزیہ کار، اداکار اور شاعر شریک ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ باکمال کمپیئر اور اینکر بھی ہیں۔ اُردو پنجابی میں حمد، نعت، سلام، غزل اور نظم کہتے ہیں۔ ستمبر ۲۰۲۰ میں بیسٹ اینکر ایوارڈ سے نوازے گئے۔ اُن کا نعتیہ انداز عجز وصداقت کے حرفِ شیریں سے مزین ہے۔

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مجھ کو عزیز جان و جگر تیرا نام ہے
لاکھوں ہزار تجھ پہ درود و سلام ہے

آقا قبول کیجیے رحمت کی التجا
تیرے حضور میں کھڑا تیرا غلام ہے

بے شک ترے ہی فیض سے اکناف زیست میں
آدم کی ذات کا بہت اونچا مقام ہے

تخلیق کائنات ترے واسطے ہوئی
مختارِ دو جہاں! ترا عالی مقام ہے

خلقت میں سر بلند خدا نے تجھے کیا
سردارِ انبیا ہے تُو سب کا امام ہے

کیا دل نشیں عطا ہے خدایا مرے لیے
ذکر نبی ہی لب پہ مرے صبح و شام ہے

لیتا ہے جو ادب سے ترا نام یا نبی!
املاک اُس بشر کو نوید دوام ہے

املاک جدران

املاک احمد ۴ فروری ۱۹۴۷ کو خاجو کی بسی، ہوشیار پور (انڈیا) میں رفیق احمد کے ہاں پیدا ہوئے۔ اوکاڑہ میں ذاتی کاروبار سے وابستہ ہیں۔ شاد افسری اور اقبال صلاح الدین سے اصلاح لی۔ شعری مجموعہ شایع نہیں ہوا، البتہ اُنھوں نے جدران اکیڈمی کے تحت شاد افسری کا شعری مجموعہ ''شاخِ بریدہ'' اور اقبال صلاح الدین مرحوم کے مقالات کی ضخیم فہرست شایع کرنے کا اہتمام کیا۔

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

جو کچھ ہے کائنات میں ان کی رضا سے ہے
جو مجھ کو مل رہا ہے وہ ان کی عطا سے ہے

نیزے پہ سر تھا اور تھا قرآں زبان پر
یوں انتہائے عشق بھی کرب و بلا سے ہے

بگڑی سنورتی جاتی ہے اس کے طفیل سے
نسبت جو ایک مدحتِ خیرالوریٰ سے ہے

بن جاؤں میں بھی خاک مدینے کی ایک دن
آغاز ہر سحر کا اسی اک دعا سے ہے

خوشبو جو آ رہی ہے در و بام سے مرے
یہ سلسلہ تمام درِ مصطفیٰؐ سے ہے

امن علی امن

امن پاک پتن کے رہائشی ہیں۔ وہ 17 اکتوبر 1987ء کو اوکاڑہ کے ایک گاؤں 53/2L میں محمد بشیر کے ہاں پیدا ہوئے۔ انھوں نے بی اے بی ایڈ کیا۔ ڈاکٹر اظہر کمال کے شاگرد ہیں۔ چھوٹی بحر میں عمدہ لکھتے ہیں۔ اب نعت کی طرف محبت سے مائل ہوئے ہیں۔

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

مرے نبیؐ کی ہے شان اعلیٰ
بلند و بالا، بلند و بالا

زمانہ ظلمت میں مبتلا تھا
جو آپ آئے ، ہوا اجالا

جہاں میں توحید عام کر دی
جڑوں سے ہے شرک کاٹ ڈالا

دعا دی بدلے میں پتھروں کے
حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا طرز ہے نرالا

تڑپ تھی سینے میں اُمتی کی
عدو سے بھی پیار کرنے والا

ہیں پینے والے صحابہ ستر
ہے دودھ کا صرف اک پیالا

یہ جان انوارؔ اس پر قرباں
مرے دکھوں کو ہے جس نے ٹالا

انوارالمرتضیٰ

انوارالمرتضیٰ یکم مارچ 1988ء کو 65/EB عارف والا میں منظور احمد کے ہاں پیدا ہوئے۔ عارف والا میں نجی کاروبار سے وابستہ ہیں۔ بزمِ انوارِسخن کے بانی وصدر ہیں۔ 2019ء سے نئے شعرا کی پذیرائی میں سرگرم ہیں۔ سادہ طرزِ بیان میں بھی دل کشی کا جوہر رکھتے ہیں۔

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

نبی کے آستاں کی آرزو ہے
زمیں کو آسماں کی آرزو ہے

اسے نارِ جہنم کا نہیں ڈر
جسے جانِ جہاں کی آرزو ہے

مدینے کی گلی دارالاماں ہے
وہیں پر اک مکاں کی آرزو ہے

سراپا رحمت عالم! کرم ہو
مجھے حسنِ بیاں کی آرزو ہے

نہیں تختِ سکندر کی تمنا
دیارِ قدسیاں کی آرزو ہے

خدایا! خیر ہو میرے جنوں کی
حبیبِ دو جہاں کی آرزو ہے

نوازش ہو حزیں انورؔ پہ آقاؐ
کہاں میں ہوں کہاں کی آرزو ہے

انور اختر آبادی

محمد انور بھٹی ۱۵ دسمبر ۱۹۶۰ء کو 9/1-AL اختر آباد تحصیل رینالہ خورد میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد کا نام محمد گھمن ہے۔ کچھ عرصہ محکمہ اصلاحِ آب پاشی میں سب انجینئر کام کیا۔ اس کے بعد گورنمنٹ ہائر سیکنڈری سکول 9/1-AL اختر آباد میں ایس ایس ٹی تعینات ہو گئے۔ حجرہ شاہ مقیم میں سید نیاز علی شاہ صاحب کی بیعت سے مشرف ہیں۔

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

محمدؐ خیر خواہِ دو جہاں ہیں
محمدؐ سرورِ کون و مکاں ہیں

ستاروں میں ہو جیسے چاند روشن
محمدؐ انبیا کے درمیاں ہیں

تراوت جس سے پہنچے میرے دل کو
وہ مکی اور مدنی گلستاں ہیں

محمدؐ کی نبوت کے ہی صدقے
کھلے قدرت کے اسرارِ نہاں ہیں

عرب کے ایک اُمی کے توسط
مہِ حکمت کی کرنیں ضَو فشاں ہیں

ہے اُنؐ کے ہاتھ میں تقدیر عالم
وہی مفتاحِ رازِ کُن فکاں ہیں

ترے قدموں میں اے محبوبِ یزداں
جبیں رکھے ہوئے دونوں جہاں ہیں

اورنگ زیب

پروفیسر اورنگ زیب گورنمنٹ ساہیوال کے شعبہ سیاسیات سے ریٹائرڈ ہیں۔۱۰ فروری ۱۹۴۸ کو عارف والا کے گاؤں 51/EB میں حکیم مولوی عبدالعزیز کے ہاں پیدا ہوئے۔اُن کی مطبوعات میں ''لیڈی سپرنٹنڈنٹ (افسانہ)، پکھی واس (افسانہ)، کیا گزری دل والوں پر (ناول)، عورت (تحقیق و تجزیہ)، جب پھولوں سے پیار کیا تھا اور سلگتے آنسو (شاعری)'' شامل ہیں۔

ﷺ

ایسی نہیں ہے شمس و قمر کی چمک دمک
جیسی کہ ہے حضورؐ کے در کی چمک دمک

میں بھی رواں ہوں شہر مدینہ کی راہ پر
اور میرے سامنے ہے سفر کی چمک دمک

میں ہوں اِدھر فراق کی تاریکیوں میں گم
اور میرے دھیان میں ہے اُدھر کی چمک دمک

منبع مرے حضورؐ ہیں خوشبو کا، نور کا
ایسی کہاں کسی گل تر کی چمک دمک

سوچا انھیں تو نور سے معمور ہو گیا
کیا ہو، پڑے جو مجھ پہ نظر کی چمک دمک

آئے تو مل کے دونوں جہانوں کی روشنی
افضل تمام سے ترے گھر کی چمک دمک

شہر نبی کی بات ہی اوصافؔ اور ہے
دیکھے تو کوئی ان کے نگر کی چمک دمک

اوصاف شیخ

اوصاف احمد ۵، اپریل ۱۹۷۰ء کو کوئٹہ میں شیخ احسان الحق کے گھر پیدا ہوئے۔ صحافت سے اُن کی وابستگی پچیس سال کو محیط ہے۔ روزنامہ ''دن'' لاہور میں اکثر اُن کے کالم شایع ہوتے رہتے ہیں۔ آج کل واپڈا کالونی ساہیوال میں رہائش پذیر ہیں۔ اُن کا شعری مجموعہ ''ہر سفر دائرہ'' ۲۰۱۰ء میں اشاعت سے ہم کنار ہوا۔ دانش کدہ ساہیوال کے جنرل سیکریٹری ہیں۔

ﷺ

روگ کٹ جائیں گے زخموں کو شفا مل جائے گی
اُس کی چاہت میں فنا ہو جا بقا مل جائے گی

گِڑگِڑا کر مانگ صدقہ سید ابرارؐ کا
تجھ کو دو عالم میں رحمت کی ردا مل جائے گی

پھر مہک اُٹھے گا تیرے ذہن کا ہر اک مسام
جب تری سانسوں کو طیبہ کی فضا مل جائے گی

کون روکے گا تجھے جنت میں جانے سے بتا
جب فرشتوں کو رضائے مصطفےٰؐ مل جائے گی

تب ملیں گی حشر میں دونوں جہاں کی نعمتیں
دل کو جب حُب محمد مصطفیٰؐ مل جائے گی

دنیا و عقبیٰ میں مل جائے گی بخشش کی سند
جب جبیں کو خاکِ پائے مہ لقاؐ مل جائے گی

مطمئن رہ ، مدحت صلی علیٰ سے کام رکھ
تجھ کو اخترؔ دولتِ حمد و ثنا مل جائے گی

ایوب اختر

۱۲، اپریل ۱۹۶۳ء کو پاک پتن میں پیدا ہوئے۔ کالم نگاری، مزاح نگاری، مضمون نویسی اور شاعری اُن کی دلچسپی کے نمایاں میدان ہیں۔ گورنمنٹ ہائی سکول پاک پتن سے ملازمت سے سبک دوش ہو چکے ہیں۔ مختلف شہروں میں کئی ڈرامے اسٹیج کروا چکے ہیں۔ مجلس بابا فرید، پاک پتن کے جنرل سیکرٹری ہیں۔ اُن کا شعری مجموعہ زیر اشاعت ہے۔

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

جو مثال وجہ غرور ہے وہ مثال تیری مثال ہے
جو خیال وجہ سرور ہے ، وہ خیال تیرا خیال ہے

میں کہوں تو نعت نبی کہوں ، میں سنوں تو نعت نبی سنوں
یہی زندگی کا عروج ہے ، یہی بندگی کا کمال ہے

کبھی بھید ہم پہ نہ کھل سکا، تیرے عشق کا ہے جو فلسفہ
وہ جو دُور رہ کے تھا خاک سا، ترے پاس آ کے بلال ہے

میں بہت بُرا ہوں مگر خدا مرا خاص رکھتا ہے معاملہ
میرا کچھ نہیں میرے چارہ گر، تیری نسبتوں کا کمال ہے

وہاں موت مجھ کو نہ آ سکی، ترے شہر سے ہوئی واپسی
یہی زندگی میں کمی مجھے ، یہی ایک مجھ کو ملال ہے

کہیں جو دلوں میں ہے جا گزیں، رہے چاند تاروں سے جو مبیں
وہ ادائے حسن کمال ہے، یہ ضیائے حسنِ جمال ہے

مرا شاعری میں مقام کیا ، میں در سخن کا فقیر ہوں
مجھے جانتے ہیں یہ لوگ جو تری مدحتوں کا کمال ہے

بدر سیماب

بدر سلطان ۲ فروری ۱۹۷۸ کو چیچہ وطنی میں محمد سلطان کلیر کے ہاں پیدا ہوئے۔ کویت میں مقیم ہیں۔ انجمن اربابِ فکر و فن، کویت کے صدر ہیں۔ چیچہ وطنی کی ادبی تنظیم ''تخلیق'' کے روحِ رواں ہیں۔ شعری مجموعہ ''تمھیں سوچا تمھیں چاہا'' ۲۰۱۳ میں شایع ہو چکا ہے۔ توانا لہجے کے پُر گو شاعر ہیں۔ نعت میں داخلی جذبوں کی عمدہ ترجمانی کی ہے۔

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

خالق تری تعریف میں خود محو ثنا ہے
الحمد سے والناس تلک تیری ادا ہے

خورشید جہاں تاب ترے حسن کا پرتو
یہ مہر منور ترا نقش کف پا ہے

منزل تری آغاز وہیں سے ہوئی آقا
جبریل سا نوری بھی جہاں جا کے رُکا ہے

یہ وقت کے دھارے بھی تو دربان ہیں تیرے
مجبور زمانہ ترے قدموں میں پڑا ہے

جب حشر کا دن ہو تری قربت ہو میسر
ہم خاک نشینوں کی بس اتنی سی دُعا ہے

یہ خاص کرم ہے کہ تری نعت لکھی ہے
ورنہ مری اوقات، مرا ظرف ہی کیا ہے

اعظم سا گنہ گار ترے در پہ سوالی
اے رحمت عالم! تری رحمت بھی جدا ہے

بلال اعظم

بلال اعظم ۲۹ جنوری ۱۹۹۴ء کو ساہیوال میں محمد اعظم خاں کے ہاں پیدا ہوئے۔ ۲۰۱۹ میں LUMS یونی ورسٹی سے فزکس میں ایم ایس سی کی۔ آج کل فاسٹ یونی ورسٹی لاہور میں لیکچرر ہیں۔ اُردو اور انگریزی زبان میں شعر کہتے ہیں۔ اعجاز عبید حیدر آبادی (انڈیا) سے اصلاح لی۔ اُن کی نعت شیفتگی اور وارفتگی کے علاوہ ندرتِ فکر کی بھی حامل ہے۔

ﷺ

جہان بھر میں ہدایت کا نور آپؐ سے ہے
خدا کے دین کا کامل ظہور، آپؐ سے ہے

نہیں بہشت کے قابل، مگر ہمیں پھر بھی
جو ہے امید شفاعت، حضورؐ آپ سے ہے

وہی قریب ہے جس کو ہے آپؐ سے الفت
وہ ہم سے دور ہے آقا، جو دور آپؐ سے ہے

وہی بتوں میں خداؤں کو ڈھونڈنے والے
ملا اُنھیں جو احد کا شعور، آپؐ سے ہے

بچے ہوئے ہیں تو بس آپ کی دعا کے طفیل
یہ ہم پہ رحم و کرم کا وفور آپؐ سے ہے

بلال سرور

حافظ بلال سرور کا تعلق ساہیوال سے ہے۔نوعمری میں اپنے کلام کی تازگی اور پختگی کے باعث مشاعروں میں سراہے جاتے ہیں۔ایف سی کالج لاہور میں ایف ایس سی کے طالب علم ہیں۔ الفاظ کی نشست و برخاست کا عمدہ شعور رکھتے ہیں۔تاریخ پیدائش 9 ستمبر 2005ء ہے۔مستقبل میں نئے دروا کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محمدؐ نام ہے جن کا وہ سردارِ دو عالم ہیں
علم بردارِ وحدت ہیں، بِنائے دین محکم ہیں

ہو عیسیٰ کی مسیحائی یا حسن یوسف کنعاں
مری سرکار کے اوصاف کے آگے سبھی کم ہیں

خدا نے مہربانی کی بڑا احسان فرمایا
نبی ہیں وہ ہمارے اور اُن کے امتی ہم ہیں

تڑپتا ہے مرا دل ہر گھڑی بس یاد میں اُن کی
اور اُن کے ہجر میں آنکھیں مری خوں بار ہر دم ہیں

ہیں ذرے خاکِ طیبہ کے مہ و خورشید سے بڑھ کر
ہیں سرافرازِ عالم وہ کہ جن کے سر وہاں خم ہیں

ہوئے سب درد تائبؔ دُور اُن کا نام لینے سے
مٹی بے چینیاں ساری، مٹے سارے مرے غم ہیں

تائب نظامی

تائب نظامی کا اصل نام غلام علی ہے۔ وہ ۴ مئی ۱۹۶۸ء کو عمر بخش کے ہاں چک تیمور شاہ تحصیل تاندلیانوالہ میں پیدا ہوئے۔ ایف اے تک تعلیم حاصل کی۔ ابتدائی کلام اسیر عابد اور پرؔنم الہ آبادی کو دکھایا۔ اب باقاعدہ خواجہ غلام قطب الدین فریدی (سجادہ نشین گڑھی شریف) سے اصلاح لے رہے ہیں۔ ''صبحِ قفس'' کے عنوان سے ان کا شعری مجموعہ ۲۰۲۱ء میں شایع ہوا۔ حمد، نعت، منقبت اور غزل میں طبع آزمائی کرتے ہیں۔

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

جو خاک ہی ہے اساس میری، رہِ نبیؐ کا غبار ہوتا
فلک شناسا وہ پاؤں اُن کے، میں اُن پہ ہر دم نثار ہوتا

کبھی بگولوں کے سنگ اُڑ کر میں تیرے گھر کا طواف کرتا
کبھی میں جھونکوں کے ساتھ مل کر حسین جالی سے پار ہوتا

میں چپکے چپکے کسی بہانے حرا کی خلوت میں جا بکھرتا
تو جسمِ اطہر سے پھر لپٹنا ذرا نہ دشوارِ کار ہوتا

ہے یہ بھی ممکن فلک پہ جاتا میں اُن کے نعلین سے لپٹ کر
جو ایسا ہوتا تو آج میں بھی کوئی کہکشاں شمار ہوتا

جو تیری راہوں میں خاک ہوتا تو نام خاکِ شفا بھی ہوتا
میں سب کے پاؤں میں رہتا پھر بھی بہت ہی عالی وقار ہوتا

جو اپنے ہاتھوں وہ وقتِ ہجرت عدو کی جانب اُچھال دیتے
میں اُن کی بینائی چاٹ لیتا، میں اُن کی آنکھوں میں خار ہوتا

بہت ہی بے کار ہے تصدّق، ہے کھوٹے سکّے سے ہیچ قیمت
اگر مدینے کی خاک ہوتا تو نقدِ کامل عیار ہوتا

تصدق حسین

تصدق حسین ۲۴، اگست ۱۹۴۷ء کو 96/6R ساہیوال میں سلامت علی کے گھر پیدا ہوئے۔ قبولہ کے قریب کوٹ خدا بخش میں رہائش پذیر ہیں۔ ایف اے، سی ٹی کیا اور درس و تدریس سے وابستہ ہو گئے۔ ۲۰۰۲ میں ریٹائرڈ ہوئے۔ اُنھوں نے اپنی صلاحیتیں صرف نعت گوئی سے وابستہ کر رکھی ہیں۔ اُن کی نعت میں جذبۂ فدائیت اور تخلیقی وفور کی واضح جھلک دیکھی جا سکتی ہے۔

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

شافع محشر ، امام الانبیا، نور خدا
جادۂ حق الیقیں، مصداقِ والیل و ضحیٰ

روحِ انوارِ تجلی ، پیکر صدق و صفا
دل نشیں ، شیریں سخن، دستورِ آئینِ وفا

منبع فہم و فراست، مخزنِ بحر عطا
قریۂ دل سوز میں یا امتی کا مرثیہ

تاجِ سردارِ امامت آپ ہی کو زیب ہے
آپ ہی کونین کے وارث شہ عقدہ کشا

اُن کی رفعت کا احاطہ کوئی کیونکر کر سکے
جب کہ ہوں زیرِ تسلط منتہیٰ ، تحت الثریٰ

کیا شرف ہے جس کی دختر نیک اختر ہیں بتول
اور پھر داماد بھی ایسا ، امام الاولیا

اور کیا لکھوں تصدقؔ مدحت شاہِ امم
بس یہی کافی ہے تیرا ذکر ہے بعد از خدا

تصدق شیرازی

سید تصدق حسین شیرازی ۱۵ مئی ۱۹۹۳ء کو سید الطاف حسین شیرازی کے ہاں پیدا ہوئے۔ ساہیوال کے قریب مڈھالی روڈ پر قطب شاہانہ میں رہائش پذیر ہیں۔ ذاتی کاروبار سے وابستہ ہیں۔ امامیہ کالج میں قاضی عطاء الرحمٰن کے شاگرد رہے۔ اُن کے علاوہ مرتضیٰ ساجد سے بھی اصلاح لی۔

صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم

مبارک ہو تجھ کو مدینہ کی مٹی، رسولوں کے سردار جھولی میں تیرے
کہ گودی ہے تیری حلیمہ کے جیسی، کہ لیٹے ہیں سرکار جھولی میں تیرے

بڑی برکتیں اُمّ معبد کے گھر میں، مدینہ کی قسمت ذرا دیکھیے نا
وہاں اک گھڑی ہے گزاری نبی نے، یہاں شاہِ ابرار جھولی میں تیرے

بڑی پرسکوں ہے تو ارضِ مقدس، بنا لوں تجھے اپنی آنکھوں کا سرمہ
پریشاں ہے دنیا مصائب میں ہردم، ہے اُمت کا غمخوار جھولی میں تیرے

تمنا یہ عاشق سبھی کر رہے ہیں ، ارادہ بھی میرا یہی ہے یقیں کر
گراؤں گا آ کے اے ارضِ مدینہ، میں اشکوں سے اشعار جھولی میں تیرے

معطر فضائیں معنبر ہوائیں، مدینہ میں چھائی ہوئی ہیں گھٹائیں
جو دیکھا کہ خوشبو ہے آئی کہاں سے، ملا مجھ کو گلزار جھولی میں تیرے

ترا ذرہ ذرہ ہے پرنور، بے شک مدینہ کی دھرتی سعادت ہے تیری
کہ رحمت خدا کی برستی ہے جب بھی، اترتی ہے ہر بار جھولی میں تیرے

پیمبر کا جود و کرم دیکھا تو نے، نبی جی کا ہی واسطہ دوں گا تجھ کو
تو تنزیلؔ کو بھی جگہ دے بقیع میں ، اُحد جیسا کہسار جھولی میں تیرے

تنزیل الرحمٰن شاہ

مولانا سید تنزیل الرحمٰن شاہ ۲۳ مئی ۱۹۸۴ء کو 61/GD بلوآنہ ساہیوال میں سید غلام ربانی کے ہاں پیدا ہوئے۔ شہادۃ العالمیہ کیا ہوا ہے۔ امامت و خطابت سے وابستہ ہیں۔ پروفیسر ارجمند قریشی سے اصلاح لیتے ہیں۔ علمائے کرام کی صف میں شامل ہیں اُن کی نعت حسنِ عقیدت اور شیفتگی کی ترجمان ہے۔ الفاظ کی نشست و برخاست کا عمدہ شعور رکھتے ہیں۔

ﷺ

عاشقو! شیوۂ عاشقی نعت ہے
اہل دل کے لیے زندگی نعت ہے

پاک ہے لامکاں کی طرح وہ جگہ
جس جگہ پر کسی نے کہی نعت ہے

بندگی کے قرینے مجھے آ گئے
سچ کہوں، روح کی تازگی نعت ہے

پا گئے قلب و جاں ساتھ ہی اک سکوں
جب کہی، جب سنی آپ کی نعت ہے

نور ہے سینوں میں دین اسلام کا
دین اسلام کی روشنی نعت ہے

آپ ہیں دل نشیں اور بے حد حسیں
چاند کی چاندنی آپ کی نعت ہے

توکل حسین توکل

25 دسمبر 1997ء کو پاک پتن کے نواحی گاؤں چانوٹ میں پیدا ہوئے۔ محمد اعظم کے نورِ چشم ہیں۔ عروض سے دل چسپی رکھتے ہیں۔ فکرِ اقبال سے وابستہ ہیں۔ غزل ان کی پسندیدہ صنفِ سخن ہے۔ اب نعت کی طرف بھی مائل ہوئے ہیں۔ زود گو ہیں۔ ان کے کلام میں طرزِ ادا کی سادگی جاذبیت کے رنگوں میں ڈھلی ملتی ہے۔ چھوٹی اور بڑی دونوں قسم کی بحر میں عمدہ لکھتے ہیں۔

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

خدائے لم یزلی کا پیام زندہ ہے
کہ دو جہاں میں محمد کا نام زندہ ہے

رہے گی نورِ رسالت کی روشنی دل میں
انھی کے دم سے سجود و قیام زندہ ہے

انھی کے ذکر سے ہم کو سکون ملتا ہے
دلوں میں عشقِ محمد مدام زندہ ہے

ہوا ہے ختم نبوت کا سلسلہ ان پر
خدائے پاک کا دائم پیام زندہ ہے

رہے گا عشق مرے دل میں موجزن ان کا
کہ جب تلک یہ جہاں میں غلام زندہ ہے

یہ معجزہ ہے پیمبر کی ذاتِ اقدس کا
مرے حضور کا ہر ایک کام زندہ ہے

یہی سکون ہے دل میں کہ ہر گھڑی جاویدؔ
مرے لبوں پہ درود و سلام زندہ ہے

جاوید حیدر ترمذی

سید جاوید حیدر ترمذی ۸ جون ۱۹۴۸ء کو سید غلام حیدر ترمذی کے ہاں ساہیوال میں پیدا ہوئے۔ پنجاب یونی ورسٹی سے ایم اے اُردو کیا۔ گورنمنٹ فریدیہ پوسٹ گریجویٹ کالج پاک پتن سے ریٹائرڈ ہوئے۔ جلیل عالی سے اصلاح لی۔ اُن کے شعری مجموعوں میں ''اجنبی ہے زندگی، راہِ سخن، چراغ جلنے دو، حرفِ پذیرائی، شب سفر اور جو ہو سکے تو'' شامل ہیں۔

صَلَّی اللّٰہِ عَلَیہٖ وَآلِہٖ وَسَلَّم

عرب و عجم کو یکساں مقام آپ نے دیا
دونوں کو بہتری کا پیام آپ نے دیا

آپ آئے، بدی کو زوال آ گیا
نیکی کی زندگی کو دوام آپ نے دیا

انسان کو بتا دیا ردِ بلا ہے کیا
یہ نسخۂ درود و سلام آپ نے دیا

کیسے نہ منکروں کے وہ ہاتھوں میں بولتے
جن پتھروں کو اذنِ کلام آپ نے دیا

کس کس عطا کا ذکر کروں اپنے نطق سے
کیوں نا یہ کہہ دوں مجھ کو تمام آپ نے دیا

دنیا کے سب نظام ہوئے جس کے آگے ہیچ
انسانیت کو ایسا نظام آپ نے دیا

رامشؔ بڑا کرم ہے کہ تجھ جیسے شخص کو
بے چہرگی کے دور میں نام آپ نے دیا

جاوید رامش

محمد منیر جاوید ۱۵ مئی ۱۹۶۷ء کو پیدا ہوئے۔ خلیل آباد کالونی، دیپال پور میں مستقل رہائش ہے۔ روزگار کے سلسلے میں آج کل لاہور مقیم ہیں۔ اُنھوں فضائل و شمائل و نبویؐ سے آراستہ نعت کہی ہے۔ اُن کے ہاں جذبۂ عشق پوری توانائی کے ساتھ جلوہ گر ہے۔

ﷺ

یہ کائنات کا سارا نظام آپ سے ہے
بشر سے بات ہے رب کی ، کلام آپ سے ہے

ملا ہے آپ سے ہی رزق فکر و دانش کو
مرے وجود میں سچ کا قیام آپ سے ہے

ستارے آپ کے قدموں کی دھول سے چمکے
گلوں میں رنگ اور خوش بُو تمام آپ سے ہے

فنا کی جھوک سے نکلے حیات کے رستے
مداومت کو بھی حاصل دوام آپ سے ہے

کلی کِھلے تو ہے لگتا کہ مسکرائے ہیں
نسیم صبح کا طرزِ خرام آپ سے ہے

یہی نماز ہے میری ، یہی وظیفہ ہے
ثنائے رب علیٰ ہے ، سلام آپ سے ہے

مری نجات کو عارفؔ یہ بات کافی ہے
کہوں میں حشر میں آقاؐ! غلام آپ سے ہے

جاوید عارف

رانا جاوید رؤف خاں ۳ مارچ ۱۹۵۸ء کو اپنے ننھیال رعیہ خاص نارووال ضلع سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ اوکاڑہ میں مقیم ہیں۔ وکالت کے پیشے سے وابستہ ہیں۔ خوش فکر اور پختہ شاعر ہیں۔ ویران پڑے ہیں راستے (۲۰۰۹)، اتھرو آپ دلیلاں (پنجابی غزلیں)، کچھ عشق کیا کچھ کام کیا (سفرنامہ برطانیہ)، مری آنکھیں سلگتی ہیں (۲۰۱۲) اور کشف ہنر (۲۰۱۹) اُن کی مطبوعات ہیں۔

ﷺ

اُس ماہ مبیں سا کبھی دیکھا نہیں کوئی
اک نور کا پیکر ہے کہ سایہ نہیں کوئی

ہو کیسا تہی دست ، غنی کر دے گا اُس کو
یوں جھولیاں بھر بھر کے تو دیتا نہیں کوئی

رحمت تھا، شفا تھا کہ تھا انوار کا بادل
یوں ٹوٹ کے برسا ہے کہ برسا نہیں کوئی

موسیٰ ہوں ، وہ عیسیٰ ہوں کہ داؤد نبی ہوں
یوں سجدوں میں گر گر کے تو روتا نہیں کوئی

اعمال میں ، اطوار میں یکتا وہ یگانہ
بے مثل رحیم ایسا کہ ویسا نہیں کوئی

ہو وادیِ طائف میں خدا جوش غضب پر
پھر تیرے سوا رحم کو کہتا نہیں کوئی

یوں نور کی برسی ہے گھٹا صحن عرب میں
بادل تو یوں انوار کا برسا نہیں کوئی

حبیب الرحمٰن سید

سید حبیب الرحمٰن گیلانی ۱۲ ستمبر ۱۹۵۳ء کو سید عبید اللہ گیلانی کے ہاں پیدا ہوئے۔ قبولہ میں مقیم ہیں۔ ۲۰۱۲ء میں درس و تدریس سے سبکدوش ہوئے۔ اُن کے والد بھی شاعر تھے۔ قبولہ میں مشاعروں کے انعقاد میں سرگرم رہے۔ شعری مجموعہ ’’اخگرِ شب‘‘ زیر طبع ہے۔

ﷺ

روزِ محشر ندامت نہیں چاہیے
اپنے آقا کی فرقت نہیں چاہیے

نسبت مصطفیٰ ہے اثاثہ مرا
مجھ کو دنیا کی دولت نہیں چاہیے

ذکرِ صل علیٰ لب پہ جاری رہے
ایک لمحہ بھی غفلت نہیں چاہیے

یا رسولِ خدا! مرحبا مرحبا!
اس زمیں کو جہالت نہیں چاہیے

کاش! میں بھی رُخِ مصطفیٰ دیکھ لوں
اور کوئی سعادت نہیں چاہیے

الفتِ مصطفیٰ کے علاوہ جو ہو
مجھ کو حسرت وہ حسرت نہیں چاہیے

حسرت بلال حسرت

حسرت بلال ۱۲مئی ۱۹۷۵ءکو پاک پتن میں پیدا ہوئے۔اُن کے والد محمد یوسف اُن کی پیدائش کے چار سال بعد ساہیوال منتقل ہوئے۔آج کل ڈی پی ایس ساہیوال میں درس وتدریس کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔شعری مجموعہ ''حسرتِ دل'' زیرِ ترتیب ہے۔دل نشیں اور سادہ طرزِ کلام میں شگفتگی کی ادا رکھتے ہیں۔

ﷺ

اے تاج دارِ عالم! اے والی مدینہ
دے دو مجھے خدارا تم نعت کا قرینہ

الفاظ بھی نہیں ہیں لکنت زبان میں ہے
ہو آپؐ کا کرم تو کھل جائے میرا سینہ

قابل نہیں میں گرچہ روضے کی حاضری کے
گر ہو ترا اشارہ چلنے لگے سفینہ

روضے کو چھو کے آئے بادِ صبا کے جھونکے
ملنے لگی گلوں کو پھر خوش بوئے پسینہ

ہے اور کیا جہاں میں جو دیکھنے کو جاؤں
ہے شہر تیرا آقاؐ شہروں میں اک نگینہ

کس کو سناؤں آقاؐ میں حال جا کے اپنا
تیرے سوا کسی نے یہ داستاں سنی نہ

حمیدہ بانو

حمیدہ بانو ۲۰، اگست ۱۹۷۵ء کو پاک پتن میں پیدا ہوئیں۔ اسلامیات میں ایم اے کیا اوراب گورنمنٹ سیکٹر میں درس وتدریس سے وابستہ ہیں۔ منیب برہانی سے اصلاح لی۔ شعری مجموعہ شایع نہیں ہوا۔ اُن کی نعت جذبوں کی صداقت کی ترجمان ہے۔ بے ساختہ اور رواں انداز میں شعر کہتی ہیں۔

ﷺ

نہ مال و زر نہ حکومت بہت ضروری ہے
حضور آپ کی رحمت بہت ضروری ہے

حضور چار سُو کرب و بلا کا منظر ہے
سو اب غلاموں پہ شفقت بہت ضروری ہے

جہان بھر کی جدائی ہمیں گوارا ہے
مگر مدینے کی قربت بہت ضروری ہے

خدا کے نام کی پہچان جو کراتا ہے
اب اس کے نام کی مدحت بہت ضروری ہے

حضور آپ سخی، آپ کا گھرانہ سخی
حضور آج عنایت بہت ضروری ہے

بہ روزِ حشر خدا کو جواب دینا ہے
سو آج حق کی حمایت بہت ضروری ہے

زبان وردِ درود و سلام کرتی ہے
دلوں میں شوقِ زیارت بہت ضروری ہے

حیدرعلی ساحر

حیدرعلی ۱۰ امارچ ۱۹۴۰ء کو اوکاڑہ میں منیر حسین کھوکھر کے ہاں پیدا ہوئے۔ ادبی تنظیم ''سخن وادی''، اوکاڑہ کے چیئرمین ہیں۔ اوکاڑہ سے ادبی مجلّہ ''اظہار'' نکالا۔ اُن پر ایم فل کا مقالہ تحریر ہو چکا ہے۔ اُن کی مطبوعات میں ''اے کاش! مجھے وہ یاد کرے، چاند جب دھوپ میں نہاتا ہے اور دیوار میں دیوار'' نمایاں ہیں۔

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

رحمتوں کی ردا مصطفیٰ مصطفیٰ
میرے دل کی صدا مصطفیٰ مصطفیٰ

تیرے قدموں کی مٹی پہ قربان میں
تیرا رُتبہ بڑا مصطفیٰ مصطفیٰ

میں کہاں ، تیری مدحت سرائی کہاں
نعت خواں خود خدا مصطفیٰ مصطفیٰ

تیری چشم کرم کی ہے دل کو طلب
ہو لبوں پہ سدا مصطفیٰ مصطفیٰ

ہو مرے سر پہ سایہ فگن ہر گھڑی
رحمتوں کی گھٹا مصطفیٰ مصطفیٰ

خالدہ سحر

خالدہ سحر کا تعلق اوکاڑہ سے ہے۔غزل، نظم دونوں لکھتی ہیں۔اسلم کولسری کی راہنمائی اُن کے لیے باعث فخر ہے۔اُن کا شعری مجموعہ ''اتنے اچھے کیوں لگتے ہو'' ۲۰۰۵ء میں نستعلیق مطبوعات، لاہور سے شایع ہوا۔طرزِ بیان نہایت سادہ ہے اسی باعث نعت میں بھی سادگی کا عنصر موجود ہے۔

ﷺ

وہی کر رہے ہیں ثنائے محمدؐ
جنھیں چھو گئی خاکِ پائے محمدؐ

عبث ہے زمانے کی یہ بادشاہی
میں تو چاہتا ہوں رضائے محمدؐ

یہ عقدہ کھلا سن کے فرمانِ منی
کہ ہے کربلا کربلائے محمدؐ

مری زندگی یاد سے ہے عبارت
خدا نہ کرے بھول جائے محمدؐ

تجھے کون دیتا یہ توقیر محسنؔ
نہ ہوتا اگر تو گدائے محمدؐ

خضر محسن

اصل نام خضر حیات ہے۔ 10 اکتوبر 1984ء کو محمد وریام کے ہاں پیدا ہوئے۔ ساہیوال مقیم ہیں۔ سید فدا بخاری کے تلمیذ ہیں۔ شعری مجموعہ ''اپنے نال صلاحواں'' 2023ء میں شائع ہوا۔ غزل، نظم، گیت، بولی، ہائیکو اور دوہڑا مرغوب اصناف ہیں۔ پنجابی نظم کی طرف بھی مائل ہیں۔ شعری اسلوب سادگی اور برجستگی کی صفات سے مزین ہے۔ نعت میں اہلِ بیتؑ سے محبت کا عنصر انفرادیت کا حامل ہے۔

ﷺ

دلوں کے داغ مٹانے حضور ﷺ آئے ہیں
ہماری بات بنانے حضور ﷺ آئے ہیں

بروزِ حشر اچانک صدائیں آئیں گی
ہمیں نجات دلانے حضور ﷺ آئے ہیں

تمام عمر کی تشنہ لبی کا حاصل ہے
ہماری پیاس بجھانے حضور ﷺ آئے ہیں

وہ جس کی لو سے بنا ہے یہ روشنی کا وجود
وہی چراغ جلانے حضور ﷺ آئے ہیں

طواف میں ہیں فضائیں ، شجر خمیدہ ہیں
ٹھہر گئے ہیں زمانے ، حضور ﷺ آئے ہیں

ذیشان خان

نوجوان شاعر ذیشان خان کا تعلق ساہیوال سے ہے۔آپ ستمبر ۱۹۹۱ء کو نوشیر خان کے ہاں پیدا ہوئے۔آپ اردو اور انگریزی ادب کے استاد ہیں اور مختلف سرکاری و غیر سرکاری تعلیمی اداروں میں تدریسی فرائض سرانجام دیتے ہیں۔اصلاحِ سخن کے لیے ڈاکٹر قاضی عطاء الرحمٰن سے منسلک ہیں۔غزل اور نظم میں یکساں مقبولیت رکھتے ہیں۔

ﷺ

هو کے بے نام و بے نمود ہوا — پا گئی راز ہست و بود ، ہَوا
اُس درِ پاک سے ملا ہے وجود — ورنہ پھرتی تھی بے وجود ، ہَوا
جیسے اِترا رہی ہو قسمت پر — کرتی پھرتی ہے یوں سجود ، ہَوا
عجز ہے سنت شہِ لولاک — کبر ہے شہرتِ یہود ، ہَوا
حدت عشق خاک کر دے گی — ٹھہر اس آگ میں نہ کود ، ہَوا
اُن کے قدموں سے جا لپٹتی ہے — توڑ کر سب حد و قیود ، ہَوا
میری سانسوں کو بھی عطا کر دے — خاکِ طیبہ کے عطر و عود ، ہَوا
جا رہی ہے تو ساتھ لیتی جا ! — آرزوؤں کے یہ وفود ، ہَوا
تھام لینا حضور کی چوکھٹ — چومنا وہ درِ سعود ، ہَوا
ان کی دہلیز پر سجا دینا — یہ سلام اور گل درود ، ہَوا
پائیں ہم بھی سند حضوری کی — ٹوٹے گر، ہجر کا جمود ، ہَوا
اُٹھ رہا ہے جو شمع مدحت سے — نعمت فکر ہے یہ دود ، ہَوا
کہنا نیر پہ بھی ہو نگہ کرم — ہو وہاں جب ترا ورود ، ہَوا

راجا نیر

راجا نیر یکم جنوری ۱۹۶۶ء کو محلّہ بدر دیوان (ڈھکی) پاک پتن میں پیدا ہوئے۔ (۳۳) اُن کے والد لطیف ادیب اُردو کے خوش فکر شاعر تھے۔ اُنھوں نے اپنے والد کے علاوہ ظہور حسین ظہور سے بھی اصلاح لی۔ اُن کا شعری مجموعہ ''محبت زندگی ہے'' ۱۹۹۳ء میں شایع ہوا۔ اُردو پنجابی دونوں زبانوں میں لکھتے ہیں۔ شاعری کے علاوہ صحافت سے وابستہ ہیں۔

ﷺ

دل و نظر میں فروزاں ہوئی درود کی لَو
جبینِ شوق پہ چمکی ہے جو سجود کی لَو

مرے نبی نے زمانے کو آگہی بخشی
جہالتوں کے زمانے میں تھی جمود کی لَو

محبتوں کے امیں بن گئے زمانے میں
ملی ہے حبِ نبی سے جنھیں ودود کی لَو

دلوں کے ساز پہ نغمات ہو گئے جاری
ہے باغِ عالم وحدت میں اک سرود کی لَو

یہی دعا ہے مری قبر میں شہ عالم!
ہو میرے ساتھ سدا آپ کے وجود کی لَو

مرے نبی کے نواسے ہیں وارثِ جنت
ملے گی خلد بریں میں ہمیں خلود کی لَو

راشد انصر

راشد قیوم انصر ۱۵، اپریل ۱۹۸۸ء کو محلّہ پیر کریاں، پاک پتن میں عبدالقیوم کے ہاں پیدا ہوئے۔ جدید لہجے کے اُبھرتے ہوئے شاعر ہیں اور ڈاکٹر اظہر کمال خان کی شاگردی میں اپنا شعری سفر جاری رکھے ہوئے ہیں۔ تاحال کوئی شعری مجموعہ شایع نہیں ہوا۔ ان کا نعتیہ لہجہ فکر و احساس کی تازگی کا مظہر ہے۔

ﷺ

ہم بے کسوں کی لاج نبھانے کا شکریہ
دنیا میں آپ آئے ہیں آنے کا شکریہ

اللہ کی خدائی کے مہتاب آپ ہیں
دنیا کو چار چاند لگانے کا شکریہ

محشر میں آپ آئے تو کہنے لگے سبھی
میرے نبی سزا سے بچانے کا شکریہ

بے شک ہمارے کام کسی کام کے نہیں
کملی میں اپنی پھر بھی چھپانے کا شکریہ

اسلام کی رگوں میں ہے سادات کا لہو
راشد مرے نبی کے گھرانے کا شکریہ

رانا ارشد علی

رانا ارشد علی کا تعلق عارف والا سے ہے۔ بزمِ انوارِ سخن سے منسلک ہیں۔ ایم فل کمپیوٹر سائنسز میں کیا ہے۔ وہ 17 فروری 1989 کو عارف والا میں رانا صفدر علی کے ہاں پیدا ہوئے۔ نعت کے ساتھ ساتھ غزل بھی کہتے ہیں۔ اُن کے ہاں ادب واحترام کی فضا بدرجہ اُتم موجود ہے۔ اُن کا زیادہ تر کلام بیانیہ طرز میں ہے۔

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

''اک نعت کریں مجھ کو عطا شاہِ مدینہ''
میں کب سے ہوں رنجیدہ کھڑا شاہِ مدینہ

آنکھوں میں بسے گنبدِ خضرا کا نظارا
دیکھوں میں کبھی ایسی فضا شاہِ مدینہ

اے کاش میسر ہوں مجھے طیبہ میں کچھ پل
آجائے یوں جینے کا مزا شاہِ مدینہ

قسمت میں مری دن بھی وہ آئے گا مرے اشک
روضے پہ لگائیں گے صدا شاہِ مدینہ

اس خوف سے زاہدؔ کی ان آنکھوں میں نمی ہے
پہلے نہ کہیں آئے قضا شاہِ مدینہ

راؤ زاہد وارثی

اصل نام زاہد پرویز ہے۔ راؤ عبدالجبار کے ہاں 25 دسمبر 1981ء کو ملکہ ہانس کے تاریخی قصبے میں پیدا ہوئے۔ اب اپنے نجی کاروبار سے وابستہ ہیں۔ ان کا پنجابی شعری مجموعہ ''جگاڑ'' 2008ء میں شائع ہوا۔ اپنی مادری زبان ہریانوی کے نمائندہ ادیب اور شاعر ہیں۔ ان کے ہریانوی افسانوں کے مجموعے ''ایکلا درکھت'' 2022ء کو پاکستان میں اولیت کا اعزاز حاصل ہے۔ ان کا ہریانوی شعری مجموعہ اشاعت کے مراحل میں ہے۔

ﷺ

درودوں کی صداؤں سے دلوں کو شاد کرنے میں
بہت ہی لطف آتا ہے نبی کو یاد کرنے میں

گھروں کو اور مساجد کو سجاتے ہیں محبت سے
سبھی عاشق بڑے خوش ہیں ترا میلاد کرنے میں

کریم آقاؐ میں نادم ہوں، شفاعت کی گھڑی ہو جب
کرم ہو آپ کا شامل مری امداد کرنے میں

مدینے کی وہ گلیاں ہوں، وہ دربارِ محمدؐ ہو
مزا کتنا پھر آئے گا وہاں فریاد کرنے میں

نہیں ہے جب کوئی ثانی زمیں تا آسماں ان کا
وہ ہیں ماہر دلوں کی بستیاں آباد کرنے میں

نبی کے حکم پر صدیق اکبر نے رقم دے دی
بلالِ باوفا کو شاد جی! آزاد کرنے میں

رحمت علی شاد، ڈاکٹر

15 ستمبر 1978ء کو میاں محمد چراغ کے ہاں پیدا ہوئے۔ گورنمنٹ فریدیہ کالج پاک پتن میں 2002ء میں اُردو لیکچرر تعینات ہوئے۔ آج کل کالونی ساہیوال میں مقیم ہیں اور گورنمنٹ ایسوسی ایٹ کالج کمیر ٹاؤن ساہیوال کے پرنسپل ہیں۔ ان کی مطبوعات میں ''قرۃ العین حیدر کا تصورِ تاریخ و تہذیب''، ''بیاضِ بیدل حیدری''، ''نغماتِ ابوسجاد ساغر''، ''شہزاد منظر کا تنقیدی شعور''، ''کلیاتِ شریف ساجد''، ''تحقیق و تعبیر'' اور ''کلیاتِ اکرام تائب'' نمایاں ہیں۔

ﷺ

مری الفت کا محور آ گیا ہے
مرا مطلب ہے رہبر آ گیا ہے

محمد نام کی ہے شان ایسی
سبھی ناموں سے اوپر آ گیا ہے

مدینہ دیکھ کر بے چین بولا
سکوں دل کو سراسر آ گیا ہے

وہ جس نے دور سے چاہت نبھائی
صحابہ کے برابر آ گیا ہے

پہنچ کر طیبہ یہ بولا مسافر
یوں لگتا ہے مرا گھر آ گیا ہے

سلام ان پر پڑھو عصیاں کے مارو
کہ بخشش کا سمندر آ گیا ہے

رحمان علی

اوکاڑہ سے تعلق رکھنے والے رحمان علی 14 اگست 1996ء کو فقیر حسین کے ہاں پیدا ہوئے۔ آج کل پنجاب کالج دیپال پور میں فزکس کے لیکچرر ہیں۔ اصلاحِ سخن کے حوالے سے مسعود اوکاڑوی سے منسلک ہیں۔ شاعری کی دنیا میں نو وارد ہیں۔ اگر مشقِ سخن جاری رہی تو یقیناً نام ور ہوں گے۔ اُن کے اسلوب میں سادگی کا وصف نمایاں ہے۔

ﷺ

آقا کی غلامی میں صدیوں کی امیری ہے
شاہی سے بہت بہتر اُس در کی فقیری ہے

لپٹا دو ردا اپنی مجھ عاصی و بے بس کو
اک مہک ترے در کی سب جگ کی عبیری ہے

مجھ کو بھی عطا کرنا ، میں تیرا بھکاری ہوں
کچھ پاس نہیں میرے غربت ہے ، فقیری ہے

اس در پہ پڑا ہوں میں ، اس در سے نہ جاؤں گا
اس در پہ پڑے رہنا دنیا کی کبیری ہے

کیوں مانگوں میں دنیا سے پھیلاؤں میں کیوں جھولی
قیصر کے لیے سب کچھ اس گھر کی اسیری ہے

رفیق قیصر

میاں محمد رفیق قیصر یکم جنوری ۱۹۵۴ء کو عارف والا کے چک 161-EB میں پیدا ہوئے۔ ایم اے اکنامکس اور ایم ایس سی شماریات ہیں۔ گورنمنٹ فریدیہ پوسٹ گریجویٹ کالج پاک پتن سے بطور پرنسپل ریٹائرڈ ہوئے۔ اُن کے دو شعری مجموعے ''جیسے جھیل میں کنول اور برف موسم میں جلنے لگتا ہوں'' شایع ہو چکے ہیں۔ شاعری سے زیادہ خوب صورت نثر لکھتے ہیں۔ اُن کا ایک ناول ''خالی کشکول'' اب نایاب ہے۔ اُن کی دو کہانیاں ''بست دوآبہ'' کے عنوان سے شایع ہو چکی ہیں۔ اُن کی شاعری پر ایم فل اور بی ایس اُردو کے مقالہ جات لکھے جا چکے ہیں۔

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اشتہائے جاودانی اُن کے نام کی
حرف گر کی راج دھانی اُن کے نام کی

آسماں مجھ کو بلا کر کہکشاں بھی دے
مجھ پہ گر ہو مہربانی اُن کے نام کی

کشف ہوں مجھ پر کبھی تو اُن کے خد و خال
آرزو ہے جاں ستانی اُن کے نام کی

میں اگر زندہ رہوں تو اس طرح رہوں
ہر نفس کی ہو روانی اُن کے نام کی

ہو سکے تملیک میری اُن کے نام پر
کر سکوں میں زندگانی اُن کے نام کی

ہو مدینے کی گلی میں میرا احتساب
ثبت ہو مجھ پر نشانی اُن کے نام کی

ہوں رفیقؔ اُن کا ، اگر باضابطہ بھی ہوں
ہے یہ نسبت غیر فانی اُن کے نام کی

رفیق کاشمیری

رفیق کاشمیری اُردو پنجابی شاعری کے ۱۵ مجموعوں کے خالق ہیں۔ وہ یکم فروری ۱۹۴۰ء میں پیدا ہوئے۔ پنجاب یونی ورسٹی سے بی ایس آنرز کیا۔ اوکاڑہ میں قالینوں کے کاروبار سے وابستہ ہیں۔ اردو مجموعوں میں ''چشم تر، ویرانے میں جگنو، بھلا دینا مجھے تم، ہر اک آنکھ کا اپنا کاجل، سمندر کی گھنی چھاؤں، مجھ کو کون لکھتا ہے، جو بھی تُو ہے، درد کی آغوش اور جھرنا'' شامل ہیں۔

ﷺ

کاش! بن جائے نعت کی صورت
کملی والے سے بات کی صورت

والضحیٰ جیسا آپ کا چہرہ
آپ کی زلف رات کی صورت

اُن کی ہمسائیگی جو مل جائے
خوب بن جائے سات کی صورت

مدحتوں پر بہار کی رُت ہے
ہر طرف پھول پات کی صورت

کملی والے کا عشق دل میں مرے
ہے دھڑکتا حیات کی صورت

بس شفاعت ہی آپ کی ہو گی
حشر کے دن نجات کی صورت

روبینہ جلیل بینا

روبینہ جلیل کا تعلق اوکاڑہ سے ہے۔ وہ معروف شاعر احمد جلیل کی صاحب زادی ہیں۔ چھوٹی میں لکھتی ہیں۔ اُن کا اسلوب سادہ اور عام فہم ہے۔ اُن کا شعری مجموعہ ''سپنے بُنتی آنکھیں'' ستمبر ۲۰۱۳ میں منظرعام پر آیا۔ ان کی نعت میں جذبے کی شدت کا گہرا احساس موجود ہے جب کہ ان کا اسلوب سادہ اور سلجھا ہوا ہے۔

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

پیاس ہو گی نہ کہیں پیاس کا صحرا ہو گا
جوش میں ساقیِ کوثر کا جو دریا ہو گا

ناز جس جنتِ ماویٰ پہ کیا جاتا ہے
جز ترے حُسن سراپا کے بھلا کیا ہو گا

لوگ مہتاب کو سو ڈھنگ سے باندھیں لیکن
میں تو کہتا ہوں ترا نقش کفِ پا ہو گا

عقل حکمت پہ تری جاں سے ہے سو بار نثار
فلسفہ تیرے تفکر کو ترستا ہو گا

بزمِ امکاں میں نہیں کوئی بھی تشبیہ موجود
کیسے کہہ دوں کہ وہ یوں قامتِ رعنا ہو گا

یہ جو انوار کی رم جھم کی صدا آتی ہے
ابرِ رحمت ہے کہیں ٹوٹ کے برسا ہو گا

کیسے کیسے تھے وہ رخسار، وہ ابرو، وہ دہن
چشمِ جبریل میں محفوظ وہ جلوہ ہو گا

زاہدوفا

زاہدوفا کا اصل نام محمد انعام اللہ ہے۔ ایم اے پنجابی ہیں۔ ایک سکول میں ایس ایس ٹی ہیں۔ وہ یکم اپریل ۱۹۶۳ کو رُکن پورہ ضلع اوکاڑہ میں پیدا ہوئے۔ موجودہ رہائش منڈی احمد آباد میں ہے۔ اردو پنجابی دونوں زبانوں میں لکھتے ہیں۔ اردو نعت، غزل اور پنجابی غزل کے علاوہ پنجابی صنف بولی انھیں مرغوب ہے۔

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

دل نے چاہا ہے کہ میں سب سے نرالا لکھوں
جب بھی سوچا ہے کہ میں ان کا سراپا لکھوں

میں گناہ گار، ابھی نعت نہیں لکھ سکتا
آپ کا رحم و کرم ہو تو میں آقا لکھوں

ان کی تعریف میں کوشش یہ مری ہوتی ہے
بہت اچھا بہت اچھا بہت اچھا لکھوں

ایک خوشبو سی مرے چاروں طرف ہوتی ہے
جب بھی کاغذ پہ کوئی نعت کا مصرع لکھوں

آپ کے بعد جو بنتے ہیں نبی جھوٹے ہیں
کس طرح سے میں کسی اور کو سچا لکھوں

زکریا نوریز

زکریا نوریز 6 ستمبر 2001ء کو پاک پتن میں اسلم مسیح کے ہاں پیدا ہوئے۔ اصل نام زکریا اسلم ہے۔ ڈاکٹر اظہر کمال خان کے شاگرد ہیں۔ نعت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی شوق سے لکھتے ہیں۔ ان کا طرزِ بیان سادہ اور اثر آفرینی کی صفت سے مزین ہے۔ انھوں نے عشقِ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ڈوب کر نعت کہی ہے۔

ﷺ

مثال آپ کی کیا دوں کہ بے مثال ہیں آپؐ
جہان جس سے ہے روشن وہ خوش جمال ہیں آپؐ

پیمبر ایسے کہ سیرت نمونۂ کامل
قمر کا سینہ جو چیریں وہ باکمال ہیں آپؐ

سرور و مستیِ نعت نبی کا کیا کہنا
ہے اس لیے مری عزت ، مرا خیال ہیں آپؐ

خدا کرے کہ مجھے ہو نصیب آپ کا قرب
مرا گزشتہ و آئندہ، مرا حال ہیں آپؐ

مرا یہ فخر ہے کہ اُمتی ہوں میں طاہرؔ
مرا غرور کہ میرے لیے تو ڈھال ہیں آپؐ

سرفراز طاہر

سرفراز حیات مہار ۲۵ مارچ ۱۹۷۶ء کو میاں جہانگیر احمد کے ہاں دیپال پور میں پیدا ہوئے۔ ہیومیوڈاکٹر ہیں۔ اس کے علاوہ زراعت سے بھی وابستہ ہیں۔ سخی سیدن کالونی دیپال پور میں رہائش پذیر ہیں۔ اُن کی مطبوعات میں ''صدیوں جیسے لوگ (۱۹۹۸) اور سفر تنہا نہیں کرتے (۲۰۰۲)'' شامل ہیں۔ ''بچھڑنا پڑ گیا اور میرے یار تم جو ہوتے'' اُن کے زیرِ طبع شعری مجموعے ہیں۔

ﷺ

میں ہنرمندوں میں شامل ہو گیا
نعت لکھی اور کامل ہو گیا

آپ کی رحمت کے صدقے یا نبی!
میں ثنا خوانی کے قابل ہو گیا

زینت قرطاس ہے نعت نبیؐ
عارضی دنیا سے غافل ہو گیا

نسبتِ آلِؑ نبیؐ پر ناز ہے
میں ہر اک رحمت کا حامل ہو گیا

بھیک مانگی آپ کے دیدار کی
آپ کی فرقت میں بسمل ہو گیا

غیر سے اسجدؔ نہیں کچھ مانگتا
آپ کے کوچے کا سائل ہو گیا

سہیل اسجد

حافظ سہیل احمد یکم مارچ ۱۹۷۴ء کو شیخ محمد یوسف کے ہاں ساہیوال میں پیدا ہوئے۔ یکم جنوری ۲۰۱۳ء میں پنجاب پولیس میں ملازم ہو گئے۔ مرتضیٰ ساجد سے اصلاح لی۔ غزل اور نظم دونوں لکھتے ہیں۔ اُن کے تین شعری مجموعے ''خیال دید (۲۰۱۳)، محبت بھوت ہے شاید (۲۰۱۶)، مجھے کچھ اور لکھنا تھا (۲۰۲۰)'' شایع ہو چکے ہیں۔

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

وجہ تخلیق دو جہاں ہیں آپؐ
خالق کل کے رازداں ہیں آپؐ

آئنہ وجود سراپا ہے
بوئے گل کی طرح عیاں ہیں آپؐ

آپ ہر عہد کی ضرورت ہیں
ہر زمانے کے درمیاں ہیں آپؐ

بے فیض، بے عمل و گار گنہ ہے
پھر بھی امت پہ مہرباں ہیں آپؐ

دل میں رہتے ہیں آرزو کی طرح
کیا ہے گر آنکھ سے نہاں ہیں آپؐ

ظلمتوں میں ہیں نور کی بارش
تپتے صحرا میں سائباں ہیں آپؐ

غزوۂ بدر ہو کہ جنگ احد
کون ہے اس جگہ جہاں ہیں آپؐ

شازیہ مفتی

شازیہ مفتی، مفتی شجاع الدین حیدر کے ہاں پاک پتن میں پیدا ہوئیں۔معروف ناول نگار آمنہ مفتی کی بڑی بہن ہیں۔لاہور میں مقیم ہیں۔شاعری اور افسانے سے رغبت رکھتی ہیں۔ان کی نثر کی دو کتابیں ''اینٹ گارے کی کھرچن'' اور ''باؤلی'' شایع ہو چکی ہیں۔شعری مجموعہ زیرِ ترتیب ہے۔

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

وہ پھول سی مسکان تری ، کھلنا کلی کا
ہے مطلعِ انوارِ سحر چہرہ نبی کا

چمکا تھا وہ مہتاب سرِ وادیِ بطحا
مدت سے حرا دیکھتا تھا رستہ اسی کا

کرتے ہیں سبھی گنبدِ خضریٰ کا نظارہ
پروانہ مرے ہاتھ بھی آئے طلبی کا

تھی پیشِ نظر آپؐ کے اُمت کی بھلائی
جز آپ کے چارہ تھا کسے چارہ گری کا

وہ ساقیِ کوثر ہیں، وہی شافعِ محشر
ہے بوسہ مرے پیشِ نظر دستِ نبی کا

جھک جاتا ہے سر میرا ادب سے وہیں شاہدؔ
سنتا ہوں جہاں نامِ رسولِ عربی کا

شاہد رضوان

شاہد رضوان گورنمنٹ کالج چیچہ وطنی میں اسسٹنٹ پروفیسر اُردو ہیں۔وہ ۱۵فروری ۱۹۷۵کو چک L-36/14 میں چودھری ہدایت اللہ کے ہاں پیدا ہوئے۔اُن کی ادبی خدمات پر ایم فل کے چار مقالے لکھے جا چکے ہیں۔پتھر کی عورت (۲۰۱۰)، پہلا آدمی (۲۰۱۳)،آوازیں (۲۰۱۵) اور ادھوری کہانی کی تصویر (۲۰۲۰) افسانوی مجموعے ہیں جب کہ گنجی بار (۲۰۱۹) اُن کا ناول ہے۔ شعری مجموعہ زیرِ ترتیب ہے۔

ﷺ

زماں کے طشت میں ، تھالاں میں آپ سا کوئی
ملے گا لعل نہ لعلاں میں آپ سا کوئی

خدا کے کردہ کمالوں میں کیا نہیں لیکن
نہیں کمال ، کمالاں میں آپ سا کوئی

میں دو جہان کی تاریخ چھان آیا ہوں
ملا نہیں ہے مثالاں میں آپ سا کوئی

مجھے یقیں ہے کہ ابلیس سر جھکا دیتا
نہیں تھا اس کے خیالاں میں آپ سا کوئی

اس آسماں نے زمیں کو گھما کے دیکھ لیا
ملا نہ سینکڑوں سالاں میں آپ سا کوئی

وجودِ کعبہ ہو یا زیبؔ حرفِ قرآنی
بچا نہ کالیاں شالاں میں آپ سا کوئی

شاہ زیب نوید

محمد اورنگ زیب اصل نام ہے۔ یکم اگست ۱۹۸۰ء کو حویلی لکھا میں پیدا ہوئے اور یہیں مقیم ہیں۔ والد کا نام رشید احمد چندا ہے۔ ذاتی کاروبار سے وابستہ ہیں۔ اُن کا شعری انتخاب ''میرے حرف گلابوں سے'' ۲۰۰۱ء میں اور شعری مجموعہ ''جل گئے ہاتھ گلابوں والے'' ۲۰۰۳ء میں شایع ہوا۔ غزل کے علاوہ اُن کی نعت میں بھی جدت کا رنگ موجود ہے۔ مصرع کی بنت میں چستی اور شعریت کا خیال رکھتے ہیں۔

ﷺ

دونوں عالم کے سلطاں حضورؐ آپ ہیں
سب سے اعلیٰ و ذیشاں حضورؐ آپ ہیں

آپ کے سارے پیغام سب کے لیے
ایسے بے مثل انساں حضورؐ آپ ہیں

رحمت دو جہاں ہے لقب آپ کا
معنی دین و ایماں حضورؐ آپ ہیں

وحشیوں کو بھی درس محبت دیا
آدمیت کی پہچاں حضورؐ آپ ہیں

وہ بلندی ، تصور بھی چھو نہ سکے
عرش کے خاص مہماں حضورؐ آپ ہیں

اہل بیت، ہر عمل میں سپارے بنے
اور تکمیلِ قرآں حضورؐ آپ ہیں

بھیک دیدار کی بھی عطا کیجیے
اس شبینہ کا ارماں حضورؐ آپ ہیں

شبانہ زیدی

شبانہ زیدی شاعری میں شبین تخلص کرتی ہیں۔ وہ ۱۰ دسمبر ۱۹۶۸ کو لیہ میں پیدا ہوئیں۔ شادی کے بعد سے اوکاڑہ میں مقیم ہیں۔ درس وتدریس سے وابستہ ہیں۔ سلگتے کنول، اک شہر بسا پانی پر اور موجِ سبد گل اُن کے شعری مجموعے ہیں۔

صَلَّی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلّم

نبی کی بارگاہ میں خیال ہے ، کمال ہے
پھر اُن سے اُن کی نعت کا سوال ہے، کمال ہے

خدا کا جو کلام ہے ، وہ نعت ہی کا نام ہے
نبی کا یہ جو حسن ہے، جمال ہے ، کمال ہے

جنھوں نے سب سکھا دیا ، خدا کا بھی پتہ دیا
میں کیوں نہ اُن کا نام لوں؟ کمال ہے ، کمال ہے

جو دشمنوں کو بھیک میں بھی شہ رگوں کا خون دیں
تو مان لیں ، نبی کی یہ جو آل ہے ، کمال ہے

یہ ایسے کیسے شب ڈھلے، نہ دے اذاں ، نہ دن چڑھے
انھیں فقط پسند ہی بلال ہے ، کمال ہے

جو شاہدؔ آئے مصطفیٰ، تو کیسی فکر سعدیہ!
ترے لیے تو آمنہ کا لال ہے ، کمال ہے

شبیر شاہد

شبیر حسین کا تعلق ساہیوال کے چک نمبر 108/9-L سے ہے۔بی اے کے بعد وہ پنجاب پولیس سے وابستہ ہو گئے۔وہ ۲۳ مئی ۱۹۸۲ء کو خادم حسین کے ہاں پیدا ہوئے۔اُن کا ادبی چینل ''قرطاسِ شبیر شاہدؔ'' 1500 پروگرام مکمل کر چکا ہے۔شعری مجموعہ ''کیف'' کے نام سے منظر عام پر آیا۔ان کے کلام میں تغزل کا رنگ پوری نشتریت کے ساتھ جلوہ گر ہے جس پر غنائیت کی صفت مستزاد ہے۔

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

گر عشقِ محمدؐ سے پُر سوز جگر ہو گا
اے دیدۂ نم تیرا ہر اشک گہر ہو گا

ہم روح کے دامن میں وہ لمحہ سجا لیں گے
سرکار کی الفت میں جو لمحہ بسر ہو گا

جس شہر کے درشن کو آتے ہیں سدا قدسی
اُس شہرِ محبت کو کب اذنِ سفر ہو گا

عشاق کی نظروں میں کعبہ ہے درِ جاناں
ہم سجدے لٹا دیں گے رُخِ یار جدھر ہو گا

وہ اُمّی لقب ہو کر سرِ عرشِ بریں پہنچا
یعنی کہ دو عالم میں ایسا نہ بشر ہو گا

اس شہر مقدس کی تمثیل نہیں ممکن
سو سارے زمانے میں کب ایسا نگر ہو گا

کچھ ایسا شفاؔ منظر ہو گا وہ سرِ محشر
سرکار کے قدموں میں دیوانے کا سر ہو گا

شفا چشتی

محمد شفا چشتی نظامی ۲۴ جون ۱۹۵۷ء کوٹھی لعل بیگ (عارف والا) میں خواجہ فضل احمد کے ہاں پیدا ہوئے۔ اُن کے والد کئی کتابوں کے مصنف تھے۔ اُن کا گھرانہ مذہبی ہے۔ فارسی میں دست گاہ حاصل ہے۔ قطعہ تاریخ پر دسترس رکھتے ہیں۔ حمد، نعت اور غزل پر مبنی ان کا شعری مجموعہ ''حریم دل'' ۲۰۱۶ میں منظر عام پر آیا۔ ان کی نعت میں روانی اور سادگی پائی جاتی ہے۔

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

میرے مولا کی رحمت کا در کھل گیا ، مصطفیٰؐ آ گئے
سب ملائک نے مل کر کہا مرحبا! ، مصطفیٰؐ آ گئے

خواب دیکھا تھا جو سیدہ آمنہؓ نے ، وہ پورا ہوا
ہو گئی اک پیمبر کی پوری دعا ، مصطفیٰؐ آ گئے

آپ آئے تو سوکھی ہوئی کھیتیاں لہلہانے لگیں
معتدل ہو گئی ساری آب و ہوا ، مصطفیٰؐ آ گئے

جب مرے مصطفیٰ کی ولادت ہوئی، خود خدا نے کہا
ہو گیا ختم نبیوں کا اب سلسلہ ، مصطفیٰؐ آ گئے

ہو گئی خشک جو جھیل ساوہ کی تھی، ایک کاشان میں
اور فارس کا آتش کدہ بجھ گیا ، مصطفیٰؐ آ گئے

ابن ہرمز کے سارے محلات کے چودہ کنگرے گرے
طاق کسریٰ میں دجلہ کا پانی بھرا ، مصطفیٰؐ آ گئے

بانجھ دھرتی پہ بارش برسنے لگی ، پھول کھلنے لگے
قحط جتنا تھا شوکت وہ سب مٹ گیا ، مصطفیٰؐ آ گئے

شوکت کاٹھیا

شوکت علی ۱۲ جنوری ۱۹۷۰ء کو غلام فرید کے ہاں L-14/14 ضلع ساہیوال میں پیدا ہوئے۔ درس وتدرس سے وابستہ ہیں۔ شعر وسخن میں طالب جتوئی سے استفادہ کیا۔ اردو پنجابی دونوں زبانوں میں لکھتے ہیں۔ تاحال کوئی شعری مجموعہ شایع نہیں ہوا۔ ان کے کلام میں فنی وفکری گہرائی کے ساتھ ووالہانہ پن نمایاں نظر آتا ہے۔

ﷺ

کلام خدا کا یہی فیصلہ ہے
کہ عشق محمدؐ ہی عشق خدا ہے

محبت بھی ، عزت بھی اور روشنی بھی
اگر چاہتے ہو تو وہ راستہ ہے

یہ بخشش یہ رحمت تحائف ہیں اُن کے
عجب میرے آقا کی جود و سخا ہے

طریقوں میں ان کے صباؔ کامیابی
سلیقوں میں اُن کے ہماری بقا ہے

مرا دم صباؔ اُن کی چوکھٹ پہ نکلے
یہی اب دعا ہے ، یہی التجا ہے

صبا ارشد

صبا ارشد اوکاڑہ کے معروف پنجابی شاعر ارشد علی ارشد کی صاحبزادی ہیں۔ اپنے والد کے علاوہ سخن ور نجمی سے اصلاح لی۔ اُن کا شعری مجموعہ ''چشم تر میں آجاؤ'' ۲۰۰۲ میں شائع ہوا۔ غزل اور نظم میں اُن کا اسلوب سادہ اور رواں ہے۔ اُن کی نعت عشق ومحبت کے جذبے سے سرشار ہے۔

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

کس کو شعور وسعت دامانِ نعت ہے
وہ خوش نصیب ہے ، جسے عرفانِ نعت ہے

در کھل گیا ہے خیر کا ، رحمت کا ، نور کا
لے آئے ، جس کے پاس ، جو سامان نعت ہے

لکھی نہیں ہے ، مجھ کو عطا کی گئی ہے نعت
آنکھوں میں نم نہیں ہے یہ باران نعت ہے

اس ذات کو ہی زیبا ہے مدحت حضور کی
اس کا کہا ہی اصل میں شایانِ نعت ہے

مجھ بے ہنر پہ اُن کا کرم ہو گیا تو پھر
میں بھی کہوں گا یہ مرا دیوانِ نعت ہے

قرآں بتا رہا ہے سراپا حضور کا
انور وہ آپ شمع شبستانِ نعت ہے

صغیرانور

محمد صغیر احمد ۲۲ دسمبر ۱۹۷۶ء کو میاں جہانگیر احمد وٹو کے ہاں پاک پتن میں پیدا ہوئے۔ قائداعظم یونی ورسٹی سے ایم ایس سی پاک سٹڈیز کیا۔ ۲۰۰۶ء میں سی ایس ایس کا امتحان پاس کیا۔ آج کل وزارتِ خارجہ میں ڈائریکٹر ہیں اور اسلام آباد میں مقیم ہیں۔ جدید لہجے کے شاعر ہیں۔ اُن کا شعری مجموعہ ''محبت ہمسفر میری'' شایع ہو چکا ہے۔ اپنے کلام کی تازگی اور بلند خیالی کے باعث اسلام آباد کے ادبی حلقوں میں قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جہاں بھی اسم گرامی سنا محمدؐ کا
غلام ادنیٰ وہاں ہی جھکا محمدؐ کا

کٹھن بہت تھی مسافت بغیر زادِ سفر
ہزار شکر وسیلہ ملا محمدؐ کا

مباہلہ میں نصاریٰ نے معذرت کر لی
تھا کاروانِ حسینؑ جب چلا محمدؐ کا

اُسے خدا نے زمانے میں معتبر ہے کیا
غلام دل سے جو کوئی ہوا محمدؐ کا

قریشِ مکہ نے اک دن تھا معجزہ مانگا
پھر ایک ہاتھ فضا میں اُٹھا محمدؐ کا

بغیر حکم خدا لب نہ مصطفیٰ کے ہلے
خدا نے مانا سدا ہی کہا محمدؐ کا

وگرنہ عشق فنا کارِ جسم و جاں ہے صفیؔ
ہزار شکر میں شیدا ہوا محمدؐ کا

صفی ہمدانی

اُن کا اصل نام سید وصی عباس ہے۔ وہ ۱۹، مارچ ۱۹۷۴ء کو ساہیوال میں پیدا ہوئے۔ سرکاری ملازم ہیں۔ موجودہ رہائش ضمیر کالونی کسووال میں ہے۔ اُنھوں نے اپنے اُستاد ارشاد جالندھری کے کلیات کی اشاعت کا اہتمام کیا ہے۔ ان کی نعت میں عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حبِ اہلِ بیتؑ کا امتزاج چاشنی و دل کشی لیے ہوئے ہے۔

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تعریف رسولؐ

یہ عرش وفرش، باغ وراغ
شجراور پہاڑ
ہرایک شے تری مدح سرائی میں گُم ہے
یہ کہکشائیں، یہ سورج، یہ چاندتارے سبھی
تمھارے نور کی خیرات سے چمکتے ہیں
زمانے بھر کے سکندر، ولی، شہنشہ سب
نصیب اُن کے ترے نام پہ سنورتے ہیں
مجھے بھی بخش دے ایسا ہنر مِرے آقا!
کہ خوشبوئیں مرے حرفوں کی چارسُو پھیلیں

طارق سندھی

طارق محمود عارف والا میں مقیم ہیں۔ وہ ۱۱ستمبر ۱۹۷۴ء کو محمد اسلم کے ہاں پیدا ہوئے۔ ذاتی کاروبار سے وابستہ ہیں۔ ادبی تنظیم 'پاک برٹش آرٹس' کے ڈویژنل صدر ہیں۔ اُن کے دو شعری مجموعے ''چاند سمندر ساحل ساحل، دل بھی عجیب وحشی ہے'' شایع ہو چکے ہیں۔ اُن کی نعت سلاست و روانی کے رنگوں سے عبارت ہے۔

ﷺ

علم ہے اور علم کا عرفاں ترے کوچے میں ہے
دل مرا کعبہ میں ہے تو جاں ترے کوچے میں ہے

الغرض دنیا کی ہر نعمت ہے تیرے شہر میں
اور سکونِ قلب کا ساماں ترے کوچے میں ہے

اک ہجومِ عاشقاں محو درودِ پاک ہے
اک ہجومِ قدسیاں نگراں ترے کوچے میں ہے

دشمنوں سے در گزر کرنا وتیرہ ہے ترا
اس لیے تو بندۂ ناداں ترے کوچے میں ہے

سرخ رُو وہ ہو گیا جس نے تری تقلید کی
عاصیوں کے درد کا درماں ترے کوچے میں ہے

للہ ہم کو بھی عطا ہو ایک قطرہ نور کا
ہر تجلی نور کی قرباں ترے کوچے میں ہے

محسنِ انسانیت ، اے چارہ سازِ بے کساں!
قمریؔ ناقص فہم حیراں ترے کوچے میں ہے(۳۴)

طارق قمری

محمد طارق جاوید ہیومیوڈاکٹر ہیں۔اُن کا تعلق رینالہ خورد سے ہے۔وہ ۱۴جون ۱۹۶۵ کو دلدار احمد کے ہاں پیدا ہوئے۔اُردو پنجابی دونوں زبانوں میں لکھتے ہیں۔اُردو افسانہ اور پنجابی کہانی سے بھی شغف ہے۔اُن کا پنجابی شعری مجموعہ ’’کُن دی لکھ‘‘ زیرِ طبع ہے

ﷺ

سوادِ عرشِ معلیٰ حضوؐر جانتے ہیں
مقام کیا ہے خدا کا؟ حضورؐ جانتے ہیں

مری زبان پہ ہے نعت مصطفیٰؐ ہر دم
مری زباں کا وظیفہ حضورؐ جانتے ہیں

مجھے غموں کی نمائش کی احتیاج نہیں
مرے غموں کا مداوا حضوؐر جانتے ہیں

وہ ''سدرہ'' سے بڑھے آگے ''اکیلے'' سوئے حق
''حدودِ طائر سدرہ حضورؐ جانتے ہیں''

لبوں پہ حرفِ تمنا سجائیں کیوں طارقؔ
مرادِ حرفِ تمنا حضورؐ جانتے ہیں

طارقؔ محمود طارقؔ

محمد طارق محمود کی تاریخ پیدائش یکم مارچ 2004ء ہے۔ جی سی یونی ورسٹی، لاہور میں بی ایس اُردو کے طالب علم ہیں۔ جمشید کمبوہ کے تلمیذ ہیں۔ انٹرمیڈیٹ کے امتحان 2021ء میں ساہیوال بورڈ میں ٹاپ کیا۔ کئی آل پاکستان مقابلہ جات جیت چکے ہیں۔ کم عمری میں اچھے شعر کہنے لگ گئے ہیں جس سے ان کے کامیاب مستقبل کی نوید سنائی دیتی ہے۔

ﷺ

نقش تھا جا بہ جا محمدؐ کا
منظر ایسا کھلا محمدؐ کا

اور ہی طرح سے ہے عکسِ انداز
آئنہ ہے جدا محمدؐ کا

دن ہے سنگ نشاں سفر کا اگر
رات ہے راستہ محمدؐ کا

دل میں اُڑتا بکھرتا رہتا ہے
رنگ صبح و مسا محمدؐ کا

وارث اس کا نہ ہو سکا کوئی
تخت خالی رہا محمدؐ کا

کام بھی کوئی اس طرح کا ظفرؔ
نام تو لے لیا محمدؐ کا

ظفر اقبال

ظفر اقبال ۲۷ستمبر۱۹۳۲ءکو اپنے ننھیال بہاولنگر میں پیدا ہوئے۔(۳۵) اُن کے والد چک 49/GD کے زمیندار تھے۔ ابتدائی تعلیم کے بعد پنجاب یونی ورسٹی سے وکالت کی ڈگری لی اور اوکاڑہ سے وکالت کا آغاز کیا۔ مشہور ٹی وی اینکر آفتاب اقبال کے والد ہیں۔ اُن کے کلیات ''اب تک'' کی پانچ جلدوں میں ان کے تیس شعری مجموعے شامل ہیں۔

ﷺ

بگڑی قسمت سنوار دیتا ہے
ڈوبی نیّا اُبھار دیتا ہے

دشمنوں کو سدا دعا دی ہے
بدلے نفرت کے پیار دیتا ہے

تذکرہ اُن کا جاں فزا ایسا
فکر عالم نکھار دیتا ہے

ہم تو اُس در کے اب سوالی ہیں
ایک مانگیں ہزار دیتا ہے

ہے جہاں پر خدا کا یہ احساں
کب کوئی اپنا یار دیتا ہے

جانتا ہے ظفؔر دکھوں کا علاج
نام احمد پکار دیتا ہے

ظفر اقبال نادر

اُن کا تعلق عارف والا سے ہے۔اُن کا شعری مجموعہ ''آئینہ رُت'' کے نام سے ۲۰۰۴ء میں شایع ہوا۔ یہ مجموعہ اُن کی بارہ سالہ ریاضت کا نتیجہ ہے۔ زیادہ تر غزل لکھتے ہیں۔ چھوٹی بحر اُنھیں زیادہ مرغوب ہے۔اُن کے ہاں نئی ردیفوں کا استعمال اُن کی شاعری میں تازگی کا پتہ دیتا ہے۔عروض سے شناسائی رکھتے ہیں اوران کے ہاں الفاظ کی نشست و برخاست کا عمدہ اہتمام دیکھنے میں آتا ہے۔

ﷺ

بس ترے شہر کی ہو پاس ہَوا
ورنہ آئے مجھے نہ راس ہَوا

یادِ بطحا میں اشک بار ہوئی
جاں شکستہ ہوئی اداس ہَوا

چومتی ہے تمھارے قدموں کو
ہے شگفتہ ادب شناس ہَوا

کوئی ایسی چلے جو ہم سب کو
کاش! لے جائے تیرے پاس ہَوا

کشتِ ایماں کو تازگی بخشیں
خاک طیبہ کے پھول ،گھاس ، ہَوا

ان کے کوچے میں صبح دم یاسؔر
رقص کرتی ہے خوش لباس ہَوا

ظفر رشید یاسر

ظفر رشید ہاشمی ۱۲، اپریل ۱۹۶۹ء کو محمد رشید ہاشمی کے ہاں پیدا ہوئے۔ پہلے شریف ساجد سے اصلاح لی اب مختار گیلانی اور جمشید کمبوہ سے منسلک ہیں۔مجلس بابا فرید کے جنرل سیکرٹری رہے۔ ادب قبیلہ، پاک پتن سے وابستہ ہیں۔شعری مجموعہ زیرِطبع ہے۔اردو، پنجابی دونوں زبانوں میں لکھتے ہیں۔نئے الفاظ کی تلاش انھیں مرغوب ہے۔

ﷺ

سحابِ رحمت آقا برستا ہے گداؤں پر
ردائے مصطفےٰ سایہ کناں ہے بے نواؤں پر

انھی کی مسکراہٹ سے ہے کلیوں کا تبسم بھی
لعاب ان کے دہن کا بھی ہے فائق سب دواؤں پر

شب معراج بھی آقا کہاں بھولے ہیں امت کو
وفائے مصطفےٰ حاوی ہے دنیا کی وفاؤں پر

تمنا ہے عطا ہو دولت دید ان کے روضے کی
لٹا دیتے ہیں عاشق اپنی جاں جن کی اداؤں پر

مدینے کا سفر اسفار میں سب سے مبارک ہے
مدینے کی فضائیں ہیں مقدس سب فضاؤں پر

انھی کی سنتوں کی اقتدا میں کامیابی ہے
سو ہر سنت کو دیں ترجیح ہم اپنی اناؤں پر

جسارت کی ہے جن لوگوں نے توہین رسالت کی
خدا کی ان پہ لعنت ہو اور ان کے ہم نواؤں پر

بروزِ حشر جب عادلؔ کسی مشکل میں ہوں گے ہم
وہی نظر کرم فرمائیں گے ہم بے نواؤں پر

عادل عثمانی

اصل نام محمد عثمان حمید ہے۔ ۳۱ جنوری ۱۹۹۰ء کو ساہیوال میں مولانا عبدالحمید تونسوی کے ہاں پیدا ہوئے۔ شہادۃ العالمیہ کی سند کے حامل عالمِ دین ہیں۔ درس و تدریس سے وابستہ ہیں۔ ان کی نعت تخلیقی وفور سے سرشار ہے۔ حفظِ مراتب کی پاس داری اور احسانات رسول ﷺ کا تذکرہ انھیں مرغوب ہے۔

ﷺ

کاش! میں طائر باغاتِ مدینہ ہوتا
اس فضا میں مرا مرنا ، مرا جینا ہوتا

دیکھتا چشم بصیرت سے ملائک کا ہجوم
صدقۂ حبِ محمدؐ سے یوں بینا ہوتا

روز و شب کٹتے مرے طوفِ درِ اقدس میں
یوں بسر زیست کا ہر ایک مہینہ ہوتا

بال و پر میرے سبھی کاش! زباں بن جاتے
اور پھر پیش درودوں کا خزینہ ہوتا

اُڑتا پھرتا کبھی طیبہ کے گلی کوچوں میں
مسجد پاک میں آرام کو زینہ ہوتا

تحفۂ دید عطا کرتے مجھے بھی آقاؐ
بو بصیری سا مرے پاس قرینہ ہوتا

اُم ہانی کی وہ بوتل ہی میں ہوتا عاکفؔ
جس میں سرکار کا محفوظ پسینہ ہوتا

عاکف حجازی

عاکف عثمان نے قمر حجازی کا جانشین ہونے کی وجہ سے اپنا قلمی نام عاکف حجازی اختیار کیا ہے۔ وہ ۵، اپریل ۱۹۸۴ء کو محمد مشتاق کے ہاں اوکاڑہ میں پیدا ہوئے۔(۳۶) محکمہ اوقاف میں ملازم ہیں۔ اُن کی مطبوعات میں ''ایہ تحفے نیں یاراں دے، ذکر مولا علی، منقبت مولانا روم'' شامل ہیں۔

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

خدا کو کیسے منانا حضورؐ جانتے ہیں
ہر امتی کو بچانا حضورؐ جانتے ہیں

وہ جن کا کوئی نہیں ہے بھرے زمانے میں
انھیں گلے سے لگانا حضورؐ جانتے ہیں

میں جانتا ہوں مجھے بھی اُٹھائیں گے آقاؐ
گرے ہوؤں کو اٹھانا حضورؐ جانتے ہیں

علیؓ کو ساتھ لیا اور بتوں کو توڑ دیا
ہے کفر کیسے مٹانا حضورؐ جانتے ہیں

کیا ہے سجدے کو لمبا حسینؓ کی خاطر
اسی نے دیں ہے بچانا حضورؐ جانتے ہیں

انھیؐ کی مدح سرائی ہے میری نبضِ حیات
مرا یہ نعت سنانا حضورؐ جانتے ہیں

کرے گا کیسے وہ دعویٰ غلام ہونے کا
جو عارفیؔ نہیں مانا حضورؐ جانتے ہیں

عباس عارفی

عباس علی عارفی ۲، اپریل ۱۹۸۴ء کو محمد صدیق کے ہاں عارف والا میں پیدا ہوئے۔ صحافت سے وابستہ ہیں۔ پی ٹی وی نیوز کے ڈسٹرکٹ رپورٹر ہیں۔نعت گو شاعر ہونے کے علاوہ خوش الحان نعت خواں بھی ہیں۔اُن کا نعتیہ مجموعہ ''حضور جانتے ہیں'' زیرِ طبع ہے۔

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

ذکر خیرالوریٰ تلاوت ہے
یادِ بدرالدجیٰ تلاوت ہے

مرحبا عکس کبریا شاہا
آپ کا تذکرہ سعادت ہے

صدرِ شاہِ اُمم مٹا دیں غم
بے کراں، آپ کی شفاعت ہے

تا ابد صدرِ انبیا ہیں وہ
مرتبہ خاتم نبوت ہے

صورتِ جاں فزا ہے گل افشاں
نور افشاں نبی کی سیرت ہے

انبیا ہیں سبھی کرامت ور
سب سے بڑھ کے نبی کی عظمت ہے

بھید حق کا بتا دیا سب کو
رازداں لامکاں رسالت ہے

عباس علی شاہ ثاقب

یکم جون 1992ء کو 27/SP پاک پتن میں پیدا ہوئے۔ پاکستان میں اردو حمدیہ قصیدہ نگاری پر ایم فل اُردو کیا ہے۔ درس و تدریس سے وابستہ ہیں۔ شعری مجموعہ ’’شہابِ ثاقب‘‘ زیرِطبع ہے۔ ان کے مضامین اور کلام ملک کے معروف رسائل و جرائد میں شائع ہوتا رہتا ہے۔ ان کا حمدیہ قصائد کا مجموعہ ’’نورِتوحید‘‘ زیرِطبع ہے۔ ادبی تنظیم اظہارِنو پاک پتن کے جوائنٹ سیکریٹری ہیں۔

ﷺ

اس دنیا کے گلشن کے اک آپؐ ہیں آقا مالی　　آپ کی کملی کالی
آپ کے در پر جانا چاہوں بن کر ایک سوالی　　آپ کی کملی کالی
گنبد اخضر کی تصویر بسی ہے دل میں میرے　　ختم ہوں غم کے گھیرے
مجھ کو بھی توفیق عطا ہو، آپ کی چوموں جالی　　آپ کی کملی کالی
بے اعمال ہوں، بے کردار ہوں، چشمِ کرم فرمائیں　　بگڑی آپ بنائیں
آپ کی الفت میرا زیور، آپ ہیں میرے والی　　آپ کی کملی کالی
ساری ہستی آپ کی بستی، کیا مہتاب اور تارے　　حاکم آپ ہمارے
آپ کے در پر آتے دیکھے شاہ بھی بن کے سوالی　　آپ کی کملی کالی
آرزو ہے یہ میری آقا ، دیکھوں شہر مدینہ　　ملے کرم کا زینہ
ساہیوال میں تڑپ رہا ہے اک مذنب اقبالی　　آپ کی کملی کالی

عبدالخالق آرزو

عبدالخالق ۲۵ ستمبر ۱۹۷۶ کو محمد اقبال کے گھر پیدا ہوئے۔ ساہیوال میں نجی کاروبار سے وابستہ ہیں۔ سید جعفر شیرازی سے اصلاح لی۔ اُن کا شعری مجموعہ ''پلکیں بھیگنے لگتی ہیں'' ۲۰۱۶ میں شایع ہوا۔ اُن کے مضامین کا مجموعہ ''مرے ہم سفر مرے پیش رو'' ۲۰۱۷ میں اور نعتیہ انتخاب ''نعت میرا انتخاب'' ۲۰۱۸ میں شایع ہوا جب کہ شعری مجموعہ ''جستجوئے آرزو'' زیرِ طبع ہے۔

ﷺ

مل گئی زندگی مصطفیٰ کے طفیل
آ گئی بندگی مصطفیٰ کے طفیل

زندگی تھی حرا کی اندھیری کبھی
ہو گئی روشنی مصطفیٰ کے طفیل

مر رہا تھا جہالت میں ڈوبا بشر
مل گئی آگہی مصطفیٰ کے طفیل

اس جہاں میں اجالوں کا ہر سلسلہ
ہے یہ سب تازگی مصطفیٰ کے طفیل

سانس لینے کو یہ مل گئی ہے فضا
خوشبوؤں میں بسی مصطفیٰ کے طفیل

دور ہونے لگیں شر کی آلائشیں
ہے خبر خیر کی مصطفیٰ کے طفیل

ذکر کرتا رہوں ان کا دائمؔ یوں ہی
نعتیہ شاعری مصطفیٰ کے طفیل

عبدالرحیم دائم

آپ مرتضٰی ساجد کے صاحب زادے ہیں۔تاریخ پیدائش 3 ستمبر 2002ء ہے۔یونی ورسٹی آف ساہیوال میں بی ایس اکاؤنٹنگ اینڈ فنانس کے طالب علم ہیں۔کئی آل پاکستان ادبی مقابلہ جات میں نمایاں پوزیشنز حاصل کر چکے ہیں۔

ﷺ

تسکین زندگی کا سہارا حضورؐ ہیں
اس بزمِ کائنات کے نوشہ حضورؐ ہیں

محشر میں نعت آپ کی پڑھتا ہوا چلوں
میری زباں پہ جاری ہو مولا حضورؐ ہیں

قرآن دے رہا ہے ازل سے یہی خبر
بے شک! نویدِ حضرتِ عیسیٰ حضورؐ ہیں

تکتے رہے ہیں آپ کو یوسف بھی رشک سے
حسن ازل کے عکس کا چہرہ حضورؐ ہیں

فردوس کے ہیں والی و وارث وہ اس لیے
حسنین کریمین کے نانا حضورؐ ہیں

عبدالرؤف زین

عبدالرؤف پاک پتن کے نواحی گاؤں 27/SP میں عبدالرشید کے ہاں 29 دسمبر 2004ء کو پیدا ہوئے۔ 2023ء میں گورنمنٹ ٹیکنالوجی کالج ساہیوال سے سول انجینئر نگ کا ڈپلومہ مکمل کیا ہے۔غزل اور نعت تواتر سے لکھ رہے ہیں۔نو عمری میں نعت سے ان کی وابستگی خوش آئند ہے۔اُن کا کلام ''بیاض'' میں شایع ہو رہا ہے۔

ﷺ

جس پہاڑی پہ جگنو اُجالا کریں اُس کے پچھلی طرف
سب نے دیکھا کہ سارے زمانے پہنچنے لگے صف بہ صف

اُس نے خوابوں میں دیکھا کہ ان طاقچوں میں دیے قید ہیں
جن کی لَو میں چمکتے دکھائی دیے اُس کو لاکھوں صدف

راہ میں دست بستہ کھڑے پائے اُس نے ستارے سبھی
اک ستارے سے اُس نے ٹھہر کے کہا ہم سفر لاتخف

آسماں دیکھتا ہے زمیں کے ستاروں کو تکریم سے
گنبد خضرا و کربلائے معلیٰ، بقیع و نجف

بیٹیاں اس کی رحمت کی چادر میں جینے لگیں شان سے
مٹ گئے زندہ درگور کرنے پہ مجبور خنجر بکف

عدنان بشیر

عدنان بشیر ۶ ستمبر ۱۹۸۲ء کو بشیر احمد کے ہاں چیچہ وطنی میں پیدا ہوئے۔ اُن کے والد گورنمنٹ ہائی سکول پیر غنی پاک پتن میں تین سال تک ہیڈ ماسٹر رہے۔ وہ اصغر مال کالج راول پنڈی میں اسسٹنٹ پروفیسر اُردو ہیں۔ اُنھوں نے ثروت حسین: شخصیت اور ادبی خدمات پر ایم فل کا مقالہ لکھا۔ اورینٹل کالج، لاہور میں پی ایچ ڈی اسکالر ہیں اور ''اُردو غزل کے نظری مباحث: تحقیق و تنقید'' کے عنوان سے مقالہ لکھ رہے ہیں۔ ان کے کلام میں تاریخی پس منظر کی جھلکیاں دکھائی دیتی ہیں۔

ﷺ

نور یزداں بھی سدا جانب طیبہ دیکھے
کیوں نہ پھر کعبہ ، ترا گنبد خضرا دیکھے

حرف کی کلیوں سے جب شعر سجاؤں آقا!
باغِ جنت کی مہک نعت کا چہرہ دیکھے

مہر و مہ آپ کی تابانی سے جلوے مانگیں
آسماں جھک کے ترا نقشِ کفِ پا دیکھے

تاب جبریل کو بھی تھی نہ جلالِ حق کی
سب مراحل مرے محبوب نے تنہا دیکھے

چار سُو آپ کی یادوں کی مہک ہے پھیلی
کوئی طیبہ میں اگر جائے تو کیا کیا دیکھے

رحمتِ دوجہاں اور جسم پہ کھائے پتھر
قاسم رزق ہو اور آپ ہی فاقہ دیکھے

اپنی نگری میں جسے آقاؐ بلاتے ہیں عقیلؔ
بھول کر دنیا وہ پھر جانب عقبیٰ دیکھے

عقیل رحمانی

محمد عبدالرؤف ادبی دنیا میں عقیل رحمانی کے نام سے معروف ہیں۔ ابتدا میں اُنھوں نے شبلی تخلص کیا۔ وہ ۱۷ نومبر ۱۹۴۸ کو تحصیل پھالیہ ضلع گجرات میں شیخ عبدالباسط کے گھر پیدا ہوئے۔ لاہور سے ٹیکسٹائل انجینئرنگ کی۔ کالج میگزین ''ٹیکس ٹیک'' کے ایڈیٹر رہے۔ بیدل حیدری سے اصلاح لی۔ ''تتلیاں پھول انگارے'' اُن کا شعری مجموعہ ہے۔

ﷺ

میں آپ کے خیال سے اور آپ کے جمال سے
سمجھ رہا ہوں نور کو میں نور کی مثال سے

جو ہو نہ عشقِ مصطفیٰ تو زندگی فضول ہے
سبق ملا ہے یہ مجھے اویس سے ، بلال سے

یہ سانس جو بحال ہے ، یہ آپ کا کمال ہے
میں جی رہا ہوں آپ کے طفیل سے ، کمال سے

کِیا جو ذکر مصطفیٰ تو مہرباں ہوا خدا
پہنچ گیا کمال تک ، نکل گیا زوال سے

درود کی ہیں برکتیں، ملیں ہیں مجھ کو راحتیں
نکل گیا ہوں دیکھ لو ، میں رنج سے، ملال سے

علی احمد، ملک

معروف نعت خواں اور شاعر محمود الحسن عابد کے نورِ چشم ملک علی احمد ۴، اپریل ۱۹۸۸ء کو کسووال میں پیدا ہوئے۔ ۲۰۱۲ء میں گورنمنٹ کالج ساہیوال سے ایم اے اُردو کیا۔ آج کل پنجاب کالج ساہیوال میں درس وتدریس کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ غزل اور نعت میں وارفتگی کا عنصر شامل ہے۔ اُن کا کوئی شعری مجموعہ طبع نہیں ہوا۔

ﷺ

دونوں عالم میں نہیں اُنؐ سا کوئی اعلیٰ خصال
جب درود اُن پہ پڑھیں مٹتے ہیں سب رنج و ملال

آپ کو دیکھ کے کافر بھی ہیں کلمہ پڑھتے
دیکھو ایسا مری سرکار کا ہے حسن و جمال

حشر کے روز مرے سب بڑے بخشے جائیں
اس طرح رکھنا مرے آقاؐ جی آپ ان کا خیال

رہِ طیبہ میں، میں بے تاب کھڑا ہوں کب سے
''دیکھنے کے لیے سرکار کی رحمت کا کمال''

جو غلامی میں نبیؐ پاک کی آ جاتے ہیں
نہیں آتا علیؔ پھر ان کو کبھی کوئی زوال

علی رضا عابدؔ

علی رضا عابد ۱۴، اکتوبر ۱۹۹٦ء کو عنایت علی خاں کے ہاں محلّہ کرم پورہ پاک پتن میں پیدا ہوئے۔ ۲۰۲۰ء میں ایم اے سیاسیات کیا اور اب درس و تدریس سے وابستہ ہیں۔ شاعری کا آغاز ۲۰۱۴ء میں فریدیہ کالج کے سالانہ ادبی مقابلہ جات سے کیا اور مقابلہ غزل میں دوسری پوزیشن حاصل کی۔ ادب قبیلہ میں ماجد آسی کی کتاب ''عہد سے وہ مکر بھی سکتا ہے'' کی تقریب رونمائی کے موقع پر پہلا مشاعرہ پڑھا۔ ادبی تنظیم ''اظہارِ نو'' کے موجودہ فنانس سیکرٹری ہیں۔

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

بلا لو اپنے در پہ اب خدارا یارسولؐ اللہ!
کروں میں بھی مدینے کا نظارا یارسولؐ اللہ!

کرم کی اک نظر کر دو تو بیڑا پار ہے میرا
ملے میری بھی کشتی کو کنارا یارسولؐ اللہ!

مرے سپنے میں آپ آئے مگر نہ جی بھرا میرا
دکھا دو اک جھلک مجھ کو دوبارہ یارسولؐ اللہ!

سنہری جالیاں چوموں ، میں دیکھوں گنبدِ خضرا
مری قسمت کا بھی چمکے ستارا یارسولؐ اللہ!

گناہوں میں رضیؔ ڈوبا ہے پر مجھ کو یقیں ہے یہ
بنیں گے آپ ہی میرا سہارا یارسولؐ اللہ!

علی رضا رضی

علی رضا ۴ جولائی ۱۹۹۵ء کو محمد افتخار کے ہاں عارف والا کے گاؤں 7/EB میں پیدا ہوئے۔ پاک آرمی کی آرمڈ کور سے وابستہ ہیں۔ ڈاکٹر اظہر کمال کے شاگرد ہیں۔ کم عمری میں اچھے شعر کہتے ہیں۔ مترنم انداز میں بھی شعر پڑھتے ہیں۔

ﷺ

مجھ کو لگتا ہے کہ اس بار ضرور آئیں گے
آج تو خواب میں سرکار ضرور آئیں گے

اپنے اعمال کو دیکھوں تو حیا آتی ہے
پھر بھی کہتا ہوں وہ اک بار ضرور آئیں گے

حالِ دل ان کو سناؤں گا میں روتے روتے
دیکھ لینا مرے غم خوار ضرور آئیں گے

ہم فقیروں کو بڑی آس ہے میرے آقا
ہم کبھی آپ کے دربار ضرور آئیں گے

اے فرشتو! مجھے کچھ دیر کی مہلت دے دو
قبر میں میرے مددگار ضرور آئیں گے

آپ کے پاس نہ آئیں تو کدھر جائیں ہم
آپ کے پاس گنہگار ضرور آئیں گے

سبز گنبد کے نظارے جو کیے ہیں میں نے
اب مجھے نعت کے اشعار ضرور آئیں گے

علی سانول

اصل نام علی حمزہ ہے۔ آپ 9 نومبر 2004ء کو ساہیوال میں طارق جاوید کے ہاں پیدا ہوئے۔ پنجاب کالج ساہیوال سے انٹرمیڈیٹ 2020ء میں مکمل کیا ہے۔ حسرت بلال کے شاگرد ہیں۔ اُن کے لہجے کی توانائی ان کے تابناک مستقبل کی غماز ہے۔

ﷺ

ہر ایک نقشِ قدم کاروانِ رحمت ہے
حضور آپ کا اسوہ جہانِ رحمت ہے

مرے خدایا! دکھا دے سراب زادوں کو
وہ ابرِ تر جو سرِ تشنگانِ رحمت ہے

حصارِ آیتِ لاتقنطوا ہے چاروں طرف
یہ آب و خاک کا پتلا میانِ رحمت ہے

طواف کرتے ہوئے یہ بھی در کھلا مجھ پر
کہ نعت گوئی کلید مکانِ رحمت ہے

یہ سبز پیڑ بھی لاترفعوا کے عارف ہیں
یہ شاخ شاخ ثمر ارمغانِ رحمت ہے

ہوا کے نم ہی میں ہوتی ہے بارشوں کی نوید
خیالِ نعت بھی مجھ کو نشانِ رحمت ہے

سخا کا ایک ہی مطلب سمجھ سکا ہوں میں
جہاں زمیں ہے وہیں آسمانِ رحمت ہے

علی صابر رضوی

اُن کا اصل نام صابر علی رضوی ہے۔ اُن کے اجداد جالندھر سے ہجرت کے بعد اوکاڑہ میں آباد ہوئے۔ وہ ۲۱ جولائی ۱۹۷۸ء کو مشتاق احمد کے ہاں پیدا ہوئے۔ ایم اے سیاسیات، ایل ایل بی اور ایم اے اُردو کیا ہے۔ ۲۰۱۲ میں آئی آر میں ایم فل کیا۔ پروفیسر ابوالاعجاز حفیظ صدیقی سے اصلاح لی۔ درس وتدریس سے وابستہ ہیں۔ جدید لہجے کے خوش فکر نعت گو ہیں۔ نقدِ نعت میں بھی پیش پیش ہیں۔

ﷺ

لبوں پر سدا ہے ثنائے محمد ﷺ
خدا ہم کو رکھے گدائے محمد ﷺ

ہمیں اپنی جانوں سے پیارے ہیں آقا
ہمیں سے پیاری ادائے محمدﷺ

لگاتے ہیں سینے محمد ﷺ کے صدقے
مرے شیخ جی ہیں ندائے محمدﷺ

نبی کی اطاعت ، اطاعت خدا کی
رضائے خدا ہے ، رضائے محمدﷺ

نکیرین پوچھیں گے جب میری نسبت
تو کہہ دوں گا میں ہوں گدائے محمدﷺ

علی فاطمہ اور حسین و حسن نے
ہے امت کو بخشی ردائے محمدﷺ

حسینؔی ! یہ نظر کرم کیوں نہ ہوتی
حسینی کا دیں ہے ، عطائے محمدﷺ

عمران حسینؔی

محمد عمران اصل نام ہے۔ یکم جولائی ۱۹۹۲ء کی پیدائش ہے۔ بی کام کر رکھا ہے۔ گرافک ڈیزائنر ہیں۔ اوکاڑہ میں رہائش ہے اور اصلاحِ سخن کے حوالے سے پروفیسر احمد ساقی سے وابستہ ہیں۔ ان کی مطبوعات میں ''میرے بعد (افسانوی مجموعہ) اور تلاشِ حق'' شامل ہیں۔

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اے کاش! کہ ہو نعت ہی آئینِ تخیل
ہو آپ کے الطاف سے تسکینِ تخیل

سوچیں نہ پہنچ پائیں تری راہ گزر تک
بے دم سا گرا پڑتا ہے شاہینِ تخیل

اُن کو جو خیال آئے ، بدل جائے ہے قبلہ
اس طرح خدا کرتا ہے تحسینِ تخیل

ادراک میں آئیں نہ حکومت کی حدیں بھی
ہیں سجدہ کناں تھک کے سلاطینِ تخیل

خوشبوئے عرق کی ہے حقیقت تو بہت دور
تشبیہ سے عاجز ہیں بساتینِ تخیل

اک چھینٹ ملی اُس کو جو دریائے کرم سے
کس زور سے بہتا ہے اباسینِ تخیل

انشاؔ پہ رہے نعت کا فیضان ہمیشہ
ہوتی ہی رہے نعت سے تزئینِ تخیل

عمر فاروق انشا

عمر فاروق ۱۰، اپریل ۱۹۹۰ کو چک نمبر 28-EB عارف والا میں پیدا ہوئے۔ اُن کے والد کا نام محمد صدیق صابری ہے۔ اردو میں ایم اے کیا۔ اپنے گاؤں میں ہی درس و تدریس سے وابستہ ہیں۔ ان کا نعتیہ اسلوب جدت کے علاوہ شیفتگی اور شائستگی کا مظہر ہے۔

ﷺ

نطق عاجز ہے، فرومایہ ثناہا، شاہا
مہ جبینا، مرے خورشید کلاہا، شاہا
نام نامی ترا ہر عقدہ کشائی کی کلید
اور ترا ذکر ہوا ردِ بلا ہا، شاہا
کس ملاحت سے پکارا ہے خدا نے تجھ کو
کہیں یاسیں ، کہیں فرقاں ،کہیں طاہا، شاہا
منہ دکھانے کے بھی قابل نہیں میں تیرے حضور
لاج رکھنا مری ، فریاد ہے شاہا، شاہا
تیری شفقت سے تو سوکھے بھی ہرے ہو جائیں
اک نظر ہو مِرے کونین پناہا، شاہا
تیری تخلیق کی بنیاد میں ہے خلقِ عظیم
تیرے کردار کو یزداں نے سراہا، شاہا
نسل انسان کے محسن ، مِرے آقا، مولا
جن کا کوئی نہیں اُن کے بہی خواہا، شاہا
وہ بلالِ حبشی ہو کہ اویسِ قرنی
وہ ترا ہو گیا ، تُو نے جسے چاہا ، شاہا

غلام محی الدین، رانا

رانا غلام محی الدین گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج اوکاڑہ میں صدر شعبہ اردو اور ڈی او کالجز اوکاڑہ تعینات رہے۔وہ رانا یعقوب علی خاں کے ہاں ساہیوال (منٹگمری) میں ۲۹ جون، ۱۹۵۰ء کو پیدا ہوئے۔ان کا شعری مجموعہ ''چھاگل'' شایع ہو چکا ہے۔اُن کے کلام میں جذبوں کا وفور اور اسلوب بیان کی تازگی موجود ہے۔اساتذہ فن میں شمار کیے جاتے ہیں۔

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

مصطفیٰ یا مجتبیٰ ، صل علیٰ صل علیٰ
شافع روزِ جزا ، خیرالوریٰ خیرالوریٰ

کاش مل جائے مجھے بھی حاضری کا اک شرف
میرا سر ہو، تیرا در ہو، اے حبیب کبریاؐ

سرورِ کونین نورِ عین ہیں نورالعلیٰ
زلفیں ہیں واللیل تو چہرۂ انور والضحیٰ

دامن رحمت اگر دیکھیں محمد مصطفٰے
مختصر ہے مختصر، یہ وسعت ارض و سما

چاند سورج میں کہاں تابِ تجلی نور کی
ذاتِ بابرکات ہے بدرالدجیٰ نورالہدیٰ

ذرہ ذرہ ہے منور ، کیا مکاں کیا لامکاں
آپ ہیں نورالامیں، اور منبع جودوسخا

ہے مغلؔ کی خواہشوں میں آخری خواہش یہی
نزع دم ہو لب پہ کلمہ اے امام الانبیا

غلام مصطفیٰ مغل

اصل نام غلام مصطفےٰ مغل ہے۔۲۲ جون ۱۹۷۱ء کواوکاڑہ میں پیدا ہوئے۔ ایف۔اے تک تعلیم حاصل کی۔ خطاطی، مصوری اور گرافکس میں فنی مہارت رکھتے ہیں۔ مغل جی آرٹس کے نام سے گرافکس کے کام سے وابستہ ہیں۔ کئی کتابوں کے سرورق تخلیق کر چکے ہیں۔ شعر میں سادگی کی ادا رکھتے ہیں۔ ان کی نعت سلاست وروانی کی مظہر ہے۔

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

تجھے جو دونوں عالم سے جدا پہچان لیتے ہیں
مرے آقا وہی بندے خدا پہچان لیتے ہیں

ترے نقشِ قدم کا معجزہ ہے آج بھی آقاؐ
مسافر زندگی کا راستہ پہچان لیتے ہیں

نبی کے ذکر سے دل کھل گئے تو یہ کھلا ہم پر
یہ غنچے ان کے دامن کی ہوا پہچان لیتے ہیں

ہمی تیرے علی کا نام لے کر بزم میں آقاؐ
ہے کس کا حق سے کتنا فاصلہ پہچان لیتے ہیں

حدیث ''الحسین منی'' کی تفسیر میں آقاؐ
تجھے مومن سر کرب و بلا پہچان لیتے ہیں

کوئی بھی ہوں کہیں بھی ہوں مرا ایمانِ واثق ہے
غلاموں کو حبیب کبریا پہچان لیتے ہیں

نبیؐ کے مرتبے کی بس انھیں پہچان ہوتی ہے
مقامِ فاطمہؑ کو جو فدا پہچان لیتے ہیں

فدا بخاری

اُردو پنجابی کے خوب صورت شاعر سید فدا حسین بخاری 10 جنوری 1978ء کو اوکاڑہ کے ایک گاؤں ہیڈ سلیمانکی میں پیدا ہوئے۔ اب 48/GD میں مقیم ہیں۔ اپنے والد سید امیر علی سے اصلاح لی۔ حرفِ بیدار ساہیوال کے بانی و سرپرست ہیں۔ پنجابی مجموعہ غزل ''سوچی جاناں'' 2007ء میں شائع ہوا۔ ادب سوجھ پاکستان کے سرپرست ہیں۔ شعری جمالیات کا عمدہ مذاق رکھتے ہیں۔ استادانہ رنگِ سخن کے حامل شاعر ہیں۔

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم

میں ذکر شہ انبیا کر رہی ہوں
ثنائے حبیب خدا کر رہی ہوں

مجھے بخش دے زیست کے امتحاں سے
میں رو رو کے یہ التجا کر رہی ہوں

نبی کی محبت کو دل میں بسا کر
میں دور اپنی ہر اک بلا کر رہی ہوں

مری خوش نصیبی کا عالم تو دیکھو
مدینے میں سجدے ادا کر رہی ہوں

میں ٹھکرا کے دولت زمانے کی، خود کو
محمد کے در کا گدا کر رہی ہوں

مرا نام بھی ہو ترے خادموں میں
ترے نام اپنی وفا کر رہی ہوں

ثنا گر ہوں فرحتؔ میں شاہِ رسلؐ کی
کہ سامانِ روز جزا کر رہی ہوں

فرحت شکور

ان کا تعلق پاک پتن کے چک 71/D سے ہے۔ قاری شکور احمد کے ہاں اگست ۱۹۹۰ء میں پیدا ہوئیں۔ شادی کے بعد سے پاک پتن میں مقیم ہیں۔ ''دل خواب نگر کا باسی ہے'' اور ''صدائیں کون دیتا ہے'' ان کے شعری مجموعے ہیں۔ ان کے کلام میں سادگی اور بے ساختگی کا عنصر موجود ہے۔

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کب سلیقہ ہے کہوں لفظ جو ہوں ان کی مثال
ان کے ہی ذکر نے بخشے ہیں مجھے عمدہ خیال

ان کے ہی دامن دولت سے ملا ہے سب کو
ان کے ہونے سے زمانے ہوئے شاداں و نہال

ان کی سیرت سے ہے تہذیب کی تہذیب ہوئی
ان کی صورت سے جہاں بھر نے یہ پایا ہے جمال

مصطفٰےؐ جیسا کہاں ہو گا رسولوں میں کوئی
دوسرا ایسا کہاں کوئی جو ہو اُنؐ کی مثال

منتظر مسجد اقصٰی میں نبی تھے سارے
''دیکھنے کے لیے سرکار کی رحمت کا کمال''

میں گدائے شہ بطحا ہوں، یہ قسمت میری
ان کی نسبت سے ہی پایا ہے فضا نے یہ کمال

فضا موسٰی

13 جون 2002 کو پاک پتن میں پیدا ہونے والی فضا موسٰی کا شعری مجموعہ ''فضا سے کہنا'' 2023ء میں شائع ہو کر اہل ذوق سے داد و تحسین سمیٹ چکا ہے۔ فریدیہ کالج میں بی ایس اُردو کی طالبہ ہیں۔ شعر کی جمالیات سے بخوبی آگاہ ہیں۔ یہ بھی روشن امکانات کی شاعرہ ہیں۔ ان کے کلام میں شائستگی اور دھیما پن پایا جاتا ہے۔ نعت میں دعائیہ انداز زیادہ نظر آتا ہے۔

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

خامشی کو جرأت اظہار دے پیارے نبیؐ
خوف کے ماروں کو پھر گفتار دے پیارے نبیؐ

دندناتے پھر رہے ہیں بولہب کے لشکری
ناتواں ہاتھوں کو پھر تلوار دے پیارے نبیؐ

فتنۂ زر نے چُرا لیں محنتوں کی کھیتیاں
پھر بلالی ، بوذری کردار دے پیارے نبیؐ

کھا گیا سرمائے کا عفریت کتنے اُمتی
لاالہ کا نعرۂ انکار دے پیارے نبیؐ

مفلسی میں دفن ہو جاتی ہیں اب بھی بیٹیاں
زندگی کی روشنی اور پیار دے پیارے نبیؐ

''فقر و فخر منی'' کی تسکین دی ہے تو مجھے
حیدری قوت کے بھی آثار دے پیارے نبیؐ

خسروِ سادہ میں ڈھونڈیں لوگ تیری نسبتیں
شاہدِ معنی کو وہ افکار دے پیارے نبیؐ

فضل احمد خسرو

مرزا فضل احمد خسرو ٦ جنوری ١٩٦٥ء کو بورے والا میں مرزا اسلام الدین کے ہاں پیدا ہوئے۔ ایم اے اُردو کیا۔ درس وتدریس سے وابستہ ہیں۔ اوکاڑہ میں رہائش پذیر ہیں۔ اُن کی شاعری پر ایم فل کا مقالہ تحریر کیا جا چکا ہے۔ اُن کے پنجابی افسانوں پر ایم اے کا تھیسز ہو چکا ہے۔ انجمن ترقی پسند مصنّفین پنجاب کے سیکرٹری ہیں۔

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جس ذات کی ہے شان میں قرآن مکمل
نام اس کی محبت کا ہے ایمان مکمل

اس ذات سے وابستہ ہے کونین کا ہر راز
وہ ذات ہے اللہ کی برہان مکمل

نازاں ہوں غلامی پہ تری فخرِ دو عالمؐ
ہے تیری غلامی مری پہچان مکمل

مقبول نمازیں ہیں ترے ذکرِ حسیں سے
ہوتا ہے ترے نام سے عرفان مکمل

تعظیم حرم صاحبِ اسریٰ کے ہے دم سے
بے حُبِّ نبی ہو گا نہ ایمان مکمل

کونین کے سردار نے بلوا لیا در پر
بخشش کا مری ہو گیا سامان مکمل

اے کاش میں پھر دیکھوں ترا روضۂ اقدس
ہوں فضلؔ و عطا سے مرے ارمان مکمل

فضل الرحمٰن فضل

اصل نام سلطان محمد فضل الرحمٰن ہے۔۱۵، اکتوبر ۱۹۵۷ء میں میاں عبدالرحمٰن کوثر کے ہاں ڈیرہ منشیاں (ڈھکی) پاک پتن میں پیدا ہوئے۔ زمینداری کرتے ہیں۔ مجلس بابا فریدؒ پاک پتن کے صدر ہیں۔ ''اخبارِ دل'' اُن کا شعری مجموعہ ہے۔ اُنھوں نے اپنے استاد باقر شاہ جہاں پوری کے شعری مجموعے ''کیفِ دوام'' کی اشاعت کا اہتمام بھی کیا ہے۔

ﷺ

ہر حوالے سے وہ جو اعلیٰ ہے
میری پہچان کا حوالہ ہے

اس نبی پر درود ہو جس نے
میرے سینے سے شر نکالا ہے

کیوں نہ گن گائیں اس کی رحمت کے
درد میں جس نے آ سنبھالا ہے

اُن کے کردار نے مرا یہ دل
نور کی خوشبوؤں میں ڈھالا ہے

ان کی عظمت کا پوچھتے کیا ہو
دو جہانوں میں بول بالا ہے

فہدؔ کہتے ہو تم بشر اس کو
سر تا پا نور کا جو ہالہ ہے

فہد ملک، ڈاکٹر

فہد اشرف اصل نام ہے۔ ۲۷ اکتوبر ۱۹۹۶ء کو ملک محمد اشرف کے ہاں پاک پتن میں پیدا ہوئے۔ ایم بی بی ایس کیا ہے۔ ان کا شعری مجموعہ ''منزلِ شوق'' ۲۰۲۳ء میں شائع ہوا۔ ادبی تنظیم ''اظہارِ نو'' پاک پتن کے جنرل سیکرٹری ہیں۔ اُن کی نعت حسنِ عقیدت کے سانچے میں ڈھلی ہوئی ہے۔ خلوص کے ساتھ والہانہ پن کی جھلک ملتی ہے۔

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سُوئے طیبہ جائیے یہ ہے تمنا آخری
جس جگہ پائی ہے دنیا نے یہ دنیا آخری

اُن کے آنے سے ہوئیں کافور سب تاریکیاں
کفر کی سب گھاٹیوں سے نور چمکا آخری

جسم کا سایہ نہ تھا پر دیکھیے جود و کرم
کر دیا سرکار نے ہم سب پہ سایہ آخری

''لا نبی بعدی'' آقا نے یہ ہم سے کہہ دیا
یہ خدائے لم یزل کا ہے بلاوا آخری

جو بھی دیکھے ایک دم صل علیٰ کہنے لگے
سارے چہرے ایک سے ہیں پر وہ چہرہ آخری

تشنگی مٹ جائے گی یا تشنگی بڑھ جائے گی
جالیوں کے پاس جا کے لوں گا بوسہ آخری

عشقِ سرورؐ میں گزر جائے تمھاری زندگی
فیضیؔ اُن کے در پہ جا کے نعت کہنا آخری

فیض الحسن فیضی

سید فیض الحسن شاہ کاظمی اپنے والد سید محمد اکرم شاہ کاظمی کی طرح علم دوست اور دین سے رغبت رکھنے والے ہیں۔ وہ ۱۰ دسمبر ۱۹۸۰ء کو پاک پتن میں پیدا ہوئے۔ ۲۰۰۳ء میں ایل ایل بی کیا اس کے بعد ۲۰۰۶ء میں ایم اے انگلش کیا۔ ایم اے اسلامیات بھی ہیں۔ اُن کے شعری مجموعوں میں ''اسے روک لو ابھی'' (۲۰۰۲)، ''پوری آنکھیں آدھا خواب'' (۲۰۰۷) شامل ہیں۔

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

آ جائیں اگر خواب میں سرکارِ مدینہ — کھل جائیں مرے سامنے اسرارِ مدینہ
ذروں کو بنایا مہ و خورشید کا ہمسر — قربان ترے سید ابرارِ مدینہ
سائل یہاں پاتا ہے سوا اپنی طلب سے — بافیض ہے دربارِ گہر بارِ مدینہ
معمور فضائیں ہیں درودوں کی مہک سے — خوشبو میں بسیں کوچہ و بازارِ مدینہ
عشاق کی نظروں میں تو جنت کے ہیں ٹکڑے — صحرائے مدینہ ہو کہ گلزارِ مدینہ
بیمار مدینہ تو ہے عالم کا مسیحا — منت کشِ عیسیٰ نہیں بیمارِ مدینہ
وہ بدر و اُحد، وہ ترا روضہ، ترا منبر — ہے چاروں طرف بارشِ انوارِ مدینہ
اک نور کا ہالہ ہے سر گنبد خضریٰ — منزل ہے فرشتوں کی یہ دربارِ مدینہ
ملبوس دریدہ کو کروں میں بھی مزین — قسمت سے جو مل جائیں مجھے خارِ مدینہ

لگتا ہے ظفؔر ہم بھی کوئی خلد نشیں ہیں
بیٹھے ہیں تہِ سایۂ دیوارِ مدینہ

قاضی ظفر اقبال

قاضی ظفر اقبال ۹ جنوری ۱۹۴۴ء کو پیدا ہوئے۔ ۱۹۸۰ء میں بہاؤالدین زکریا یونی ورسٹی سے ایم اے اُردو کیا۔ درس و تدریس سے وابستہ رہے۔ ۲۰۰۴ء میں گورنمنٹ کالج، عارف والا سے اسسٹنٹ پروفیسر اُردو کے عہدے سے ریٹائرڈ ہوئے۔ اُن کا شعری مجموعہ ’’غرفۂ شب‘‘ ۲۰۰۶ء میں شایع ہوا۔ اس کے علاوہ اُن کے خاکوں کی کتاب ’’زندہ مردے‘‘ بھی شایع ہو چکی ہے۔

ﷺ

حضور آپ کوئی ایسا سلسلہ کیجے
جہان بھر کے دکھوں سے مجھے رہا کیجے

جہاں پہ ابر کرم رات دن برستا ہے
وہاں کا اذن سفر مجھ کو بھی عطا کیجے

سبھی کو رشک ہو آقا مِرے مقدر پر
مجھے حساب سے محشر میں ماورا کیجے

نہ تخت و تاج ، نہ شہرت نہ چاہوں میں دنیا
کرم کی ایک نظر بس مجھے عطا کیجے

عطا ہو مجھ کو قرینہ بھی نعت کہنے کا
حضور میرے خیالوں کو پُر ضیا کیجے

کاشف حنیف

محمد کاشف حنیف ۲۰ فروری ۱۹۸۷ کو ہڑپہ میں محمد حنیف کے ہاں پیدا ہوئے۔ ۲۰۱۴ میں گورنمنٹ ساہیوال سے ایم اے اُردو کیا۔ درس و تدریس سے وابستہ ہیں۔ آواز ایف ایم ۱۰۵ پر ''آوازِ شب'' کے نام سے ایک ادبی پروگرام کرتے ہیں۔ حلقہ اربابِ ذوق ساہیوال کے جنرل سیکرٹری ہیں۔ شاعری میں صفی ہمدانی سے اصلاح لی۔ شاعری کے علاوہ افسانہ نگاری اُن کی پہچان کا ایک معتبر حوالہ ہے۔

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم

ثنائے مصطفیٰ

یہ سناٹا سا کیسا روح میں ہے
دلِ مضطر یہ کس کا منتظر ہے
رگوں میں کس کی چاہت موج زن ہے
نگاہوں میں یہ کیسی تشنگی ہے
لہو میں رقص کس کی یاد کا ہے
ازل سے جو ہے دل آرا خدا کا
ابد تک جو حبیب لم یزل ہے
اُسی کو میری آنکھیں ڈھونڈتی ہیں
اسی منزل کو پانا چاہتا ہوں
تصور میں اُسی کا ہے تصور
اسی کا نام سننا چاہتا ہوں
اسی کے شہر کی ٹھنڈی ہوا میں
ہے میری زندگی کا راز پنہاں
اُسی کو روح میری ڈھونڈتی ہے
ظفر کے دل کی دھڑکن پوچھتی ہے
مری آنکھوں کے موتی پوچھتے ہیں
''سرورِ رفتہ باد آید کہ ناید
نسیم از حجاز آید کہ ناید''

کیپٹن ڈاکٹر محمد ظفر

ڈاکٹر محمد ظفر ۵ ستمبر ۱۹۵۶ کو قبولہ میں راؤ بابو خاں کے ہاں پیدا ہوئے۔ الفت رسول سے اصلاح لی۔ سروسز ہسپتال لاہور سے بطور ایم ایس ریٹائرڈ ہوئے۔ ''سفر'' شعری مجموعہ ہے۔

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

کونین کے سردار ہیں سردارِ مدینہ
مختار ہیں مختار ہیں مختارِ مدینہ

اس خاک نے چومے ہیں محمدؐ کے کفِ پا
ہے وجہ اماں خطۂ انوارِ مدینہ

یہ سر، کہ مَرے جاتا ہے دنیا کی طلب میں
یہ دل کہ کیے جاتا ہے تکرارِ مدینہ

کب شام ڈھلی وادیِ سرکار کے رُخ پر
کب ماند ہوئی رونقِ بازارِ مدینہ

یہ روشنی و وقت بہت سست قدم ہیں
ہے تیز بہت قوتِ رفتارِ مدینہ

یہ آنکھ کہ کھلتی ہے مدینے کی طرف کو
یہ دل کہ کہے جاتا ہے سرکارِ مدینہ

سائے میں پڑا جس کی عطاؔ سوچ رہا ہوں
جنت سے بھی بڑھ کر ہے یہ دیوارِ مدینہ

کیپٹن عطا محمد

عطا محمد خاں ۳، اکتوبر ۱۹۵۸ کو عارف والا میں راؤ انور علی خاں کے ہاں پیدا ہوئے۔ ۱۹۷۸ سے ۱۹۸۶ تک فوج میں رہے۔ پھر سول سروس میں آ گئے۔ ۲۰۱۸ میں ریٹائرمنٹ لی۔ اُن پر ایم فل اردو کا مقالہ تحریر ہو چکا ہے۔ ’’سرزنداں، بساط خواب، تکون، رنگ رساں‘‘ اُن کے شعری مجموعے ہیں۔

ﷺ

فضائے حبس میں بادِ صبا دو یارسولؐ اللہ!
مرے قلب و نظر کو بھی جِلا دو یارسولؐ اللہ!

کروں میں ناز برداری سگانِ کوئے طیبہ کی
مجھے گر اپنے کوچے میں جگہ دو یارسولؐ اللہ!

جہاں بھر کی ہر اک نعمت مجھے مل جائے پل بھر میں
کبھی گر خواب میں جلوہ دکھا دو یارسولؐ اللہ!

تری خوش بُو تری باتیں، تری یادیں ہیں جس جا پر
مجھے اس شہر میں مہماں بنا دو یارسولؐ اللہ!

مرے دل پر بھی جمتی جا رہی ہے گرد دنیا کی
مرے دل کی سیاہی کو مٹا دو یارسولؐ اللہ!

یہ سب رنگینیاں مجھ کو کہیں بھٹکا نہ دیں آقاؐ!
مجھے اپنے غلاموں میں ملا دو یارسولؐ اللہ!

بھلا دیتے ہیں دنیا کو جسے سب دیکھ کر آقاؐ!
مجھے وہ گنبد خضرا دکھا دو یارسولؐ اللہ!

لیاقت اسیس بیگ

لیاقت علی یکم ستمبر ۱۹۷۱ء کو اوکاڑہ میں سردار محمد کے ہاں پیدا ہوئے۔ ۲۰۰۴ء میں بی اے کیا۔ ذاتی کاروبار سے وابستہ ہیں۔ ابوالاعجاز حفیظ صدیقی سے اصلاح لی۔ ’’شامِ صحرا ہے زندگی تم بن‘‘ شعری مجموعہ ہے۔

ﷺ

اصل میں زیست اسی شخص نے پائی ہوگی
زندگی تیرے کہے جس نے بتائی ہوگی

عشق احمد کے ترے دعوے سبھی جھوٹے ہیں
پہ نہ جب تک یہ تیری ذات پرائی ہوگی

ان کی مرضی پہ جو قرباں کرے مرضی اپنی
آسمانوں سے پرے اس کی رسائی ہوگی

واسطہ اس کا جہنم سے بھلا کیسے رہے
جس کے حصے میں شفاعت تری آئی ہوگی

دولت عشق محمد لیے محشر میں اٹھو
اس سے پاکیزہ نہیں اور کمائی ہوگی

میرے مولا مری خواہش کو مکمل کر دے
آرزو ہے نہ کبھی ان سے جدائی ہوگی

اُن سے الفت کا سفر سہل کہاں ہے ماجدؔ
حلق سوکھے گا کبھی آبلہ پائی ہوگی

ماجد اکرم

ماجد اکرم یکم جنوری 1980ء کو فیصل آباد میں پیدا ہوئے۔ عارف والا میں مقیم ہیں۔ انٹرنیشنل ریلیشنز میں ماسٹرز کیا ہے۔ نادرا میں ملازمت کر رہے ہیں۔ شعری مجموعہ ''بیاضِ ماجد'' زیر طبع ہے۔ اُن کا اسلوب سادگی پر مبنی ہے۔

ﷺ

حسن کیا آپ کا ، کیا صفات آپؐ کی
اک مکمل نمونہ حیات آپؐ کی

پیارے قرآن کو کھول کر دیکھیے
میرے ربّ نے سنائی ہے نعت آپؐ کی

آپ نے جو کہا ، وہ امر ہو گیا
ساری باتوں سے افضل ہے بات آپؐ کی

خدمت خلق دن بھر تھا کام آپؐ کا
اور ربّ کی عبادت میں رات آپؐ کی

ایک چادر ، چٹائی یا کچا مکاں
چند چیزیں ہی کل کائنات آپؐ کی

آپ نے یہ صحابہ سے فرما دیا
جھوٹ سے جو بچو تو نجات آپؐ کی

ننھے بچوں پہ شفقت کا سایہ کیا
سب سے اعلیٰ و ارفع ہے ذات آپؐ کی

سادگی اور صفائی کا پیکر بنے
خوب سے خوب تر ہے حیات آپؐ کی

محمد ضیاء اللہ محسنؔ

اصل نام محمد ضیاء اللہ محسن ہے۔ ۲۵ جولائی ۱۹۸۸ء کو ساہیوال میں عبداللطیف کے ہاں پیدا ہوئے۔ ایم اے اُردو ہیں۔ نصابی کتب کے Content Writer ہیں۔ لاہور میں ماہنامہ ''اذان''، ''الف نگر'' اور ''گلاب رنگ'' کے ایڈیٹر رہے۔ بچوں کی نظموں پر درجن بھر کتابوں کے خالق ہیں۔

ﷺ

بعثت

گذشتہ برس رودِ عکاظ میں
ابولہب (۳۷) اپنے عرب کے جواں سال بیٹوں سے
یہ کہہ رہا تھا
مرا حکم اپنے دماغوں کی لوحوں پہ
کندہ کرالو
لہو اور شعلے کا بارِ گراں
ابولہب ابن فلاں بن فلاں
گئے سال بھی
اس پُر افتاد میلے کا فاتح رہا تھا
اور اگلے برس بھی رہے گا
وہ قلب و نظر پر بھی
خوف اور دہشت کا دہرا نشاں بن کے
طاری رہے گا
عرب کی اس اقلیم پر اب اسی کی
جوانی کا سکہ ہی جاری رہے گا
ادھر ثوبیہ!
سورۂ نور سے ایک ماہ منور کو
سینے سے لپٹا کے اپنے خدا سے
بصد التجا
یہ دعا کر رہی تھی

خداوند برتر، خداوند برتر
اندھیروں کو اب کے نوید سحر دے
وہ جس نور اقدس کے سب منتظر ہیں
اسے جلد ہی ہم میں مبعوث کر دے

محمد افتخار شفیع

ڈاکٹر محمد افتخار شفیع ۱۷، اگست ۱۹۷۳ء کو میاں محمد شفیع کے ہاں نور شاہ، ساہیوال میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۹۶ء میں ایم اے اردو ملتان سے کیا۔ ۲۰۰۳ء میں ایل ایل بی کیا۔ ۲۰۰۵ء میں فورٹ عباس میں لیکچرار اُردو تعینات ہوئے۔ ۲۰۱۶ء میں ایسوسی ایٹ پروفیسر منتخب ہوئے۔ آج کل گورنمنٹ کالج ساہیوال میں صدر شعبہ اُردو ہیں۔ ایم فل ''تحریک آزادی فلسطین اور اردو ادب'' اور پی ایچ ڈی ''کلاسیکی اُردو غزل میں سراپا نگاری'' (۲۰۱۶ء) کے موضوعات پر کی۔ مذکورہ دونوں مقالے اشاعت سے ہمکنار ہو چکے ہیں۔ اس کے علاوہ اُن کی مطبوعات میں ''نیلے چاند کی رات (شعری مجموعہ)، اصنافِ شاعری، اصنافِ نثر، ڈاکٹر اسلم انصاری شخصیت وفن، ڈاکٹر الف۔ د نسیم شخصیت وفن اور مجید امجد نئے تعینات'' شامل ہیں۔ اُن کی مرتب کردہ کتب میں ''پاکستانی ادب کا منظر نامہ، آثارِ جنوں، حفیظ الرحمان خان شخصیت اور فن، کلیات نثر مجید امجد، شواہد الالہام، اصطلاحاتِ شعر اور فلسطین کی منتخب کہانیاں'' نمایاں ہیں۔

اُن کی ادبی خدمات پر ایم فل کا مقالہ تحریر ہو چکا ہے۔ حلقہ اربابِ ذوق ساہیوال کے روح ورواں ہیں۔ اس حلقے کے اجلاس تواتر سے جاری ہیں اور اس نے بہت کم عرصے میں اپنی منفرد شناخت قائم کر لی ہے۔

ﷺ

محمد مصطفیٰ ہی وجہِ تخلیقِ جہاں لوگو!
وہی محبوبِ کل ، مولائے کل ، شاہِ زماں لوگو!

اُسی کی ذات کو عرشِ معلّیٰ پر بلایا تھا
بڑھی اس سے مرے محبوب کی ہے عز و شاں لوگو!

شفیع المذنبیں اُن کو بنایا رب اعلیٰ نے
شفاعت عاصیوں کی کر ہی دیں گے بے گماں لوگو!

مِرے محبوب ختم المرسلیںؐ کی راہ اپناؤ
چلیں گر اُن کی سنت پر تو پائیں گے اماں لوگو!

مدینہ پاک کی دھرتی بڑی ہی شان والی ہے
مِرے آقاؐ شہ طیبہ جو رہتے ہیں وہاں لوگو!

شہ بطحا کے در کا ہے سوالی رُو سیہ افضلؔ
شفاعت کر ہی دیں گے وہ سنیں گے جب فغاں لوگو!

محمد افضل میاں

پروفیسر میاں محمد افضل گورنمنٹ امامیہ ڈگری کالج ساہیوال سے صدر شعبہ عربی ریٹائرڈ ہوئے ۔ اُن کے شعری مجموعے ''صدائے دل مضطر'' کی جلد اوّل ۲۰۰۵ میں اور جلد دوم ۲۰۱۲ میں شایع ہوئی۔ وہ یکم اکتوبر ۱۹۴۴ء کو میاں ولی محمد کے ہاں جالندھر (انڈیا) میں پیدا ہوئے۔ بعد از ہجرت چک نمبر 55/2L میں آباد ہوئے۔ آج کل ساہیوال میں مقیم ہیں۔

ﷺ

دربار میں اپنے ہم کو بھی بلوا لیجے ، بلوا لیجے
پھر روضۂ اقدس کی جالی دِکھلا دیجے، دِکھلا دیجے

بس آپ کا اسوہ ہی آقا قوسین کی جانب جاتا ہے
اُس اسوۂ کامل پر ہم کو اے رہبر دین چلا دیجے

جب حشر کے روز قیامت کی گرمی سے بدن جلتے ہوں گے
اُس وقت خدارا ہم کو بھی رحمت کی چھاؤں عطا کیجے

اس رنج و الم کی دنیا میں تسکین کا ساماں کوئی نہیں
دیدار عطا کر کے اپنا آنکھوں کی پیاس بجھا دیجے

اعمال نہیں ہیں اس قابل ہم آپ کے سامنے حاضر ہوں
اب انجم خستہ حال کو بھی بخشش کی بھیک عطا کیجے

محمد امین انجم

محمد امین انجم ۵، اپریل ۱۹۶۱ء کو حافظ کریم الدین کے ہاں اوکاڑہ میں پیدا ہوئے۔ آج کل گورنمنٹ کالج آف کامرس اوکاڑہ میں تدریس انگریزی سے وابستہ ہیں۔ اُنھوں نے غزل کا ایک انتخاب ''محبت ضرب کھاتی ہے'' کے نام سے کیا ہے۔ وہ نعت گو ہونے کے علاوہ نعت خواں بھی ہیں۔ اُن کی نعت سادہ اور جذبوں کے رچاؤ سے بھرپور ہے۔ نعتیہ مجموعہ زیر ترتیب ہے۔

ﷺ

عالم میں بے مثال فصاحت ہے آپ کی
دنیا ہے جس پہ دنگ بلاغت ہے آپ کی

وہ نطق ہے کہ نطقِ الٰہی کہیں جسے
تسکینِ قلب و روح خطابت ہے آپ کی

روشن جمالِ مصطفوی سے ہے کائنات
یہ علم و آگہی بھی عنایت ہے آپ کی

معیارِ خلق و زیست ہے اب آپ کی حیات
لوحِ جہاں پہ ثبت صداقت ہے آپ کی

بس عشقِ مصطفیٰ ہے وسیلہ نجات کا
ایمان کی کلید اطاعت ہے آپ کی

ہفت آسماں بھی چشمِ زدن میں ہوئے ہیں طے
یہ کائنات پل کی مسافت ہے آپ کی

اک نعت کا وسیلہ ہے مجھ سے غریب پاس
جنت مرے لیے تو زیارت ہے آپ کی

محمد امین، ڈاکٹر

محمد امین ۱۲ دسمبر ۱۹۴۷ کو شمس الدین کے ہاں ساہیوال میں پیدا ہوئے۔ جاپان سے فلسفے کی ڈگری حاصل کی۔ گورنمنٹ علم دار حسین اسلامیہ ڈگری کالج ملتان میں بطور پرنسپل خدمات انجام دیں۔ جاپانی صنف سخن ہائیکو کو متعارف کروانے میں اُن کا کردار کلیدی نوعیت کا ہے۔ اُن کی متعدد کتب ہیں جن میں ''اردو میں ہائیکو نگاری، تفہیم مجید امجد، اشارات فلسفہ اور جاپانی اُردو ڈکشنری'' نمایاں ہیں۔

ﷺ

یارسول اللہ! طیبہ کی بہاروں کو سلام
اور رحمت کی برستی سب پھواروں کو سلام

آپ کی گلیوں کے ذروں کی زیارت دے خدا
طیبہ کے سب باسیوں کو ، شہریاروں کو سلام

آپ کی دہلیز اقدس کے غلیچوں پر نثار
آپ کے سرچشمہ ہائے سبزہ زاروں کو سلام

مسجد نبوی کے پتھر ہیں ہمیں جاں سے عزیز
ثور سے جو جو اُٹھے اُن سب نظاروں کو سلام

آپ کی گلیوں کی خاک پا کو چوموں بار بار
آپ کی سانسوں سے جو مہکیں، بہاروں کو سلام

دو جہانوں کے دلارے آخرت تک کے چراغؔ
آپ کی کملی کی عظمت اور نظاروں کو سلام

محمد خان چراغ

محمد خان ۴، اپریل ۱۹۳۸ء کو محمد حنیف خان کے ہاں قاضیاں چک تحصیل شکر گڑھ میں پیدا ہوئے۔ موجودہ رہائش حویلی لکھا میں ہے۔ اُن کے شعری مجموعوں میں ''احساسِ جمال''، ''تنویر جمال'' اور ''دکھ سکھ سانجھے'' شامل ہیں۔ حویلی ادبی کونسل کے سرپرست ہیں۔ ان کی آپ بیتی ''سوانح حیات: محمد خان چراغ'' کے نام سے ۲۰۱۸ء میں شایع ہوئی۔

ﷺ

تری تعظیم بر حق ہے، تری تجسیم برحق ہے
ترا جامہ صداقت ہے، تری تعلیم برحق ہے

خدا تجھ کو کہے رحمت ، تجھے دشمن کہیں صادق
جہانوں پر جو حاوی ہے، تری اقلیم برحق ہے

امام الانبیا ہے تُو، خدا تیرا ثنا خواں ہے
تجھے بخشا گیا کوثر، تری تکریم برحق ہے

جو ہے خود کے لیے بہتر وہی کچھ بھائی کا چاہو
حصولِ امن میں فیصل تری ترمیم برحق ہے

کوئی گورا نہیں برتر ، کوئی کالا نہیں کمتر
مرے آقا قسم رب کی تری تنظیم برحق ہے

کرو شاہد کو بھی آقا شمار اپنے غلاموں میں
مجھے بھی ہو عطا درشن، تری تقسیم برحق ہے

محمد رفیق شاہد

محمد رفیق شاہد ۷ جنوری ۱۹۵۸ء کو ساہیوال میں محمد صدیق کے ہاں پیدا ہوئے۔ ایم اے لائبریری سائنس کے ساتھ ایل ایل بی کیا۔ 2018 میں گورنمنٹ امامیہ کالج ساہیوال سے سینئر لائبریرین کی حیثیت سے ریٹائرڈ ہوئے۔ اُن کی مطبوعات میں ''پھول کلیاں گلاب تیرے ہیں (۱۹۹۶)، پتھروں سے حلاوتیں نکلیں (۲۰۰۷)'' اور پنجابی مجموعہ '' جیلاں پھائیاں تے رُسوائیاں'' (۲۰۰۷) شامل ہیں۔

ﷺ

کہاں کی دانش و حکمت فقط بھرم ہی تو ہے
میں نعت کہنے لگا ہوں ترا کرم ہی تو ہے

مرا خدا بھی کریم اور مصطفیٰ بھی کریم
میں کیا سمجھتا ہوں اس کو ، یہ رنج و غم ہی تو ہے

جدائیوں میں یہ دل خون خون روتا ہے
بہت قلق ہے کہ ظاہر میں آنکھ نم ہی تو ہے

نبی سے دُور ہوں ، زندہ ہوں، کیا کیا جائے
یہ کھائے جاتا ہے مجھ کو جو ایک غم ہی تو ہے

ہزار جان سے اُن پر نثار ہوتا رہوں
بہت ہی کم ہے رفیق ایک جان ، کم ہی تو ہے

محمد رفیق ہمایوں

محمد رفیق ہمایوں ۶ جون ۱۹۶۵ کو ڈھکی میر باز خان ، پاک پتن میں پیدا ہوئے۔ اولڈ فریدین ہیں۔ شاعری کے علاوہ کالم نگاری سے بھی شغف رہا۔ باقر شاہ جہاں پوری سے اصلاح لی۔ آج کل نجی کاروبار سے وابستہ ہیں۔ شعری مجموعہ شایع نہیں ہوا۔

ﷺ

طبیبِ اعظم

کروڑوں پیاسوں کے جمگھٹے میں وہ کون تھامے سبو کھڑا ہے
وہ جس کے پینے کو شہ بھی ترسیں، بغیر قیمت پلا رہا ہے
وہ ناخداؤں کا ناخدا ہے، وہ رہنماؤں کا رہنما ہے
وہ اپنے ساتھی کے دکھ میں ساجھی، وہ اپنے دشمن کو اپنا سا ہے
وہ روتے لوگوں کا ہے دلاسا ، وہ گرتے لوگوں کو آسرا ہے
سسکتے لوگو! چلے بھی آؤ، طبیب اعظم کا در کھلا ہے

شکستہ جاں ہو؟ شکستہ دل ہو؟ تمھیں قسم آزما کے دیکھو
تم آشنا ہو گے زندگی سے، لبوں سے خم یہ لگا کے دیکھو
اسی پہ اب اعتماد کر لو، اُسی کو نبض اب دکھا کے دیکھو
یہاں نہیں نا اُمیدی کچھ بھی ، تم اس مطب پر تو آ کے دیکھو
ہر ایک دکھ کی یہاں دوا ہے ، ہر اک مرض کی یہاں شفا ہے
سسکتے لوگو! چلے بھی آؤ، طبیب اعظم کا در کھلا ہے

خزاں رسیدہ ضرور تم ہو ، اِدھر اُدھر تم بکھرتے کیوں ہو
بڑا ہی مضبوط آسرا ہے ، سنبھل کے اُٹھو یہ گرتے کیوں ہو
سبو بھی حاضر ہے مے بھی حاضر، بتاؤ پیاسو! سسکتے کیوں ہو
تمھاری نوکر ہے زندگی یہ، تو زندگی میں بھی مرتے کیوں ہو
وہ کون سا اب ہے روگ تم کو کہ جس کو کہتے ہو لا دوا ہے
سسکتے لوگو! چلے بھی آؤ، طبیب اعظم کا در کھلا ہے

بلند و بالا محل کے باہر ، بلکتے ہم نے یتیم دیکھے
سسکتے ہم نے مریض دیکھے ، تڑپتے ہم نے سقیم دیکھے

طبیب دیکھے، حکیم دیکھے، بہت سے ہم نے فہیم دیکھے
ہزاروں قائد ، ہزاروں لیڈر ، ہزاروں ہم نے ندیم دیکھے
خدا ہے شاہد، خدا ہے شاہد، کسی سے کچھ بھی نہ ہو سکا ہے
سسکتے لوگو! چلے بھی آؤ، طبیب اعظم کا در کھلا ہے
تمھاری جاں کو تمھارے دل کو ، اسی کا نسخہ بہار کر دے
ملے گی تم کو نئی سی طاقت ، لہو میں پیدا نکھار کر دے
تمھیں اُٹھا کے کھڑا کرے، دوجہان میں باوقار کر دے
قریب ہے دور ایسا تم پر ، بہار خود کو نثار کر دے
اُٹھو ذرا پُر اُمید ہو کر جو آئے گا دور آپ کا ہے
سسکتے لوگو! چلے بھی آؤ، طبیب اعظم کا در کھلا ہے

محمد سعی سعید

اصل نام محمد سعی ہے ۲۱ جون ۱۹۶۷ء کو ون ایس پی وساوے والا تحصیل دیپال پور میں شبیر محمد کے گھر پیدا ہوئے۔ موجودہ رہائش بھی یہیں ہے۔ اُنھوں نے ایم اے اُردو کیا ہے اور درس و تدریس سے وابستہ ہیں۔ رسول کریم ﷺ سے والہانہ عقیدت رکھتے ہیں۔ ان کی نعت سیرت طیبہ کے مختلف پہلوؤں سے مزین عہد جدید کے تقاضے پورے کرتی نظر آتی ہے۔ ان کے نزدیک انسانیت کے دکھوں کا مداوا صرف اور صرف سیرت النبی ﷺ میں مضمر ہے۔

ﷺ

یوں ہی نہیں بنی ہے محبت میں کائنات
مشغولِ مصطفیٰ ہے حقیقت میں کائنات

یہ چاند کیا ہے؟ کر کے دکھائے حضور کو
اپنے ہزار ٹکڑے عقیدت میں کائنات

ہم لوگ کائنات پہ حیرت زدہ ہیں اور
اُن کے لیے تو آپ ہے حیرت میں کائنات

جلوؤں کی ساری بات ہی اُن کی عبا سے ہے
دیکھو سیاہ پوش ہے رنگت میں کائنات

کرتی ہیں کہکشائیں یوں صل علیٰ کا ورد
مجذوب ہے درود کی رحمت میں کائنات

جب سے پڑھا ہے میں نے یہ معراج کا سفر
رچ بس گئی ہے میری طبیعت میں کائنات

میرا یہ ماننا ہے ستاروں کے نور سے
لکھتی ہے کچھ حضور کی عظمت میں کائنات

محمد علی، پروفیسر

محمد علی گورنمنٹ امامیہ کالج ساہیوال میں فزکس کے لیکچرر ہیں۔ وہ ۲۰ نومبر ۱۹۸۸ء کو محمد مقبول کے ہاں کھیوڑہ میں پیدا ہوئے۔ بعدازاں اُن کا خاندان چیچہ وطنی میں آباد ہو گیا۔ اُنھوں نے ابتدائی تعلیم وہیں سے حاصل کی۔ موجودہ رہائش ساہیوال میں ہے۔ اُنھوں نے اپنے اشعار میں سائنسی اصطلاحات کو خوب صورت انداز میں سمو کر تازگی پیدا کی ہے۔

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تخیل سے پرے ہیں کیا کہوں ان کے تعارف میں
ادائے نعت کی خاطر قلم ہے اب توقف میں

حرم ان کا مدینے میں زمیں پر عرشِ اعظم ہے
مکاں تا لامکاں ہے جو بھی، ہے ان کے تصرف میں

قیامت میں شفیعِ عاصیاں وہ بن کے آئیں گے
تو گویا حشر کا دن ہے فقط ان کے تعارف میں

میسر بارگاہِ مصطفےٰ جس کو بھی آئی ہے
سبھی غم ہیں غلط اس کے رہے وہ کیوں تاسف میں

ہیں جتنے راستے عرفان کے اس آستاں تک ہیں
کمال ان کا تعقل میں ہے فقر ان کا تصوف میں

بہ فیض مصطفےٰ ہوں معتبر عمرانؔ جتنا ہوں
خوشا منسوب ہوں ان سے، جیوں ان کے تلطف میں

ڈاکٹر محمد عمران

فریدیہ کالج پاک پتن میں اُردو کے لیکچرر ہیں۔ ''زبان کلام میر کا تجزیاتی مطالعہ'' پر 2023ء میں ڈاکٹریٹ مکمل کی۔ تاریخ پیدائش یکم جنوری 1987ء فیروز پور چشتیاں پاک پتن کی ہے۔ ان کی نعت خلوص اور وارفتگی کی حامل ہے۔ اسلوب میں انفرادیت ہے اور مضامین میں سیرت النبیؐ کا عکس جھلکتا ہے۔

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

خاتم الانبیا مل گئے تو خدا مل گیا
مضطرب دل کو میرے، شہ انبیا مل گیا

چشم دل وا ہوئی تو عجب یہ کرشمہ ہوا
محو شانِ محمدؐ میں مجھ کو خدا مل گیا

تشنگانِ ادب دم بہ دم مانگتے ہی رہے
مانگنے والوں سب کو ہی جامِ بقا مل گیا

کتنے پہلے صحیفوں میں بھی ذکر ہے آپؐ کا
پھر مکاں در مکاں ذکر خیرالوریٰ مل گیا

میں غلام علیؓ ، فاطمہؓ اور حسینؓ و حسنؓ
کتنا خوش رنگ و خوش بخت کنبہ ترا مل گیا

ہدیۂ نعت کیا اور اظہرؔ مجھے چاہیے
مجھ مریضِ محمدؐ کو دارالشفا مل گیا

محمد فاروق اظہر

محمد فاروق ۱۰ نومبر ۱۹۶۳ء کو ہڑپہ میں محمد صدیق کے ہاں پیدا ہوئے۔ درس و تدریس سے وابستہ ہیں اور ساہیوال میں مقیم ہیں۔ شاعری کے علاوہ افسانہ نگاری، خطاطی اور فن نظامت سے دلچسپی رکھتے ہیں۔ ادبی تنظیم ''سنگ سنگ، ساہیوال'' کے صدر ہیں۔ اُن کی نعت جذبۂ عشق رسولؐ سے سرشار ہے۔

ﷺ

بہ اوصافِ کریمانہ، بصد لطف و کرم آئے
مثالِ بندگی بن کر شہنشاہِ اُمم آئے

ہے نورِ مصطفیٰ ، ایجادِ عالم کا سبب ، ثابت
اُنھیں کے نور کی تصدیق کو لوح و قلم آئے

تصرف میں خدا نے دے دیا سارے خزائن کو
وہ بن کر قاسمِ تقدیر، معطی کی قسم آئے

پکارا جب اَغثنی یا حبیبی ! ہم نے مشکل میں
تو فوراً دستگیری کو نبیِ محترم آئے

شہید و اشہد و شاہد، حمید و احمد و حامد
سرِ محشر شفیع المذنبیں، والا کرم آئے

بہ پاسِ رحمتہ للعالمیں ، رحمت ہی لائی ہے
فقط اپنی ہی مرضی سے نہ تم آئے نہ ہم آئے

حبیبؔ اشرفی بادِ مخالف سے نڈر ہو جا
تری نصرت کی خاطر سرورِ والا حشم آئے

محمد فیض الحبیب اشرفی

محمد فیض الحبیب اشرفی ۶ ستمبر ۱۹۶۹ کو پاک پتن کے ایک گاؤں ۱۳۹ ایس پی میں محمد فیض الرحمان کے ہاں پیدا ہوئے۔ مولانا محمد نور اللہ نعیمی کے ادارے دار العلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور سے فارغ التحصیل ہیں۔ سید محمد مختار اشرف گیلانی کچھوچھہ شریف (انڈیا) سے بیعت ہیں اور با اجازت ہیں۔ اُن کی مطبوعات میں ’’جان اولیا، آئنہ کرم، فیض العارفین اور سفر مجلیٰ‘‘ شامل ہیں۔

ﷺ

مدینے سے ٹھنڈی ہوا آ رہی ہے
مرض کیوں رہے گا دوا آ رہی ہے

بلند آپ کا ذکر ہوتا رہے گا
''رفعنا'' کی پیہم صدا آ رہی ہے

مدینے کی جو خاک ہے ، خاک کب ہے
لگی آنکھ سے تو شفا آ رہی ہے

مرے حال پر اک نظر ہو نبی جی!
دِل مضطرب سے دعا آ رہی ہے

خطا کار ہوں بے عمل ہوں نبی جی!
ترے پاس آتے حیا آ رہی ہے

محمد ندیم صادق

محمد ندیم صادق ۲مئی ۱۹۹۲ء کو محمد صادق کے ہاں پاک پتن کے گاؤں 27/SP (بٹینگا) میں پیدا ہوئے۔ گورنمنٹ کالج ساہیوال میں اُردو لیکچرر ہیں۔ ایم فل اردو کر چکے ہیں۔ غزل، نظم، افسانہ اور تنقیدی مضامین اُن کی شناخت کے بنیادی حوالے ہیں۔ اُن کی تخلیقات مختلف ادبی رسائل میں شائع ہوتی رہتی ہیں۔ ۲۰۲۳ء میں حلقہ اربابِ ذوق ساہیوال کے جنرل سیکرٹری منتخب ہوئے۔ ان کا شعری مجموعہ ''جگر خوں کروں ہوں میں'' ۲۰۲۳ء میں منظر عام پر آیا۔ انھوں نے میرؔ و ناصرؔ کو اپنا مرشد قرار دیا ہے۔ ان کا کلام ناصر کے رنگ میں ہے۔

ﷺ

منظر میں دل کشی بہ خیالِ رسول ہے
حسن جہاں بہ وجہ جمالِ رسول ہے

آیا ہے یہ خیال بصیری کو دیکھ کر
انعام نعت مصطفیٰ شالِ رسول ہے

ملتے ہیں سر جھکا کے اُسے سارے کج کلاہ
جس پر بھی ظل نقشِ نعالِ رسول ہے

تائید اس کی سورۂ والنجم سے ملی
وحی خدا ہے جو بھی مقال رسول ہے

ویسے تو اُن سا دنیا میں کوئی نہیں مگر
حسنین کا سراپا مثال رسول ہے

کرتا ہے صدق دل سے صحابہ کا احترام
جس کی نظر میں اسوۂ آل رسول ہے

محمد نعمان مفتی

محمد نعمان حمید یکم جنوری ۱۹۸۸ء کو جامعہ رشیدیہ، ساہیوال میں مولانا عبدالحمید صاحب تونسوی کے ہاں پیدا ہوئے۔ اوکاڑہ میں مقیم ہیں اور تدریس سے وابستہ ہیں۔ اُن کی نعت علمی وسعت اور لفظی شکوہ کی صفات سے آراستہ ہے۔اس کے علاوہ اُنھوں نے حفظ مراتب کو بھی بخوبی ملحوظِ خاطر رکھا ہے۔کوئی شعری مجموعہ تا حال شایع نہیں ہوا۔ پختہ کاری ان کا معیار ہے۔

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

جشنِ سرکار میں جو لوگ بھی آئے ہوئے ہیں
خود نہیں آئے یہ آقاؐ کے بلائے ہوئے ہیں

آمنہؓ بی بی کے گلشن میں بہار آئی ہے
حور و غلماں بھی یہاں ڈیرے جمائے ہوئے ہیں

زلف واللیل، الم نشرح ہے سینہ اُن کا
اور مازاغ کے ڈورے بھی سجائے ہوئے ہیں

دو جہاں شکر کے سجدے میں پڑے دیکھے ہیں
جھنڈے جبریل بھی ہاتھوں میں اُٹھائے ہوئے ہیں

انبیا دیتے ہوئے ہم نے مبارک دیکھے
عشق والے تو یہاں جاں کو لٹائے ہوئے ہیں

صدقہ محبوب کا کچھ ایسا خدا نے بانٹا
بیٹے سب ماؤں نے گودی میں اٹھائے ہوئے ہیں

منتظر اُن کی نظر آتی ہے جنت عابدؔ
جشن سرکار کو جو لوگ منائے ہوئے ہیں

محمود الحسن عابد

ملک محمود الحسن یکم فروری ۱۹۶۶ء کو ملک اللہ بخش کھوکھر کے گھر L-8/14 شمالی کسووال میں پیدا ہوئے۔ محکمہ تعلیم میں ای ایس ٹی تعینات ہیں۔ خوش الحان نعت خواں اور خوش فکر نعت گو ہیں۔ بیدل حیدری کے شاگرد ہیں اور ارشاد جالندھری سے کسب فیض کیا۔ مجموعہ سلام سیدہ فاطمۃ الزہراؓ ''احترام حیات زہراؓ سے'' اور مجموعہ مناقب ''شانِ سیدنا ابوبکر صدیق'' مطبوعات ہیں۔

ﷺ

پیارے نبیؐ کی ذات ہے گلدستہ صفات
آتی ہے سارے پھولوں سے خوشبوئے ممکنات

اسم نبی بنا ہے میری روح کی غذا
دے دوں گا اُن کے ذکر سے میں موت کو بھی مات

اُن کی ہر ایک بات میں تربیت شعور
فرمان اُن کا آخری سرچشمۂ حیات

اُن کا خیال کرتا ہے تہذیب جذب و شوق
حالات سب سنوار دے اک نگہ التفات

دامن ہے خالی اور دلِ بیمار مضطرب
کمزور جان پر مری حاوی ہیں واجبات

اب آخری سہارا مجھے آپؐ ہی کا ہے
اک پل نہیں میں سو سکا، رویا ہوں ساری رات

محمودؔ اُن کے ذکر سے مجھ کو شفا ملی
بے سود ہو چکی تھیں جہاں بھر کی ادویات

محمود فریدی

محمد محمود خان ۱۰ نومبر ۱۹۴۵ء کو مولوی حکیم محمد یوسف کے ہاں عارف والا میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۶۷ء میں جی سی فیصل آباد سے ایم اے انگلش کیا۔ ۱۹۷۱ میں پنجاب یونی ورسٹی سے ایل ایل بی کیا۔ وکالت سے وابستہ ہیں۔ ایم اے اُردو بھی کر رکھا ہے۔ اُن کی نثری مطبوعات میں مقدمۂ روح (۱۹۷۵) اور سچے دوست کی تلاش (ناول، ۱۹۷۹) شامل ہیں۔

ﷺ

خاکِ طیبہ سے ہم کنار ہوئی
زندگی آج باوقار ہوئی

شامِ گیسوئے دلربا مہکی
رُوئے انور سے تابدار ہوئی

خاکِ پائے حبیب کے دم سے
بزم کونین مشک بار ہوئی

مستی چشم ناز کی دلہن
جامِ ساقی کا شاہکار ہوئی

کوثر و سلسبیل جھوم اُٹھے
جب تری آنکھ اشک بار ہوئی

آبروئے جمالِ صبحِ ازل
تیرے چہرے سے آشکار ہوئی

خاکِ پائے حبیبؐ پر مرشدؔ
زندگی کی پری نثار ہوئی

مرشد بخاری

اُن کا اصل نام سید محمد نواز علی شاہ بخاری ہے۔وہ ۱۲مارچ ۱۹۴۵ءکو سید مراد علی شاہ بخاری کے ہاں چیچہ وطنی کے ایک گاؤں 113/7R میں پیدا ہوئے۔اُن کا مجموعہ غزل ''امواج راوی'' دربارِ عالیہ مرادیہ،113/7R کے زیر اہتمام جولائی ۲۰۱۴ء میں منظر عام پر آیا۔ان کے کلام میں جاذبیت اور اثر پذیری موجود ہے۔

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

ذرہ ذرہ نام لیتا ہے مری سرکارؐ کا
یہ وظیفہ ہے ازل سے ہی سبھی سنسار کا

ہر مصیبت ٹل سکے اس بے بسی کے دور میں
ہم کو ہے درکار اسوہ آپؐ کے کردار کا

بوسہ دیں گے آپ کے قدموں کو آقا شوق سے
جب شرف ہم کو ملے گا آپ کے دیدار کا

ہر طرف شرق و غرب میں آپ کے عشاق ہیں
ہر طرف سکہ ہے رائج احمد مختار کا

آپ کے سر ہے شفاعت کی وہ دستارِ عظیم
روزِ محشر ہوگا سایہ ہم پہ جس دستار کا

مزمل فرید

پاک پتن سے تعلق ہے۔معروف خطاط اور پینٹر جناب غلام فرید کے نورِ چشم ہیں۔تاریخ پیدائش 31 مارچ 2007ء ہے۔فریدیہ کالج میں انٹرمیڈیٹ زیرِ تکمیل ہے۔''اظہارِ نو'' کی نعتیہ نشستوں میں باقاعدگی سے شریک ہوتے ہیں۔ادبی تنظیم ''اظہارِنو'' کے انفارمیشن سیکرٹری ہیں۔ان کا کلام وارفتگی شوق کا مظہر ہے۔

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

بیمار کو ہو جس طرح جینے کی آرزو
دل میں مچل رہی ہے مدینے کی آرزو

بے سدھ حضورؐ! آپ کے در پر پڑا رہوں
کھانے کی آرزو ہو نہ پینے کی آرزو

موقع ملے تو خاک وہ قدموں کی چوم لوں
کب سے مجھے ہے آپ کے زینے کی آرزو

تاکہ وہ دوسروں سے زیادہ مہک سکے
ہر گل کو مصطفیٰؐ کے پسینے کی آرزو

بس اک جھلک ہو آپؐ کی، قصہ تمام ہو
کس کو یہاں ہے سال مہینے کی آرزو

میرے رسولؐ مجھ کو مدینے بلائیے
سینے میں رہ نہ جائے یہ سینے کی آرزو

کافی ہے ڈوبنے کو سمندر یہ عشق کا
مسعود کب ہے ہم کو سفینے کی آرزو

مسعود اوکاڑوی

مسعود احمد ۲۶ ستمبر ۱۹۶۰ء کو محلّہ ٹاہلی والا، پاک پتن میں اصغر علی کے گھر پیدا ہوئے۔ آج کل اوکاڑہ میں حبیب بینک کے منیجر ہیں۔ خوبصورت لہجے کے شاعر ہیں۔ اُن کے شعری مجموعوں میں ''تمھارا عکس ہے روشن، محبت روگ ہے جاناں، سمندر آنکھ سے گہرا نہیں ہے'' شامل ہیں۔ وہ ایک صاحبِ طرز شاعر ہیں۔ اسلوب میں ندرت اور اچھوتا پن موجود ہے۔

ﷺ

مرکزِ مہر و وفا وہ بستیِ خیرالبشرؐ
سرفگندہ ہیں جہاں سارے جہاں کے معتبر

اے خوشا! وہ سرزمیں ، رشکِ فلک ہے بالیقیں
اے خوشا! وہ در کہ ہے جبریل بھی پیغام بر

ہے بڑی پُرکیف اور سرمست طیبہ کی فضا
اور یہ منظر نہ ہو گا تا ابد زیر و زبر

انتہائے شوق سے بہرِ زیارت قافلے
ہیں سدا اقصائے عالم سے رواں شام و سحر

اس کے در پہ آ رہے ہیں دیکھیے شاہ و گدا
آپ کے در کی غلامی سے ہوا جو مفتخر

جو بھی سنتے ہیں خلوصِ دل سے اُن کی بات کو
سن رہے ہیں وہ دما دم اِک صدائے لا تذر

ایک ہی مستی فریدؔی، ایک ہی دُھن ہے سوار
من نہ دارم در جہاں جز یادِ او کارے دگر

موج دین فریدی

موج دین ۱۰ فروری ۱۹۴۹ء کو چیچہ وطنی کے قریب 110/7R میں مشتاق احمد کے ہاں پیدا ہوئے۔ فاضلکا اسلامیہ ہائی سکول پاک پتن میں ٹیچر رہے۔ اردو، پنجابی اور فارسی فاضل ہیں۔ اُن کی مطبوعات میں گردشِ دوراں، غم خانۂ دل، گنجل پیاں سوچاں اور حسرت کدہ شامل ہیں۔ اُن کا نعتیہ مجموعہ ''موجِ مدحت'' کلیات موج دین فریدی میں شامل ہے جو اشاعت پذیر ہے۔

ﷺ

جب بھی پکارا سید و سردار آ گئے
میری مدد کو احمد مختار آ گئے

چاہی تھی میں نے اپنے تخیل میں روشنی
میرے گماں میں آپ کے رُخسار آ گئے

نعت رسولِ پاک کا فیضان دیکھیے
مجھ کو سراہنے مرے سرکار آ گئے

کرب و بلا میں چوتھے محمد کے ساتھ ساتھ
عباس بن کے حیدرِ کرار آ گئے

آیا سکوں کا سانس زمانے کو دوستو
جب اس زمین پر شہ ابرار آ گئے

مہدی بخاری

مہدی بخاری کا پورا نام سید مترصد مہدی بخاری ہے۔ ۵ دسمبر ۱۹۹۹ء کو سید فدا حسین بخاری کے ہاں پیدا ہوئے۔ ادبی تنظیم ''حرفِ بیدار'' کے جنرل سیکرٹری ہیں۔ نعت، سلامت، غزل اور نظم پر عبور حاصل ہے۔ ایک کتاب زیرِ طبع ہے۔ کئی مقابلے جیت چکے ہیں۔ نو عمری میں شعر گوئی کا عمدہ شعور رکھتے ہیں۔

ﷺ

اک گل بے مثل کی پھیلی مہک
سب زمانے تازگی سے بھر گئے

اک چراغِ بے بدل کے نور سے
دونوں عالم روشنی سے بھر گئے

صرف اک در کی بدولت ہے یہاں
بستیوں کا، سب گھرانوں کا وجود

آپ ہیں تو ہے وجودِ عالمین
آپ ہیں تو ہے زمانوں کا وجود

آئنہ خانہ ہے یہ عالم تمام
صرف ان کا عکس ہے یاں لازوال

یاں حقیقت ہیں وہی مثل خدا
باقی سب ہیں اس جگہ خواب و خیال

وہ چراغِ طور ہیں، کچھ شک نہیں
وہ خدا کا نور ہیں، کچھ شک نہیں

مہرعلی

ڈاکٹر محمد افتخار شفیع کے صاحبزادے ہیں۔ گورنمنٹ کالج ساہیوال میں انگریزی ادبیات کے طالب علم ہیں۔ مہرعلی کی تاریخ پیدائش 10 مئی 2003ء ہے۔ وہ غزل، نظم دونوں میں روشن امکانات کی نوید ثابت ہوں گے۔

ﷺ

ہادی، عادل، معظم، مکرم، غنی، ضوفشاں ماہ رو، نورِ سبحان ہیں
محترم، معتبر، عالی رتبہ، حسیں، قاصد ذوالحشم، شمس عرفان ہیں

وجہ تخلیق کونین، سید، نبی، فائق جن و انس، آشنائے رموز
ناجیِ بے کساں، شافع مجرماں، مغنی مفلساں، سب کے سلطان ہیں

بت شکن، رحم دل، مہرباں، روشنی، چاشنی، قرأۃ العین، یکتا، ملیح
والضحیٰ، قاسم رزق، مہدی، علیٰ، اولیں، آخریں، ذوقِ ایمان ہیں

خاتم المرسلیں، زیب عرشِ بریں، قلب اسلام، شاہد، مبشر، نذیر
ص، یٰسین، فرقان، طہٰ، رفیع، آپ دنیا میں تجسیم قرآن ہیں

سیدالانبیا، منزلِ عاشقاں، نورِ توحید، صالح، سراج منیر
فاتح مکہ، سلطانِ طیبہ وہی، محورِ قدسیانِ خلد کی شان ہیں

یا امام الرسل! بزمِ ہستی کے گل، آپ مقصودِ ایمان و بزمِ حیات
استغاثہ شفاعت کا ہے حشر میں، خالی دامن ہیں، بس آپ ہی مان ہیں

ناظم زرسنر

ناظم حسین 8 دسمبر 2000ء کو چک شفیع، پاک پتن میں پیدا ہوئے۔ فریدیہ کالج میں بی ایس انگریزی کے طالب علم ہیں۔ اُردو نظم مرغوب ہے۔ انگریزی میں غزل بھی کہتے ہیں۔ مجموعہ نظم ''نو اوستا'' زیرِ طبع ہے۔ عروض میں دست گاہ رکھتے ہیں۔ ان کا مستقبل یقیناً تاب ناک ہے۔ قصیدہ بردہ شریف کا انگریزی میں منظوم ترجمہ تکمیل کے مراحل میں ہے۔

ﷺ

جس نے دکھ درد سے بچایا ہے
آپ کی رحمتوں کا سایہ ہے

آپ کی یاد آ رہی ہے حضورؐ
میرا ماحول مسکرایا ہے

ان ستاروں میں روشنی کب تھی
آپ کا نور جھلملایا ہے

اک اشارے سے آپ نے آقاؐ
چاند دو لخت کر دکھایا ہے

آپ لائے ہیں آگہی کا نصاب
گمرہی سے ہمیں بچایا ہے

آپ نے آ کے اس زمانے کو
خیر کا راستہ دکھایا ہے

کتنا خوش بخت ہوں ندیم عباسؔ
لب پہ میرے درود آیا ہے

ندیم عباس اشرف

ڈاکٹر ندیم عباس اشرف ۸ مئی ۱۹۶۸ء کو فیصل آباد کے چک ۳۳۰ گ ب میں پیدا ہوئے۔ ۱۳، اپریل ۱۹۹۹ سے جی سی ساہیوال میں شعبہ اُردو سے وابستہ ہیں۔ ایم اے انگلش اور ایل ایل بی بھی کیا ہے۔ ''شہرِ غزل'' کے عنوان سے اُن کا ایم فل کا مقالہ چھپ چکا ہے۔ ۲۰۱۶ میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔ اُن کا مقالہ ''مجید امجد شناسی کی روایت'' بھی شایع ہو چکا ہے۔

ﷺ

احمد مجتبیٰ، سرورِ انبیا، بحر جود و سخا، والی دوسرا
بندۂ حق نما، پرتوِ کبریا، وہ ہیں خیرالوریٰ، سب کے حاجت روا

رحمت دو جہاں، شرفِ کون و مکاں، زینت بزم جاں، طائر لامکاں
مامنِ عاشقاں، ماہِ صاحب دلاں، وہ حبیب خدا، خاتم الانبیا

وہ شفیع امم، شاہ عرب و عجم، اُن کا نقشِ قدم، خلد زارِ کرم
وہ سراپا کرم، ہادی محترم، وہ ہیں بدرالدجیٰ، وہ ہیں نورالہدیٰ

وہ ہیں نورِ مبیں، سیدالمرسلیں، پیکر دل نشیں، بہتریں بہتریں
وہ ہیں سدرہ نشیں، راحت العاشقیں، وہ ہیں شمس الضحیٰ، چارۂ بے نوا

وہ ہیں فخر رسل، وہ ہیں مولائے کل، وہ ہیں نورازل، وہ ہیں تسکینِ دل
بندۂ لم یزل، پیکر بے بدل، وہ ہیں کہف الوریٰ، شمع جاں فزا (۳۸)

حامدٌ، ناصرٌ، فاتحٌ، حاشرٌ، خاتمٌ، آمرٌ، اولٌ، آخرٌ
باطنٌ، ظاہرٌ، طیبٌ، طاہرٌ، وہ ہیں صدرالعلیٰ، مجتبیٰ، مصطفیٰ

وہ بشیر و نذیر و سراجِ منیر، اشرف و دستگیر، آدم بے نظیر
ہے عظیمی حقیر، اُن کے در کا فقیر، ان کا دستِ دعا، دافعِ صد بلا

نسیم عظیمی، ڈاکٹر

اصل نام نسیم الرحمٰن اور والد کا نام احمد علی ہے۔ یکم جنوری ۱۹۷۹ء کو حجرہ شاہ مقیم میں پیدا ہوئے۔ ۲۰۰۳ء پنجاب یونی ورسٹی سے ایم اے اُردو کیا۔ ۲۰۰۶ء میں ایم اے فارسی کیا۔ ۲۰۱۱ء سے گورنمنٹ ہائر سیکنڈری سکول باما بالا (رینالہ خورد) میں ماہر مضمون فارسی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ ۲۰۱۹ء میں فارسی ادبیات میں پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ ''نہر الفصاحت'' ۲۰۱۵ء میں شایع ہوئی۔

ﷺ

کر گئے میرے نبیؐ خیر کا سامان بہت
آلِ اطہار بہت اور مجھے قرآن بہت

آپؐ کا نام جو سنتا ہوں تو جی اٹھتا ہوں
میرے جینے کے لیے ہے یہی سامان بہت

ہم سے بھٹکے ہوئے لوگوں پہ بھی ہو ایک نظر
آج مغلوب ہیں دنیا میں مسلمان بہت

آپؐ کے ہاتھ سے کل جام پیوں کوثر کا
میرے آقاؐ مرے دل میں ہے یہ ارمان بہت

حشر میں آپؐ کے دامن سے لپٹ جاؤں گا
میری بخشش کا طریقہ تو ہے آسان بہت

کیوں نہ اتراتا پھرے سارے زمانے میں فلکؔ
آپؐ کا اُمتی ہونے پہ جو ہے مان بہت

نعمان فلک

نعمان علی اصل نام ہے۔تاریخ پیدائش 6 ستمبر 2001ء ہے۔ساہیوال میں مقیم ہیں۔ ''دانش کدہ'' کے سرگرم رکن ہیں۔فریدیہ کالج سے گریجوایشن مکمل کر چکے ہیں۔عمدہ شعر کہتے ہیں۔ ان کے کلام میں جذبے کی شدت موجود ہے۔عشقِ رسول کریم ﷺ نے انھیں آسودگی سے سرشار کیا ہے جس کا اظہار ان کی نعتوں میں موجود ہے۔

ﷺ

نعت رسول کریمؐ

(در صنعت توشیح)

محمد

م۔مقدر میں خدا نے لکھ دیا تنویر کا موسم
ملا ہے مجھ کو یہ جو نعت کی تعبیر کا موسم

ح۔حسد سے، بغض و بدخواہی سے سب کے دل ہوئے خالی
چمن میں لے کے آئے وہ نئی تطہیر کا موسم

م۔مساوات اور آزادی کے غنچے کھل اٹھے ہر سو
محبت کی فضا چھائی، گیا زنجیر کا موسم

د۔دوائے ہر مرض ٹھہرا ہے خلق دل نشیں اُن کا
رہے گا تا ابد اس نسخۂ اکسیر کا موسم

مصطفٰی

م۔مراحل طے کیے معراج میں نہ آسمانوں کے؟
ہے کیا میری نظر میں چاند کی تسخیر کا موسم

ص۔صدف چیں آپؐ کے بحرِ عطا کا ہے دل عاصی
عطا بخشش کے موتی ہوں، کٹے تقصیر کا موسم

ط۔طلب جس کو نبی کی ہو ، وہ مطلوبِ خدا ٹھہرے
خدا اُس کے مقدر میں لکھے توقیر کا موسم

ف۔ فراست سے کیا قائل ، محبت سے کیا مائل
کہیں ہے پیار کا موسم، کہیں تدبیر کا موسم

ی۔یہ دل دھرتی ہے کب سے بارشِ الطاف کی طالب
الٰہی! اس پہ بھی اترے کبھی تاثیر کا موسم

نوید عاجز

اصل نام نوید احمد ہے۔ ۸، اکتوبر ۱۹۷۸ء کو ضلع قصور کے قصبے کنگن پور کے قریبی گاؤں موکل میں اپنے ننھیال میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام سید احمد ہے۔ ۲۰۰۲ء میں گورنمنٹ کالج ساہیوال سے ایم اے انگریزی کیا۔اس کے بعدسکول ٹیچنگ کے دوران میں ۲۰۰۵ میں ایم اے اُردو کیا۔ ۲۰۰۹ میں گورنمنٹ فریدیہ کالج پاک پتن میں اُردو لیکچرر تعینات ہوئے۔ ۲۰۲۰ میں اسسٹنٹ پروفیسر اُردو ہوگئے۔ ''اردو میں نعتیہ قصیدہ نگاری'' کے موضوع پر پی ایچ ڈی کا مقالہ لکھ چکے ہیں۔ تحقیق، تدوین، تنقید اور شاعری پر سات کتابیں شایع ہوئی ہیں۔ اُن کی مطبوعات میں ''شہر فرید کے شاعر، سید ریاض حسین کی نعتیہ شاعری، سوچ دا پتن، مجھے تیری ضرورت ہے (شعری انتخاب)، شمیم گل، مکسی کدوں اُڈ یک (پنجابی مجموعہ)، کلیاتِ شریف ساجد، شجر زار (شعری مجموعہ)، تازہ غزل (شعری انتخاب)'' شامل ہیں۔

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

یونہی نہیں ہیں ذہن میں سوچوں کی آہٹیں آتی ہیں روز قلب سے نعتوں کی آہٹیں
کل رات میں نے گھر میں سجائی تھی بزمِ نعت دیواریں سن رہی تھیں فرشتوں کی آہٹیں
سب لفظ سجدہ ریز تھے جائے نماز پر دھرتی سے آنے لگ گئیں ولیوں کی آہٹیں
دیکھو! اذان فجر در نعت کھل گیا کھڑکی سے آ رہی ہیں پرندوں کی آہٹیں
کاغذ دھڑکنے لگ گیا اے پیر کائنات یہ سن رہا ہے آپؐ کے قدموں کی آہٹیں
جب نعت کا ظہور ہوا ، میں بھی رو پڑا پلکوں نے بھی سنیں مرے اشکوں کی آہٹیں
اس آس پہ رگڑتے ہیں ہم ایڑھیاں حضورؐ! بطحیٰ کبھی سنے گا غریبوں کی آہٹیں
چپکے سے ان کو دل کے مدینے میں جانا ہے کتنی لطیف ہیں مری سانسوں کی آہٹیں
اے میرے نخلِ نعت! مبارک ہو سبز رنگ میں سن رہا ہوں رات سے پھولوں کی آہٹیں
میں نے تو بزم نعت کا اعلان کر دیا یہ خاک اب سنے گی غلاموں کی آہٹیں
میں نے کہا تھا مولا مجھے نعت چاہیے آنے لگیں تھیں غیب سے مصرعوں کی آہٹیں
ہم منتظر ہیں، خاک مدینہ !ہمیں بلا! تو کب سنے گی خاک نشینوں کی آہٹیں

پہلے درود بھیج ، نویدؔ اُس کے بعد سن!
کاغذ پہ دوڑتے ہوئے لفظوں کی آہٹیں

نوید حیدر ہاشمی

سید نوید حیدر ہاشمی ۴، اپریل ۱۹۷۵ء کو چیچہ وطنی کے قریب کسووال میں سید محمد شریف شاہ کے ہاں پیدا ہوئے۔ کوئٹہ میں مقیم ہیں۔ روزنامہ ''بروقت'' کوئٹہ کے چیف ایڈیٹر ہیں۔ اُن کی آٹھ کتب شایع ہو چکی ہیں جن میں سے تین شاعری پر مبنی ہیں۔ حکومت پاکستان کی طرف سے تمغۂ امتیاز اور صوبائی حکومت بلوچستان کی طرف سے دوبار ایکسی لینس ایوارڈ سے نوازے جا چکے ہیں۔ ان کے کلام میں تخلیقی وفور کے ساتھ لطافت اور شگفتگی کا عنصر موجود ہے۔ نئی ردیفوں کا استعمال خوبی سے کرتے ہیں۔ ندرتِ فکر ان کا وتیرہ ہے۔

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

ہوا جب سے میں آشنائے مدینہ
بسی ہے نظر میں فضائے مدینہ

بھلا ایسی کشتی کو طوفاں کا کیا ڈر
چلائیں جسے ناخدائے مدینہ

مری یہ دعا ہے کہ میری بھی قسمت
کسی دن مجھے بھی دکھائے مدینہ

مرے دل کو کون و مکاں بھول جائے
اگر یاد آئے تو آئے مدینہ

کھلے پھول لاکھوں ، مہک اُٹھی کلیاں
چلی جب چمن میں ہوائے مدینہ

نہ دنیا کا لالچ ، نہ عقبیٰ کی خواہش
بڑا بے غرض ہے گدائے مدینہ

نیاز عازم

ڈاکٹر نیاز احمد ۲۰۱۲ء میں پنجاب یونی ورسٹی سے نفسیات میں ڈاکٹریٹ کی سند سے نوازے گئے۔آج کل گورنمنٹ ہائی سکول کینٹ، لاہور میں پرنسپل ہیں۔ وہ ۲۳ مارچ ۱۹۶۸ کو فیروزخان میواتی کے ہاں جسوکے گُردتہ (حجرہ) میں پیدا ہوئے۔اُن کی مطبوعات میں ’’خواب سرائے اور سائے (شاعری) اور ’’اُجاڑ گوو‘‘ (میواتی افسانے) شامل ہیں۔

ﷺ

سوچ لپٹی ہے ردائے نعت میں
دل بھی رہتا ہے ہوائے نعت میں

زندگی ساری عبادت ہے مری
''سانس لیتا ہوں فضائے نعت میں''

ہو چکی ہیں خواہشیں معدوم سب
لب کھلیں بس التجائے نعت میں

آ گہی کا، راستی کا ہے سفر
کر رہا ہوں جو ضیائے نعت میں

دھوپ ہے آلام کی چاروں طرف
دیکھتا ہوں صرف سائے نعت میں

کب مقدر ہیں کسی تخلیق کا
جو قلم نے لطف پائے نعت میں

ہوں تبسم ریز خود مولائے کل
کاش! ایسا رنگ آئے نعت میں

واصف سجاد

سید سجاد حیدر رضوی کا قلمی نام واصف سجاد ہے۔ وہ ۱۱، اگست ۱۹۶۹ کو فیصل آباد میں پیدا ہوئے۔ پنجاب یونی ورسٹی سے ایم اے انگلش کیا۔ آج کل ڈی پی ایس ساہیوال میں پڑھا رہے ہیں۔ اُن کا کلام ''اوراق، سیپ، ماہ نو، ادبیات، تخلیق اور ادب و ثقافت'' میں شایع ہوتا رہتا ہے۔ ''سخن کیا کہہ نہیں سکتے'' اُن کا شعری مجموعہ ہے۔

ﷺ

تمام پیڑ، پرندے درود پڑھنے لگے
کہ اُن کے آتے ہی سارے درود پڑھنے لگے

یہ خوشبوئیں بھی بدن کا طواف کرنے لگیں
فقیر مستی میں ایسے درود پڑھنے لگے

خوشا کہ آلِ محمدؐ نے تھام لی انگلی
خوشا کہ ہم سے نکمّے درود پڑھنے لگے

ہوا نے میٹھے سروں میں کہیں تلاوت کی
شجر بھی وجد میں آئے درود پڑھنے لگے

ہمارے حصے میں اُس در کی چاکری آئی
ہمارے گھر کے بھی بچے درود پڑھنے لگے

کسی شجر کے جو سائے میں آپ بیٹھ گئے
چہک چہک کے پرندے درود پڑھنے لگے

دعا کو ہاتھ اُٹھانے کی دیر تھی آصفؔ
کہ اشک گالوں پہ ڈھلکے، درود پڑھنے لگے

یاسر رضا آصف

۲۵ دسمبر ۱۹۸۴ء کو محلّہ پیر کریاں، پاک پتن میں اللہ دتہ آصف کے ہاں پیدا ہونے والے یاسر رضا آصف اُبھرتے ہوئے شاعر، افسانہ نگار، محقق، ادیب اور نقاد ہیں۔ وہ کاشف سجاد کی شاعری پر ایم فل اُردو کا مقالہ لکھ چکے ہیں۔ ڈی پی ایس ساہیوال میں استاد ہیں۔ اُن کا شعری مجموعہ ''جو گرہیں کھول دی جائیں'' ۲۰۱۷ء میں شایع ہوا۔ ''راکاپوشی زندہ ہے'' سفرنامہ ہے۔

ﷺ

روشنی حق کی زمانے کو دکھانے کے لیے
اُن کی آمد تھی جہالت کو مٹانے کے لیے

دل یہ کہتا ہے سر حشر وہ آئیں گے ضرور
ہم کو احساس ندامت سے بچانے کے لیے

مال و زر چیز ہی کیا ہے کوئی مانگے تو سہی
جان حاضر ہے مری اُن کے گھرانے کے لیے

دیکھیے اُن کا کرم ہم سے خطا کاروں پر
ہم بھی آئے ہیں یہاں نعت سنانے کے لیے

اُن کا کردار زمانوں کے لیے مشعل راہ
''اُن کا دستور ہے ہر ایک زمانے کے لیے''

اسم احمدؐ کا وظیفہ ہی ہے کافی یونسؔ
بات بگڑی ہوئی ہر ایک بنانے کے لیے

یونس فریدی

محمد یونس فریدی ۴، اگست ۱۹۵۵ء کو چودھری ولی محمد کے ہاں پاک پتن میں پیدا ہوئے۔ ۲۰۱۱ میں واپڈا سے ریٹائرڈ ہوئے۔ ''حلقہ اربابِ فرید'' سے وابستہ رہے اور ''ادب قبیلہ'' پاک پتن کے بانیوں میں سے ہیں۔ ادب قبیلہ کے پہلے صدر منتخب ہوئے۔ منیب برہانی اور کاشف سجاد سے اصلاح لی۔ ''دیوانِ یونس'' ۲۰۲۲ء پر انھیں مہکاں ادبی ایوارڈ مل چکا ہے۔ شعری مجموعہ ''قربتوں میں فاصلے'' زیرِ طبع ہے۔

حواشی

۱۔ اکرم سعید اکرم کی تاریخ وفات معلوم نہیں ہوسکی۔ محمود الحسن عابد کے مطابق ۲۰۱۶ کے قریب وفات ہوئی۔

۲۔ ابرِ مناقب، مطبوعہ ۲۰۰۷ کے فلیپ پر شبیر احمد مغل نے مرزا حدید کی عمر ۸۸ سال بیان کی ہے جس سے اُن کا سالِ پیدائش ۱۹۱۹ء بنتا ہے۔ اُن کے شاگرد سرور جاوی کے مطابق اس مجموعے کے چار پانچ سال کے اندر اُن کی وفات ہوئی۔

۳۔ ٹیلی فونک انٹرویو کاشف زیدی، دیپال پور، ۷ دسمبر ۲۰۲۳ء

۴۔ ڈاکٹر مشتاق عادل نے ساہیوال کی ادبی تاریخ میں اُن کی تاریخ وفات ۱۰، اپریل ۲۰۱۰ دی ہے۔ راقم کو یہ کوائف ڈاکٹر مرتضیٰ ساجد کی وساطت سے مرحوم عبدالرحمٰن انجم کی بیٹی سے فراہم ہوئے ہیں۔

۵۔ نازیہ بلقیس، ساہیوال میں نعتیہ شاعری: فکری و فنی جائزہ، رفاہ انٹرنیشنل یونیورسٹی، فیصل آباد کیمپس، ۲۰۱۶ء، ص ۱۷۷

۶۔ محمد افتخار شفیع، ڈاکٹر، شہرِ غزل کے بعد، ادارہ صوت ہادی، شیخو شریف، ۲۰۱۰ء، ص ۴۷

۷۔ ایضاً، ص ۱۰۰

۸۔ شہزاد احمد، ڈاکٹر، ایک سو ایک پاکستانی نعت گو شعراء، رنگ ادب پبلی کیشنز، کراچی، ۲۰۱۷ء، ص: ۲۶۶

۹۔ ولید بن مغیرہ کی طرف اشارہ ہے جس کی مذمت کا ذکر قرآنِ پاک میں بھی آیا ہے۔

۱۰۔ رضاء اللہ حیدر کی تاریخ پیدائش شناختی کارڈ پر ۱۲، نومبر ۱۹۶۱ درج ہے۔

۱۱۔ عالیہ زبیر، ''منزل مری مدینہ از شریف طیب: تجزیاتی مطالعہ''، مقالہ برائے بی۔ ایس اُردو، گورنمنٹ گریجوایٹ کالج، وہاڑی، ۲۰۲۲ء، ص: ۲

۱۲۔ شفقت قاضی کی چند نمایاں مطبوعات میں: ''کاسۂ گل (اردو غزلیات و قطعات)، ریگزار، غبارِ جاں، آئینہ احساس'' اردو شعری مجموعے ہیں جب کہ دیگر مطبوعات میں ''تلیاں ہیٹھ انگارے (پنجابی نظماں)، تکھیاں سولاں (پنجابی افسانے)، نین بسیرے، سورج میریاں آساں دا، حرا دا چانن (منظوم حدیثاں)، نوری لاٹاں (مذہبی نثری تصنیف)'' نمایاں ہیں۔

۱۳۔ ٹیلی فونک انٹرویو: محمد ضیا محی الدین گیلانی، ۱۳، اپریل ۲۰۲۰ء

۱۴۔اسلم حمید، ساہیوال میں اُردو شعری روایت، مقالہ ایم فل اردو، رفاہ انٹرنیشنل یونی ورسٹی فیصل آباد کیمپس، ۲۰۱۸ء، ص:۸۹
نوٹ: ڈاکٹر مشتاق عادل نے ''ساہیوال کی ادبی تاریخ'' میں اُن کی تاریخ وفات ۳۱، اگست درج کی ہے۔
۱۵۔ ہمایوں یعقوب، '' گھر سے گھر تک''، مشمولہ: ''مری دنیا مری آنکھیں'' از ادریس قمر، آل رزمی پبلی کیشنز، خانیوال، ۲۰۱۵ء، ص:۲۰
نوٹ: ''شہرِ غزل ے بعد میں'' ان کی تاریخ] پیدائش ۲۲ فروری ۱۹۴۹ء درج ہے۔
۱۶۔ٹلی فو نک انٹرویو واصف سجاد، ساہیوال، ۲۳ جنوری ۲۰۲۴ء
۱۷۔ ٹیلی فو نک انٹرویو: ایز د عزیز، ۱۳ ستمبر ۲۰۲۰ء
۱۸۔ دلبر شاہ وارثی (مرتبہ)، سلامِ اہل بیت، از باقر شاہ جہانپوری، حضرت عنبر شاہ وارثی پبلی کیشنز، کراچی، ۲۰۰۹ء
نوٹ۔ ''شہر فرید کے شاعر'' میں سالِ پیدائش ۱۹۲۰ء درج ہے؛ جو'' کیفِ دوام'' سے ماخوذ ہے لیکن یہ درست معلوم نہیں ہوتا۔
۱۹۔تجمل حسین ضیا، حرفِ آرزو، پبلشر ندارد، ۲۰۱۴ء، ص:۱۰
ڈاکٹر مشتاق عادل کاٹھیا نے ''ساہیوال کی ادبی تاریخ'' میں اُن کا سال پیدائش ۱۹۴۱ لکھا ہے۔
۲۰۔محمد افتخار شفیع، ڈاکٹر، شہر غزل کے بعد، ادارہ صوت ہادی، شیخو شریف، ۲۰۱۰ء، ص:۵۸
نوٹ: ڈاکٹر مشتاق عادل نے'' ساہیوال کی ادبی تاریخ'' میں ان کا سالِ پیدائش یکم فروری ۱۹۲۰ء لکھا ہے۔
۲۱۔ ٹیلی فو نک انٹرویو: بیٹا سائیں ناز مرحوم، ۱۲۲ کتوبر ۲۰۲۰ء
۲۲۔شاد افسری کے شناختی کارڈ پر لکھا ہے کہ ۲۱، اکتوبر ۱۹۷۴ء کو اُن کی عمر ساٹھ سال تھی۔ یوں اُن کا سالِ پیدائش ۱۹۱۴ء برآمد ہوتا ہے۔ اُن کے شاگرد املاک جدران کے مطابق اُنھوں نے ۱۹۷۸ میں وفات پائی۔
۲۳۔شمیم قطبی دہلوی کی یہ تاریخِ پیدائش ان کے ڈیتھ سرٹیفکیٹ کے مطابق ہے۔''شہر فرید کے شاعر'' میں درج سالِ وفات ۲۰۰۷ء، ان کے بیٹے مسعود الحسن قطبی مرحوم کی یادداشت پر مبنی تھا جو درست نہیں۔
۲۴۔صلاح الدین غازی، امرتسری، پیام عمل، مرتبہ: قاضی محمد اکرم، نگارشات، لاہور، ۲۰۰۹ء، ص:۷
۲۵۔مشتاق عادل، ڈاکٹر، ساہیوال کی ادبی تاریخ، انور سنز پبلشرز، ساہیوال، ۲۰۱۹ء، ص:۲۱
۲۶۔مشتاق عادل، ڈاکٹر، ساہیوال کی ادبی تاریخ، انور سنز پبلشرز، ساہیوال، ۲۰۱۹ء، ص:۵۸

نوٹ: اسلم حمید نے اپنے مقالے میں عبدالقیوم صبا کی تاریخ پیدائش ۱۳ اکتوبر ۱۹۵۶ء بیان کی ہے جو درست نہیں۔

۲۷۔ ٹیلی فونک انٹرویو: بیٹی غلام رسول اظہر، ۲۰ اپریل ۲۰۲۰ء

۲۸۔ انٹرویو ملک نذر فرید (بیٹا) غلام فرید شوکت، ۲۲ اپریل ۲۰۲۰ء

نوٹ: ڈاکٹر مشتاق عادل نے ''ساہیوال کی ادبی تاریخ'' میں اُن کی تاریخ پیدائش ۱۴ ستمبر ۱۹۳۹ء اور تاریخ وفات ۱۶ فروری ۲۰۱۶ء درج کی ہے۔

۲۹۔ حمید اسلم، ساہیوال کی شعری روایت، مقالہ برائے ایم فل اُردو، رفاہ انٹرنیشنل یونیورسٹی فیصل آباد کیمپس، ۲۰۱۸ء ص: ۳۰

۳۰۔ محمد افتخار شفیع، ڈاکٹر، شہر غزل کے بعد، ادارہ صوت ہادی، شیخوشریف، ۲۰۱۰ء، ص: ۹۶

نوٹ: ڈاکٹر مشتاق عادل نے ''مراتب اختر: شخصیت اور فن'' کے صفحہ نمبر ۱۶ پر تاریخ پیدائش ۸ مئی ۱۹۴۰ء بیان کی ہے۔

۳۱۔ نوید عاجز، شہر فرید کے شاعر، سجاد پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۱۳ء، ص: ۳۷

۳۲۔ مصرع کے پانچویں رکن میں ایک حرکت کم ہے۔ جس سے سکتہ واقع ہوا ہے۔

نوٹ: شعر نمبر ۶ اُن کی کتاب میں موجود ہے مگر اُن کا نہیں ہے۔

۳۳۔ ''شہر فرید کے شاعر'' میں راجا نیر کی جائے پیدائش محلّہ ظفر آباد درج ہے جس کی یہاں تصحیح کر دی گئی ہے۔

۳۴۔ ''فہم'' کی ''ہ'' کو متحرک باندھا گیا ہے۔

۳۵۔ سید عامر سہیل، ڈاکٹر، ظفر اقبال، ''ایک عہد ایک روایت''، پاکستان رائٹرز کوآپریٹو سوسائٹی، لاہور، ۲۰۱۸ء، ص: ۴۰

۳۶۔ ٹیلی فونک انٹرویو: عاکف حجازی، ۱۳ جون ۲۰۲۰ء

نوٹ: عاکف کے حقیقی والد قمر حجازی ہیں۔ انھوں نے ۲۳ مارچ ۱۹۸۴ء کو پیدائش کے دن ہی عاکف کو اپنے بھائی محمد مشتاق کی جھولی میں ڈال دیا تھا۔

۳۷۔ ابولہب کی ''ہ'' کو ساکن باندھا گیا ہے۔

۳۸۔ ''شمعِ جاں فزا'' کی ترکیب درست نہیں باندھی گئی۔

☆☆☆☆☆☆

کتابیات

احمد جلیل۔ نچھاور جاں مدینے پر، القلم پبلشرز، لاہور، ۲۰۰۵ء
اعظم کمال، غزلِ نو، ایم ایچ این پرنٹرز، لاہور، ۲۰۱۵ء
اقبال صلاح الدین، حدیث آشنا، عزیز پبلشرز، لاہور، ۱۹۸۱ء
اکرم سعید اکرم۔ فیضان نعت، احسن پبلی کیشنز، فصل آباد، ۲۰۱۰ء
اکرم ناصر، اجمال، القمر انٹر پرائزز، لاہور، ۱۹۹۴ء
الف دنسیم، نسیم طیبہ، مکتبہ عالیہ، لاہور، س ن
الفت رسول، آسیب کا جنگل، اساطیر پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۰۳ء
اوصاف شیخ، ہر سفر دائرہ ہے، سانجھ پبلشرز، لاہور، ۲۰۱۰ء
باقر شاہجہاں پوری، کیف دوام، ماورا پبلشرز، لاہور، ۲۰۰۲ء
بسمل صابری، بیاضِ نظر سے، جمہوری پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۱۸ء
بشیر احمد بشیر، کلیات بشیر احمد بشیر، خزینہ علم وادب، لاہور، س ن
تجمل حسین ضیا، حرفِ آرزو، طابق حافظ محمد اقبال سحر، ساہیوال، ۲۰۱۴ء
جعفر شیرازی، یہ حساب ہیں مہ وسال کے (کلیات)، مطلع پبلی کیشنز، خانیوال، ۱۹۹۱ء
جمشید کمبوہ۔ سفر نعت، فہد پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۱۲ء
حدید مرزا، ابر مناقب، منہاج القرآن پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۰۷ء
حیدر علی ساحر، دیوار میں دیوار، نستعلیق مطبوعات، لاہور، ۲۰۱۴ء
دلبر شاہ وارثی (مرتبہ)، سلامِ اہل بیت، حضرت عنبر شاہ وارثی پبلی کیشنز، کراچی، ۲۰۰۹ء
رامش منہاس۔ میں نعت لکھوں سلام لکھوں، حسن ادب، فیصل آباد، ۲۰۲۳ء
رضا اللہ حیدر۔ ضیائے حرمین، القلم پبلشرز، لاہور، ۲۰۱۷ء
رفیق کاشمیری، جھرنا، ایس کام پبلشرز، اوکاڑہ، ۲۰۱۸ء
ریاض حسین زیدی، سید۔ اے رسول امینؐ، انٹرنیشنل نعت مرکز، لاہور، ۲۰۲۰ء
سالک رضوی، حسرتوں کے دیار، ساہیوال پرنٹنگ پریس، ساہیوال، ۲۰۱۴ء

سرفراز علی حسین، منسوب، کلھے والا پبلشرز، ۵۷، ای، بی، پاک پتن، ۲۰۰۶ء
سید عامر سہیل، ڈاکٹر، ظفر اقبال، ’’ایک عہد ایک روایت‘‘، پاکستان رائٹرز کوآپریٹو سوسائٹی، لاہور، ۲۰۱۸ء
سید فیض الحسن فیضی، اُسے روک لو ابھی، الحمد پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۰۳ء
سید وارث شاہ۔ ہیر وارث شاہ، بک ہوم، لاہور، ۲۰۰۶ء
شاد افسری، شاخ بریدہ، جدران اکیڈمی، اوکاڑہ، ۱۹۸۰ء
شبانہ زیدی، سلگتے کنول، شرکت پرنٹنگ پریس، لاہور، ۲۰۱۰ء
شریف ساجد، لفظ لفظ نعت، ادب قبیلہ پبلشرز، پاک پتن، ۲۰۱۷ء
شریف طیب، منزل مری مدینہ، دھنک مطبوعات، لاہور، ۲۰۲۱ء
شفقت حسین قاضی۔ شاہِ کون ومکاں، انجمن اربابِ ذوق، حجرہ شاہ مقیم، ۲۰۱۰ء
شکیب وجدانی، محمد جان محبوبی، المدینہ دارالاشاعت، لاہور، ۲۰۰۶ء
شہزاد احمد، ڈاکٹر۔ ایک سو ایک پاکستانی نعت گو شعرا، رنگ ادب پبلی کیشنز، کراچی، ۲۰۱۷ء
صادق چوہان، دشت الفت، ایس کام پبلشرز، اوکاڑہ، ۲۰۱۵ء
صبا ارشد، چشم تر میں آجاؤ، القلم پبلشرز، لاہور، ۲۰۰۲ء
صفدر اجمیری، شہر وفا، نستعلیق مطبوعات، لاہور، ۲۰۰۷ء
صفی ہمدانی (مرتب)، کلیات ارشاد جالندھری، ساہیوال پرنٹنگ پریس، ساہیوال، ۲۰۲۰ء
صلاح الدین غازی، امرتسری، پیام عمل، مرتبہ: قاضی محمد اکرم، نگارشات، لاہور، ۲۰۰۹ء
طارق محمود سندھی، چاند سمندر ساحل ساحل، جدوجہد پبلی کیشنز، عارف والا، ۲۰۰۵ء
ظفر اقبال نادر، آئینہ رُت، بیکن بکس، ملتان، ۲۰۰۱ء
ظفر اقبال، رطب ویابس، جنگ پبلشرز، لاہور، ۱۹۹۱ء
ظفر اقبال شاد، توشۂ آخرت، موضع اسلام پور، اوکاڑہ، ۲۰۱۷ء
عبدالخالق آرزو۔ نعت میرا انتخاب، مدر لینڈ پرنٹنگ ایجنسی، لاہور، ۲۰۱۷ء
عبدالرحمٰن انجم۔ شہر شرف، اعوان نعت محل، فیصل آباد، ۲۰۰۶ء
عبدالرزاق صدف، طلوعِ نور، اکائی، فیصل آباد، ۲۰۰۶ء
عبدالستار شاہد۔ سرکار کے جلوے ہیں، بزم ادب وثقافت، اوکاڑہ، ۲۰۱۷ء

عزیز الدین عظامی، مولانا، کلیات عظامی، شرکت پریس، لاہور، ۱۹۸۵ء
علی رضا۔ ثنائے سرورؐ، نستعلیق مطبوعات، لاہور، ۲۰۱۳ء
عمران شاہد، شام ڈھلتی جا رہی ہے، لیزر پرنٹرز، فیصل آباد، ۲۰۱۴ء
عون الحسن غازی، شمائل، ادارہ صوتِ ہادی، شیخوشریف، اوکاڑہ، ۲۰۲۰ء
فرحت شکور، صدائیں کون دیتا ہے، ساہیوال پرنٹنگ پریس، ساہیوال، ۲۰۱۷ء
فیض صحرائی۔ صراط فیض، خلیل آباد کالونی، دیپال پور، ۲۰۰۸ء
قاضی عبدالرحمٰن، ہوائے طیبہ، آئینہ ادب، لاہور، ۱۹۸۱ء
قمر حجازی، ارفع ذات محمدؐ کی، مکتبہ فجر، لاہور، ۲۰۱۸ء
قیس جالندھری، جانِ ارض وسما، اجالا پرنٹرز، لاہور، ۱۹۹۶ء
کرم علی کیفی، عکسِ جمالِ مصطفیٰ، نوائے کرم نعت کونسل، پاک پتن، ۲۰۱۸ء
کرم علی کیفی۔ مدنی ماہی، اکبر لاہوری فاؤنڈیشن، لاہور، ۲۰۱۱ء
گوہر ہوشیارپوری، آرزوحضوری کی، اظہار سنز لاہور، ۱۹۹۴ء
لیاقت اسیس بیگ، شام صحرا ہے زندگی تم بن، فروغِ فن وادب، اوکاڑہ، ۲۰۰۴ء
محبّ اللہ نوری، ارمغانِ محبت، فقیہ اعظم پبلی کیشنز، بصیرپور، ۲۰۰۹ء
محمد امین، ڈاکٹر، رزق نمبر، دستک پبلی کیشنز، ملتان، ۲۰۱۵ء
محمد امین، ڈاکٹر، شامِ دستِ تنہائی، ادب رنگ پبلی کیشنز، ملتان، ۲۰۰۲ء
محمد رفیق شاہد، پتھروں سے حلاوتیں نکلیں، بک ٹاک، لاہور، ۲۰۰۷ء
محمد ضیا محی الدین گیلانی، خیالِ طیبہ، فریہ پرنٹنگ پریس، ساہیوال، طبع دوم، ۲۰۱۶ء
محمد علی صابری، ثنائے محمد، علی عون پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۱۵ء
محمد مرغوب، میاں، ستارے ٹانکتے رہنا، کربلا روڈ، ساہیول، ۲۰۱۴
محمود علی محمود، کچی کرن شبنم، گورا پبلشرز، لاہور، ۱۹۹۳ء
مرتضیٰ ساجد۔ حضوری کی تمنا، فریدیہ پریس، ساہیوال، ۲۰۱۷ء
مرشد بخاری، امواجِ راوی، دربارِ عالیہ مرادیہ، 113/7R، چیچہ وطنی، ۲۰۱۴ء
مشتاق عادل، تاریخ ساہیوال، مہکاں پبلشرز، ساہیوال، ۲۰۰۹ء
مشتاق عادل، ڈاکٹر، ساہیوال کی ادبی تاریخ، انور سنز پبلشرز، ساہیوال، ۲۰۱۹ء

منظور احمد مہجور۔ بام عرش، ماورا پبلشرز، لاہور،۱۹۹۲ء
ناصر شہزاد، بن باس، الحمد پبلی کیشنز، لاہور،۲۰۰۴ء
ندیم عباس اشرف، ڈاکٹر، (مرتبہ)،شہر غزل، اظہار سنز، لاہور، ۲۰۱۷ء
نصیر احمد، سجدۂ شوق، المدینہ دارالاشاعت، لاہور،۲۰۱۰ء
نصیر احمد۔ مینارۂ رنگ ونور، شمع ادب، لاہور،۲۰۱۵ء
نوید عاجز، شہر فرید کے شاعر، سجاد پبلی کیشنز، لاہور،۲۰۱۳ء
نیلم شعیب، وسیلہ، ساہیول پرنٹنگ پریس، ساہیوال، طبع دوم،۲۰۱۶ء

مقالہ جات

اسحاق آسی، ڈاکٹر۔ساہیوال کی شعری روایت میں گوہر ہوشیار پوری کی خدمات، اسلامیہ یونی ورسٹی، بہاول پور،۲۰۱۲ء
اسلم حمید، ساہیوال میں اردو شعری روایت، مقالہ برائے ایم۔فل اُردو، رفاہ انٹرنیشنل یونی ورسٹی، فیصل آباد کیمپس،۲۰۱۸ء
عالیہ زبیر، ''منزل مری مدینہ از شریف طیب: تجزیاتی مطالعہ''، مقالہ برائے بی۔ایس اُردو، گورنمنٹ گریجوایٹ کالج، وہاڑی،۲۰۲۲ء
۵۔نازیہ بلقیس، ساہیوال میں نعتیہ شاعری: فکری و فنی جائزہ، رفاہ انٹرنیشنل یونیورسٹی، فیصل آباد کیمپس،۲۰۱۶ء

رسائل وجرائد

ادراک، سہ ماہی، شمارہ نمبر۹، ہزارہ یونی ورسٹی، مانسہرہ،۳۰ جون ۲۰۱۸ء
اظہار، کتابی سلسلہ، نوید عاجز (مرتب)، شمارہ نمبر۲، پاک پتن،۲۰۱۵ء
اظہار، کتابی سلسلہ، نوید عاجز (مرتب)، شمارہ نمبر۳، پاک پتن،۲۰۱۶ء
اقلیم، ششماہی، (نعتیہ انتخاب نمبر)، مدیر: اکرم کلیم، ساہیوال، مئی ۱۹۸۹ء
بیاض، ماہ نامہ، لاہور، اگست ۲۰۲۰ء

ادبی مجلّے

ساہیوال، گولڈن جوبلی نمبر (ادبی مجلّہ)، گورنمنٹ کالج ساہیوال،۱۹۹۲ء۔۱۹۴۲ء

ساہیوال، گولڈن جوبلی نمبر (ادبی مجلّہ)، گورنمنٹ کالج ساہیوال،۱۹۹۲ء

ستلج،(ادبی مجلّہ)، گورنمنٹ کالج، عارف والا،۹۴،۱۹۹۳ء

المسعود (علمی وادبی مجلّہ)، گورنمنٹ فریدیہ گریجویٹ کالج، پاک پتن،۲۰۰۴ء۔۲۰۰۳ء

المسعود (علمی وادبی مجلّہ)، گورنمنٹ فریدیہ گریجویٹ کالج، پاک پتن،۲۰۱۰

المسعود (علمی وادبی مجلّہ)، گورنمنٹ فریدیہ گریجویٹ کالج، پاک پتن،۲۰۱۴۔۲۰۱۳

www.sahiwal.gov.pk

☆☆☆☆☆☆☆